سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

جمعرات 16، جمعتہ المبارک 17، سوموار 20، منگل 21۔نومبر 2006
(یوم الخمیس 23، یوم الجمع 24، یوم الاثنین 27، یوم الثلاثہ 28۔شوال 1427ھ)

چودھویں اسمبلی: ستائیسواں اجلاس

جلد27: شمارہ جات 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ستائیسواں اجلاس

جمعرات،16۔نومبر2006

جلد 27: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر کا اعلامیہ	------------	3
3۔	ایجنڈا	------------	5
4۔	ایوان کے عہدیدار	------------	7
5۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13

6۔	چیئرمینوں کا پینل ------------	14

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	باجوڑ ایجنسی اور درگئی میں معصوم بچوں کی شہادت پر ذمہ داران کو مجرم گردانا ------------	14
	سوالات (محکمہ تعلیم)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	21
9۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	54
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
10۔	مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
11۔	مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
12۔	تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت سال 2006 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
	توجہ دلاؤ نوٹس	
13۔	سیالکوٹ میں ڈکیتی کی واردات میں میجر زرینہ محسن کی ہلاکت ------------	79
14۔	شالامار لاہور، گھر میں ماں کا چار بچوں سمیت قتل ------------	81
	تحاریک استحقاق	
15۔	ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے	

	اور ٹیلی فون سننے سے گریز(۔۔۔جاری)	82 ------------
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک(۔۔۔جاری)	83 ------------
17۔	اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ(۔۔۔جاری)	83 ------------
	تحاریک التوائے کار	
18۔	گئو شالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم	85 ------------
19۔	سرسید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ	86 ------------
20۔	کنگن پور قصور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت پر انتظامیہ کی سرد مہری	87 ------------
21۔	گوجرانوالہ کوٹ لدھا میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں	89 ------------
22۔	منوں آباد میں ویگن ڈرائیور کا قتل	90 ------------
23۔	تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن بے نقاب کرنے پر صحافیوں کو دھمکیاں	102 ------------
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو ایوان میں متعارف کروائے گئے)	
24۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006	104 ------------
25۔	مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006	105 ------------

جمعتہ المبارک، 17۔نومبر 2006

جلد 27: شمارہ 2

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
26۔	ایجنڈا	107
27۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	109
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	
28۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	110
29۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	142
	تحاریک استحقاق	
30۔	تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ	182
	تحاریک التوائے کار	
31۔	ضلع شیخوپورہ میں بیواؤں کو بینوولنٹ فنڈ کی بندش	185
32۔	مجاہد روڈ سیالکوٹ میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر دکاندار کی ہلاکت	187
33۔	حکومت کی طرف سے ترقیاتی منصوبوں کی کنسٹرکشن کے ریٹ بڑھانے پر ٹھیکیداروں کا کام میں لیت ولعل	189
34۔	بہاولپور ڈگری کالج میں داخلہ کے لئے میرٹ کو نظر انداز کیا جانا	191
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
35۔	محکمہ بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا	193

سوموار، 20۔نومبر 2006

جلد 27: شمارہ 3

36۔	ایجنڈا	197
37۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	199

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
38۔	ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے اقدامات کا مطالبہ	200
	سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ و عشر اور آبکاری و محصولات)	
39۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	202
40۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	230
	رپورٹیں (توسیع)	
41۔	مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	253
42۔	آڈیٹر جنرل پنجاب کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 2000-1999 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	253
43۔	مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	254
44۔	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں برائے سال 2004، 2005 اور 2006 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	254
45۔	مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	255
	پوائنٹ آف آرڈر	
46۔	اسمبلی ملازم محمد امین کی وفات پر اجلاس کا التواء	261

منگل، 21۔نومبر 2006

جلد 27: شمارہ 4

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47۔	ایجنڈا	263
48۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	265
	پوائنٹ آف آرڈر	
49۔	اسمبلی ملازم محمد امین (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	266
	سوالات (محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)	
50۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	266
51۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	300
	رپورٹیں (توسیع)	
52۔	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 02-2001 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	328
53۔	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	329
54۔	فنانس کمیٹی کی تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	329
	تحاریک استحقاق	
55۔	اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ (۔۔۔جاری)	348
56۔	تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	349

تحاریک التوائے کار

57۔ گئو شالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم (۔۔۔جاری) ------------ 350

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
58۔	سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	351
59۔	میڈیکل کالجوں میں Male ڈاکٹرز کی نشستیں بڑھانا ------------	353
60۔	لاہور، فیصل آباد روڈ پر -/15 روپے فی گاڑی جگا ٹیکس کی وصولی ------------	362
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو پیش کیا جا چکا ہے)	
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004 ------------	364
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
62۔	مغربی پاکستان فیملی کورٹس 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کئے جانے کے لئے اقدامات ------------	365
63۔	حکومت پنجاب، سٹاک ایکسچینج ہولڈر کی آمدن پر ایک فیصد اور بنکوں کے منافع پر پانچ فیصد سٹیمپ ڈیوٹی عائد کرے ------------	366
64۔	حکومت پنجاب وفاق سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے لئے سفارش کرے ------------	371
65۔	کسانوں کو کھاد، بیج اور کرم کش ادویات میں 50 فیصد سبسڈی دینے کا مطالبہ ------------	372
66۔	ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو قاعدہ 22 کے تحت جسٹس	

	آف پیس مقرر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ ------------	373
	پوائنٹ آف آرڈر	
67-	گنگارام ہسپتال میں کرپشن اور بوگس بھرتیاں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ ------------	374
68-	پرنسپل آف مارکیٹنگ کی کتاب سے تصویر ختم کرنے کا مطالبہ ------------	376

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
69-	بہاولپور کے ہسپتال میں مریضوں کو antibiotic ادویات کی عدم دستیابی ------------	378
70-	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	380
71-	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2006/881. Dated. 14th November, 2006. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen.(Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 16.11.2006 (Thursday) at 3:00 P.M. in the Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the
14-11-2006

LT. GEN. (RETD) KAHLID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB”

3

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/882. Dated 16th November 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the absence abroad of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

i۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2006

5۔ مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ2006

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

1۔	جناب سپیکر	:	چوہدری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	قائد ایوان	:	چوہدری پرویز الٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	رائے اعجاز احمد	:	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	ایم پی اے، پی پی۔192
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	:	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

8

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر بہبود خواتین وانسانی حقوق، سماجی بہبود*
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک / ایس اینڈ جی اے ڈی*
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت وامور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی / داخلہ / جنگلی حیات
(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت

* اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور

(19) سیداختر حسین رضوی : وزیر محنت وافرادی قوت

(20) جناب ارمغان سبحانی : وزیر قوت برقی

(21) سید سعیدالحسن : وزیراوقاف ومذہبی امور

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (16تا21۔نومبر 2006)تفویض کئے گئے۔

(22) ڈاکٹر طاہر علی جاوید : وزیر صحت

(23) جناب عبدالعلیم خان : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

(24) میاں محمد اسلم اقبال : وزیر سیاحت

(25) سردار حسن اختر موکل : وزیر مینجمنٹ وپیشہ ورانہ ترقی

(26) سید رضا علی گیلانی : وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی

(27) رانا محمد قاسم نون : وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(28) جناب حسین جہانیاں گردیزی : وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم / سپورٹس*

(29) جناب محمد ارشد خان لودھی : وزیر زراعت / پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ*

(30) جناب غلام محی الدین چشتی : وزیر / چیف وھپ

(31) سردار حسنین بہادر دریشک : وزیر خزانہ

(32) سید ہارون احمد سلطان بخاری : وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(33) میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم : وزیر زکوٰۃ وعشر

(34) جام محمد ہاشم گلیجہ : وزیر ماہی پروری

(35) جناب محمد اعجاز شفیع : وزیر بیت المال

(36) مخدوم اشفاق احمد : وزیر تحفظ ماحولیات

(37) محترمہ نسیم لودھی : وزیر بہبود آبادی
(38) محترمہ قدسیہ لودھی : وزیر خصوصی تعلیم
(39) محترمہ جوئس روفین جولیس : وزیر اقلیتی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفیکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات برائے اجلاس (16 تا 21۔نومبر 2006) تفویض کئے گئے۔

10

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1) چودھری محمد کامران علی خان : مال
(2) راجہ راشد حفیظ : مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3) جناب اعجاز حسین فرحت : ہاؤسنگ و شہری ترقی
(4) سید محمد تقلید رضا*
(5) چودھری نذر حسین گوندل : تعلیم
(6) ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ *
(7) ملک محمد آصف بھا : بیت المال
(8) جناب محمد وارث کلو : کالونیز
(9) چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ) : لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(10)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا*	:
(11)	بریگیڈیر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	: صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(12)	حاجی مدثر قیوم نہرا	: ماہی پروری
(13)	چودھری خالد اصغر گھرال	: سپورٹس
(14)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	: قانون
(15)	محترمہ حمیدہ وحید الدین	: خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(16)	جناب محمد عارف گوندل چھوآنہ	: ایس اینڈ جی اے ڈی
(17)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	: مواصلات و تعمیرات
(18)	بیگم ریحانہ جمیل*	
(19)	جناب محمد شعیب صدیقی	: انفارمیشن
(20)	جناب اعجاز احمد سیہول	: آبکاری و محصولات
(21)	جناب جاوید منظور گل	: کانکنی و معدنیات
(22)	آغا علی حیدر	: ثقافت و امور نوجوانان
(23)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	: اشتمال

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

(24)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	: پارلیمانی امور
(25)	دیوان اخلاق احمد	: آبپاشی
(26)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	: محنت و افرادی قوت
(27)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	: خصوصی تعلیم
(28)	ملک محمد اجمل جوئیہ	: پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(29)	جناب ولایت شاہ کھگہ	: زراعت

(30) جناب آفتاب احمد خان : ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(31) چودھری وحید اصغر ڈوگر : پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(32) جناب جاوید اقبال خان کھچی : جنگلات

(33) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری

(34) جناب طارق احمد گورمانی : جنگلی حیات

(35) ملک جواد کامران کھر*

(36) میاں امتیاز علیم قریشی : زکوٰۃ و عشر

(37) ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : سی۔ایم۔آئی۔ٹی،آئی اینڈ سی

(38) جناب اللہ وسایا خان عرف چنوں خان لغاری: سیاحت و قیام

(39) سید محمد قائم علی شاہ : مذہبی امور و اوقاف

(40) ملک اللہ بخش سمتیہ : ٹرانسپورٹ

(41) مہر فضل حسین سُمرا : جیل خانہ جات

(42) جناب احمد نواز : ریلیف

(43) ڈاکٹر محمد افضل*

(44) سید نذر محمود شاہ* :

(45) جناب محمود احمد : خوراک

(46) سردار محمد درعیہ خان فیاض : امداد باہمی

(47) بیگم زینت خان : ترقی خواتین

(48) ڈاکٹر فرزانہ نذیر : صحت

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

12

(49) محترمہ لبنٰی طارق : سیاحت

(50) سیدہ بشرٰی نواز گردیزی : داخلہ

(51)	محترمہ شہلا راٹھور	:	سماجی بہبود
(52)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات
(53)	محترمہ روبینہ نذر سلہری(ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(54)	محترمہ ظل ہما عثمان	:	منصوبہ بندی و ترقیات
(55)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(56)	محترمہ نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(57)	محترمہ شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(58)	مسز نیئر مرتضیٰ لون	:	قوت برقی
(59)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری اسمبلی	:	جناب سعید احمد
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ
(3)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(4)	ایڈیشنل سیکرٹری(قانون سازی)	:	مقصود احمد ملک

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعرات، 16۔نومبر 2006

(یوم الخمیس، 23۔شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا
مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ
رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (286)

وما علینا الا البلاغ o

جناب قائم مقام سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔

چیئر مینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئر مین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	رائے اعجاز احمد	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	ایم پی اے، پی پی۔192
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

باجوڑ ایجنسی اور درگئی میں معصوم بچوں کی شہادت پر ذمہ داران کو مجرم گردانا

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں باجوڑ ایجنسی میں جو حملہ ہوا تھا وہ حملہ پاکستانی فورسز نے نہیں کیا بلکہ وہ امریکن فورسز نے وہاں پر حملہ کیا تھا اور اس کے نتیجے میں 90 کے قریب معصوم بچے جن کی عمر 12 سال سے لے کر 30 سال تک تھی وہ شہید ہوئے۔ وہاں کے مقامی ایم این اے نے وہاں پر جو خول پکڑے اور پریس کو امریکن ہیلی کاپٹر کا اسلحہ دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ حملہ امریکہ نے کیا ہے یہ حملہ پاکستانی فورسز نے نہیں کیا۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ باجوڑ ایجنسی کے ان معصوم شہیدوں کے لئے ہاؤس میں دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مسئلہ already قومی اسمبلی میں take up ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ معزز بھائی نے بڑے جذبات میں یہ کہا ہے کہ وہ حملہ امریکن فورسز نے کیا ہے یہ بات باقاعدہ قومی اسمبلی کے فورم پر بار بار discuss ہو چکی ہے اور اسمبلی کے علاوہ different فورمز پر discuss ہو چکی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہ حملہ کسی بیرونی فورسز نے نہیں کیا۔ دوسرا یہاں کہا گیا اور یہ بات نیشنل اسمبلی اور نیشنل پریس کے ریکارڈ پر بھی ہے اور ہر جگہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جو لوگ وہاں پر اس کارروائی کے دوران ہلاک ہوئے ان میں کسی کی بھی عمر 15 یا 18 سال سے کم نہیں تھی اس لئے یہ کہہ دینا کہ وہ شہید ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پھر اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ وہ لوگ وہاں پر کس مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے تھے؟ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور پھر اپنی بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ یہ بات متعدد بار حکومت پاکستان کی طرف سے واضح کی جا چکی ہے کہ وہ لوگ جو اس وقت وہاں پر اکٹھے تھے وہ ٹریننگ کے مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے تھے ان کو ٹریننگ دی جا رہی تھی اس لئے یہ تاثر دینا کہ بے گناہ شہری کی ہلاکت ہوئی ہے یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح سے بگو صاحب نے کہا کہ یہ حملہ امریکن فورسز نے کیا اور پاکستان کی فورسز نے نہیں کیا لیکن محترم لاء منسٹر صاحب own کر رہے ہیں گورنمنٹ کے behalf پر اور یہ بتا رہے ہیں کہ اس سے پہلے کئی فورمز پر بھی یہ بات ہو چکی ہے۔ ہم تو یہ بات اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اعتراف جرم نہ کریں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستانی فورسز نے کیا ہے تو کیا کسی بھی حکومت، اسٹیٹ اور ریاست کو آئینی اور قانونی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ خواہ وہ ٹریننگ میں

ملوث تھے یاان سے کوئی بھی جرم سرزد ہو رہا تھا کہ ان کو due process of law کے تحت لاکر انہیں جو سزا کسی کورٹ سے ہوتی،اس کے تحت execution ہوتی یا قید کی سزا ہوتی،اس کے بغیر کسی سسٹم کو کوئی حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے ملک کے شہریوں پر اس طرح سے bombardment کرے۔یہ ایک کھلا state terrorism تھا۔اس کے بعد پھر جو درگئی میں ہوا وہ counter terrorism تھا۔ہم اس terrorism کے دونوں واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور ان دونوں واقعات کے جو ذمہ داران ہیں ہم ان کو مجرم گردانتے ہیں۔ جب تک باجوڑ کے واقعہ سے متعلق یہ ان ملزمان کو پکڑتے نہیں،ان کو due process of law میں نہیں لاتے،ان کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں کرتے اس وقت تک انہیں کوئی حق ہی حاصل نہیں تھا،ان کی عمریں خواہ پندرہ،دس یا چالیس سال ہوں،سٹیٹ کو کسی طور پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے شہریوں کے اوپر اس طرح سے without due process of law کے bombardment کرنی شروع کر دے۔یہ دہشت گردی تھی،یہ state terrorism تھا اور اس state terrorism سے قطعی طور پر امن جنم نہیں لے سکتا۔ اگر یہ بات ہماری سمجھ میں آتی ہے،اس بات کو محترم لاء منسٹر،حکومت اور جنرل مشرف بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کشمیر میں state terrorism ہو گا تو وہاں پر دہشت گردی ہو گی، counter terrorism ہو گا۔اگر فلسطین میں state terrorism ہو گا تو وہاں پر counter terrorism ہو گا تو پھر ان کو یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی کہ اپنے ملک میں جب یہ state terrorism کریں گے تو اس کا بھی پھر counter terrorism ہو گا جو کہ درگئی میں واقعہ ہوا ہے۔وہاں پر بھی جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں وہ بھی شہید ہیں، ہم انہیں بھی شہید کہتے ہیں، ہم ان کے ساتھ بھی اظہار ہمدردی کرتے ہیں کہ جن کا نقصان ہوا ہے۔ہم ان دونوں واقعات کو دہشت گردی کے واقعات قرار دیتے ہیں۔ان دونوں واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور ان دونوں واقعات کے جو ذمہ داران ہیں ان کو مجرم گردانتے ہیں اس لئے نہ صرف باجوڑ میں ہلاک ہونے والے بلکہ درگئی میں ہلاک ہونے والے جو پاک فوج کے جوان تھے ان دونوں واقعات میں جو لوگ ہلاک یا شہید ہوئے ہیں ان کے لئے مشترکہ طور پر ہم اس بات کی محترم لاء منسٹر سے بھی request کرتے ہیں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں نے جس طرح بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی

میٹنگ میں بھی یہ کہا تھا کہ ہم بلاوجہ ایک issue کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی issue پر جب نیشنل اسمبلی میں debate ہوئی تو وہاں باقاعدہ طور پر سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی کہ اسمبلی کا ایک decorum ہوتا ہے،اب ایک controversial معاملہ ہے، جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ارشد بگواور راناثناء اللہ صاحب نے کچھ کہا، میں نے اپنا موقف بتایا تو ایک controversial معاملے میں ہم اسمبلی کو کیوں ملوث کرنا چاہتے ہیں؟ جس بھائی نے بھی دعا کرنی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ کل یہ اپنا وفد لے جائیں اور وہاں جا کر دعا کر آئیں،ان کو کون روکنے والا ہے؟وہاں تو یہ گئے ہی نہیں لیکن اس کو خواہ مخواہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے متعلقہ معاملہ نہیں ہے، ہمارے صوبہ سے متعلقہ نہیں ہے،اس کو لا کر بلاوجہ ایک issue کھڑا کرنااور ابھی اس کے آگے ہو گا کیا؟جب میری بات ختم ہو گی،آپ رولنگ دے کرآگے چلیں گے تو یہ واک آؤٹ کر کے باہر چلے جائیں گے اور ان کا ٹوٹل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس معزز ایوان کی کارروائی کو روکنااور اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں ہے۔اس issue پر قومی اسمبلی میں debate ہو چکی اور بات ختم ہو چکی ہے۔آج صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور بیس دنوں کے بعد اس معاملے کو یہاں پر کھڑا کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ میری رائے کے مطابق جتنے مسلمان مرے ہیں سب کے لئے دعا کریں،آپ کو کون روکتا ہے؟کیوں اس کو آپ محدود کر رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔آپ کیوں اس کو روکتے ہیں؟کیوں اس بات کو در گئی اور باجوڑ تک محدود کرتے ہیں؟آپ باہر جہاں مرضی جا کر اکٹھے ہو کر دعا کریں، جہاں دعا کرنے کا موقع ہوتا ہے وہاں آپ دعا کے لئے جاتے نہیں ہیں اور یہاں آکر کہہ جی، سانحہ باجوڑ بھی ہے، سانحہ در گئی بھی ہے، فلاں بھی ہو گیا اور فلاں بھی ہو گیا اس لئے آپ کو کسی نے دعا سے نہیں روکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل وفد لے کر جائیں، وہاں جا کر دعا کر کے آ جائیں،آپ کو کون روکنے والا ہے؟کیا آپ نے اپنی جماعت کا اجلاس کر کے یہاں لاہور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: جی،کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کسی نے نہیں کی۔(شور وغل)

میں وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں، ایک اخبار بھی مجھے یہ اٹھا کر دکھائیں۔ بلاوجہ اس issue کو کھڑا کیا جا رہا ہے۔(شور وغل)

حاجی محمد اعجاز: آپ کیسے کہتے ہیں کہ دعا نہیں کی؟ ہم نے دعا کی ہے۔یہاں دعا کرنے میں کیا حرج ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات on record ہے کہ باجوڑ میں جو پاکستانی شہید ہوئے وہ ان کے نزدیک وہاں پر کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث تھے۔ بات یہ ہے کہ درگئی کا جو سانحہ ہوا ہے وہاں پر 45 کے قریب پاک فوج کے جوان جو شہید ہوئے ہیں، ان کے خاندانوں نے، ان کے والدین نے ان کو پاک فوج میں اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا، اگر وہ state terrorism کے کسی counter terrorism کا شکار ہو گئے ہیں تو وہ ان لوگوں کا قصور نہیں ہے، یہ ان حکمرانوں کا قصور ہے کہ جنھوں نے غلط پالیسی اپنائی اور اس پر counter terrorism ہوا۔ یہ ان والدین کا یا ان فوجی جوانوں کا قصور نہیں ہے اور آج کیا یہ ایوان جو ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس سے کیا حصہ ہے؟ وہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے۔ وہ اس ہاؤس سے متعلقہ نہیں ہے، وہ پاکستان سے متعلقہ تو ہے۔ یہ ہاؤس پاکستان کا حصہ تو ہے، پنجاب پاکستان کا حصہ تو ہے، پھر کس طرح سے یہ کہتے ہیں کہ 45 کے قریب فوجی جوان جو اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوج میں شامل ہوئے تھے، جن کا خون اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت پر گرنا چاہئے تھا وہ شہید ہوئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے لئے دعا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ان کے لئے ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ جو شہید ہوئے ہیں، بیشک ان کا کوئی جرم تھا لیکن بات یہ ہے کہ ان کے خلاف کوئی جرم ثابت تو نہیں ہوا۔ کیا پوری دنیا میں یہ مسلمہ لاء نہیں ہے کہ جب تک آپ کسی مجرم کے خلاف کسی عدالت میں یہ ثابت نہ کر دیں کہ اس کا یہ جرم تھا اس وقت تک وہ innocent سمجھا جائے گا؟ خواہ اس کے اوپر آپ فرد جرم عائد کیوں نہ کر دیں لیکن جب تک ایک عدالت سے فرد جرم لگنے کے بعد فیصلہ نہ آ جائے اس وقت تک وہ innocent ہو گا۔ اگر ان کا یہ فرد جرم ہے بھی، ان دونوں واقعات میں ایک بات قدرے مشترک ہے، باجوڑ کے جو شہداء ہیں ان کے خلاف صرف ایک آدمی پورے پاکستان میں فرد جرم عائد کر رہا ہے اور اس کا نام جنرل مشرف ہے۔

MR ACTING SPEAKER:- Anyhow...

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی دو متضاد باتیں کی ہیں۔ پہلے تو ابھی انھوں نے فرمایا کہ سٹیٹ کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی جگہ--- جہاں پر subversive activities ہوتی ہیں وہاں پر سٹیٹ ہی operate کرتی ہے۔ ابھی انھوں نے مانا بھی ہے۔ ابھی انھوں نے خود کہا ہے کہ وہاں پر دہشت گردی کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ (قہقہے)

اس کے لئے ان کو پکڑا جانا چاہئے تھا۔ جہاں پر دہشت گردی کی ٹریننگ ہو رہی ہو، subversive activitiesہو رہی ہوں، لوگ اکٹھے نہ ہو رہے ہوں۔ ابھی انھوں نے خود مانا ہے۔ ابھی اپنے بیان میں کہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں مانا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیجئے گا۔ اس میں یہ چیز ہے کہ subversive صرف سٹیٹ نےactکرنا ہوتا ہے اور اگر سٹیٹactنہ کرے تو پھر کیا باہر کی سٹیٹactکرے؟ یہاں کے لوگوں کو تحفظ دینا، دہشت گردی اور انتہا پسندی سے بچانا، یہ ساری کی ساری سٹیٹ کی ذمہ داری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں جو رٹprevailکرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی میں After a very exhaustive debate as a superior part of the Parliamentوہاں پر اس واقعہ کی فاتحہ خوانی نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ جس مدرسے پرbombardmentہوئی اس کے ثبوت دے دیئے گئے کہ وہاں پر terrorist activityکی تیاری کی جا رہی تھی۔ تیسرا باہر سے کسی نے آکر نہیں کی، افواج پاکستان، اگر کسی صاحب کو اس چیز کا علم نہیں ہے تو لائبریری میں سے لا کر دیکھ لے کہ ملٹری کے کورٹ کے اندر اس چیز کی واضح provisionہے کہ جہاں پرAnti state activityمیں terrorist involved activityہو گی اور وہ پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرے کا سبب بن سکتی ہے تو وہاں پر، آپ کس عدالت کی بات کر رہے ہیں؟ فاٹا میں کون سی عدالت ہے کہ جہاں پر آپ اس کو trialکرائیں گے؟ فاٹا میں you can carry a weapon without a licence. You can carry a matter gun.وہ وہاں پر بندوقیں اٹھا کر پھرتے ہیں۔ وہاں پر جو حالات ہیں ان کو جا کر دیکھیں، یہاں پر بات کرنے سے کوئی ایسا فائدہ نہیں ہےand I believe کہlegally we are bound hereکہ جو نیشنل اسمبلی کے اندرconsensus developہوا ہے as a superior House, as a superior Forumہمیں اس چیز کوdue respectدینی چاہئے۔ پھر

یہ ہو گا کہ نیشنل اسمبلی توdenyکر رہی ہے اور صوبائی اسمبلی پنجاب اس چیز کو نیشنل اسمبلی کےconsensusکے ساتھ کئے گئے ایک فیصلے کوdenyکر رہے ہیں تو Where are we heading to?جہاں تک راناثناء اللہ صاحب کی بات ہے کہ سول وار ہو گی، وہ شہداء ہوں گے جن کو جا کر مار دیا گیا ہے، ایک دہشت گرد بم باندھ کر جاتا ہے، جہاز آتے ہیں اورbombardmentکرتے ہیں،condemnمیں بھی کرتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔This is not right.لیکن جہاں پر اس ملک کی سالمیت کو خطرہ ہو گا، اس کی سرحدوں کو خطرہ ہو گا چاہے وہterrorists کیactivitiesمیں ہو، چاہے وہ صدر مشرف کی گاڑی پر blastکی صورت میں ہو ان کو روکنا اس حکومت کا فرض ہے، افواج پاکستان کا فرض ہے and they will do it۔ لہذا یہ ایوان ایسے دہشت گردوں کے لئے فاتحہ خوانی نہیں کرے گا۔

(اپوزیشن بنچز کی طرف سے شیم، شیم کی آوازیں)

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی یہ پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے یہ قومی اسمبلی کا مسئلہ ہے۔ جناب! یہ ملک پاکستان لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر بنایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف پنجاب اور پاکستان کا نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی عزت کا مسئلہ ہے۔ جس کو یہ دہشت گردی سمجھتے ہیں وہ اپنے حقوق کی جنگ ہے۔ اپنے چار دن کے اقتدار کے لئے یہ مت بھول جائیں کہ فلسطین کے اندر نوجوان لڑکیاں سج دھج کرsuicide attacksکرنے کے لئے جاتی ہیں۔ کیا یہ انھیں بھی دہشت گردdeclareکر دیں گے ؟ کشمیر کے اندر جو لوگ بم باندھ کر اپنے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں کیا یہ انھیں بھی دہشت گردdeclareکر دیں گے۔

جناب سپیکر! آج صورتحال یہ ہے کہ :

کرن کرن کی جبیں سے ٹپک رہا ہے لہو
رخ سحر ہے بری طرح زخم کھائے ہوئے

جناب سپیکر! آج دنیا کے اندر یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ یہ جہاد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے کافی بات کر لی ہے۔ آپ فلسطین کی بات کرتے ہیں، فلسطین نے ابھی آزادی لینی ہے۔ پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔ پاکستان کو

قائم ودائم رہنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان قائم ودائم رہے گا۔ جی، امجد حمید دستی صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میرا یہ خوش گوار فریضہ ہے کہ میں سارے ہاؤس کو ایک ایسی خوشخبری دوں کہ دونوں طرف کی گرمی ختم ہو جائے۔ وہ خوشخبری یہ ہے کہ اس ملک کی سب سے بڑی پارٹی مسلم لیگ قائداعظم نے ایک ایسا اچھا قانون بنایا ہے جو کہ تاریخی قسم کا قانون ہے۔ انھوں نے حدود بل پاس کیا ہے۔ جس کی وجہ سے خواتین و حضرات جو کہ اس ہاؤس میں تو پہلے بھی قریب تھے اب اور قریب ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ چونکہ بزرگ ہیں، آپ نے خود بھی یہ فرمایا تھا کہ آپ نہ "HEs" میں ہیں اور نہ "SHEs" میں ہیں۔ آپ تو سب کے لئے برابر ہیں۔ آپ بزرگ ہیں، سب آپ کے مہربان ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوالات ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اس debate کے بارے میں ابھی تک فیصلہ نہیں فرمایا۔ بات یہ ہے کہ صرف باجوڑ میں ہلاک ہونے والے پاکستانیوں کا ہی اس میں ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں پاک فوج کے وہ 45 جوان بھی شامل ہیں۔ جس وردی کو یہ دن رات سلام کرتے نہیں تھکتے، ان کا بھی معاملہ ہے۔ یہ کیا تاثر جائے گا کہ ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی ہے، ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کر چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کہاں کر چکے ہیں، کہاں ہوئی ہے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمائیں۔ ہماری آپ اور حکومتی بنچز کے ممبران سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تمام ارکان اسمبلی کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ دونوں طرف سے باتیں ہوئی ہیں۔ لامحالہ جس نے جو محسوس کیا اس نے اسی طریقے سے اپنے احساسات کا اظہار کیا ہے۔ ہر آدمی کی اپنی رائے ہے۔ آپ لوگوں کی اپنی رائے ہے اور حکومتی بنچز کی اپنی رائے ہے۔ میری رائے میں آپ لوگوں نے جو اظہار کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ لہذا اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ چونکہ وقفہ سوالات ہے اور پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے تو میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

(اپوزیشن بنچز کی طرف سے no, no کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر معزز رکن سید احسان اللہ وقاص نے کھڑے ہو کر باجوڑ
اور درگئی میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔
اپوزیشن کے معزز ممبران نے ان کا ساتھ دیا اور آمین، آمین کہتے رہے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔ تیسرا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔ چوتھا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ باجوڑ اور درگئی میں شہید ہونے والے شہداء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اور حکومتی بنچز کے اس انتہائی بے حس رویہ کے خلاف ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران ہاؤس سے واک آؤٹ
کر گئے ماسوائے محترمہ ثمینہ نوید کے)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ question discuss کرنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہوں گی۔ بہاولنگر سے طاہر بہادر کی طرف سے ایک درخواست آئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنے سوال کا پہلے نمبر پکاریں اور اسی کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب! میں اسی طرف آ رہی ہوں۔ یہ بھی محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوال ہے جو

کہ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی۔اس لڑکے نے ایف اے کا امتحان دیا، جب رزلٹ آیا تو اسے شک ہوا کہ اس کے پیپرز صحیح طور سے چیک نہیں کئے گئے۔ وہ بہاول پور گیا، اس نے re-checking کے لئے درخواست دی اور 900 روپے فیس جمع کروائی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ بھی واک آؤٹ کر گئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کس سوال کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔ پلیز اس کا نمبر بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو اب باہر چلی گئی ہیں۔ اگلا سوال 3408، حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال 3409 بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 3537 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب کوئی ممبر question یا ضمنی سوال ریکارڈ پر لے آئے، اپنا سوال put کر دے تو اس کا جواب ہاؤس میں آنا چاہئے چاہے وہ ممبر اٹھ کر ہاؤس سے باہر بھی چلا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! وہ کسی application پر بات کر رہی تھیں، انھوں نے سوال نہیں کیا۔ انھوں نے ابھی اپنے سوال کا نمبر نہیں پکارا تھا اور نہ ہی کوئی ضمنی سوال پوچھا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جب میں نے پارٹی میٹنگ میں یہ خوشخبری سنائی تو نجف سیال صاحب، ایم پی اے نے کہا۔۔۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ ان کو منع کریں کیونکہ یہ بد تمیزی کی باتیں کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دستی صاحب! آپ رہنے دیں، تشریف رکھیں۔ آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔ Sir, I will request you to kindly take your seat

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے تو نجف سیال صاحب کا نام لیا ہے میں نے کسی ہیر سیال کے بارے میں تو بات نہیں کی ہے۔ آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ماشاء اللہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز اراکین ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3408 حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس سے پہلے والے سوالوں کا کیا بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے پہلے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی بات ہو چکی ہے۔ اب آپ سوال نمبر 3408 پر آئیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کیا آپ نے پہلے سوال dispose of کر دیئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب میں نے آپ کا نام پکارا تو اس وقت آپ جا رہے تھے اور آپ نے سنا نہیں۔ پھر محترمہ ثمینہ نوید نے اپنا سوال take up کر لیا تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ہمارے سوالوں پر بھی میزائل پھینک دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں میزائل نہیں پھینک سکتا۔ میں تو میزائل پھینکنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پارلیمانی روایات یہی ہیں کہ جب ٹوکن بائیکاٹ ہوتا ہے تو اس وقت سوالات pending ہو جاتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پہلے سوال سے ہی شروع کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ Ok come on جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میرا سوال نمبر 1996 ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

طلباء اور اساتذہ سے استقبالیہ کی خدمات لیا جانا

*1996: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیات کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ اور طالبات کے ہمراہ استقبالی خدمات انجام

دینے کے لئے حاضر ہوں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا اس کے نتیجہ میں اساتذہ کا قیمتی وقت ضائع نہیں ہوتا اور طلبہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے محروم نہیں ہو جاتے اور اس طرح دن بھر شدت کی دھوپ میں بھوکے پیاسے انہیں انتظار میں رکھا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت آئندہ استقبال کے ان مصنوعی اقدامات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیت کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ اور طالبات کے ہمراہ خدمات کے لئے حاضر ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے ایسا کوئی بھی حکم صادر نہیں کر رکھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیات کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلباء اور طالبات کے ہمراہ استقبالی خدمات انجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میرے پاس EDO کی طرف سے جاری کردہ لیٹر کی کاپی موجود ہے جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے سکول کے تمام اساتذہ اور بچوں کو لے کر پہنچیں۔ میرے پاس ایک اور لیٹر بھی موجود ہے جس میں سرکاری سکول کے اساتذہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے فلاں جگہ پر جلسہ کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ وہاں پر پہنچیں اور جو وہاں پر نہیں پہنچے گا اس کی ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جائے گی لیکن یہاں پر یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا کوئی آرڈر نہیں ہے۔ حالانکہ میں اس لیٹر کی کاپی معزز پارلیمانی سیکرٹری کو دے سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے ضمن میں محکمہ

کی طرف سے جو جواب درج کیا گیا ہے وہ بالکل حقائق پر مبنی ہے۔ حکومت کی طرف سے کسی لحاظ سے بھی direction نہیں کہ کسی بھی عہدے پر فائز ہونے والا کوئی شخص یا باہر سے کوئی مہمان آتا ہے تو ان کے لئے بچوں کو راستوں پر یا ائیرپورٹ پر لائیں۔ ایسے احکامات کبھی بھی جاری ہوئے اور نہ ہی کبھی ایسے حکم کی کوئی تعمیل ہوئی ہے۔ اگر کسی سرکاری افسر نے اپنے طور پر کیا ہے تو یہ حکومت کی طرف سے ہدایت نہیں ہے یہ رولز کی بھی violation ہے اور اخلاقاً بھی درست نہیں ہے۔ لہذا اگر ان کے پاس کوئی ایسی بات ہے تو وقفہ سوالات کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور اگر کسی نے violation کی ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کارروائی کرنے کی یقین دہانی پر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ لیٹر EDO لاہور کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 5 بج کر 51 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 2341 سید احسان اللہ وقاص!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، 3177 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، اگلا سوال نمبر 3178 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نمبر 3408 حاجی محمد اعجاز کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3408۔

لاہور میں گرلز ہائی سکولز، اساتذہ اور طالبات کی تعداد و تفصیل

*3408: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنوں میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالبات اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مزید گرلز ہائی سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو کیا وجوہات

ہیں؟

وزیر تعلیم

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنز میں گرلز ہائی سکولز کی تعداد 94 اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد 10 ہے یعنی ٹوٹل 104 سکولز ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا سکولز میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد 119018 اور اساتذہ کی تعداد 4119 ہے۔

(ج) موجودہ بجٹ 07-2006 میں گرلز ہائی سکولز قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 104 سکولوں میں کتنے سکولز ایسے ہیں جو شیلٹر لیس ہیں اور کتنے سکولز ایسے ہیں جن میں بنیادی سہولت نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ لاہور کے چھ ٹاؤنز میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد بتائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لاہور کی بات کر رہے ہیں یا پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان کا فرض ہے کہ ہر ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جو سوال ہوتا ہے اس کی نسبت سے اگر کوئی بھی ضمنی سوال ہو تو وہ تو ہے اگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ سکولوں کی تعداد کتنی ہے۔ اگر ان میں موجود سہولیات کے حوالے سے پوچھتے ہیں تو یہ تو الگ سوال بنتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ طالبات کی تعداد کتنی ہے اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے یہ ہم بتانے کے لئے تیار ہیں۔ محترم بھائی fresh question لائیں تو ہم اس کا جواب دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب کے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ موجودہ بجٹ 2006-07 میں گرلز ہائی سکول قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ پڑھا لکھا پنجاب، اتنے اتنے بڑے اشتہار اخبارات اور ٹی وی پر دیتے ہیں تو جب انہوں نے اس بجٹ میں اتنی رقم تعلیم کے لئے رکھی ہے تو کیوں یہ کوئی نیا سکول قائم نہیں کرنا چاہتے تو اس کی وجہ بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں کوئی بھی سکول چاہے وہ پرائمری، مڈل یا ہائی ہو کو اپ گریڈ کرنے کے لئے ایک criteria ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی بھی ٹاؤن، تحصیل یا ضلع میں جتنے بھی سکول ہوں یا کم از کم اس میں اتنے فیصد کو اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔ اپ گریڈ کرنے کے لئے criteria یہ ہے کہ اگر ہم کو پرائمری سے مڈل اپ گریڈ کرنے کے لئے 30 مرلے جگہ چاہئے اور طلباء 120 ہونے چاہئیں اور اس کی چوتھی اور پانچویں جماعت کی تعداد 20 ہونی چاہئے۔ اسی طرح اگر مڈل سے ہائی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے زمین 70 مرلے ہونی چاہئے اور کل طلباء 230 ہونے چاہئیں اور نویں اور دسویں جماعت کے طلباء کی تعداد 40 ہونی چاہئے۔ اس criteria میں جو بھی سکول آ تا گیا اسے انشاء اللہ تعالیٰ اپ گریڈ کرتے جائیں گے اور کوئی ایسی رکاوٹ نہیں کہ اس حلقہ میں اپ گریڈ نہیں ہو سکتے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو فنڈز تو بجٹ میں رکھے گئے ہیں اور تعلیم کے لئے وافر رقم بھی رکھی گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فنڈز ہونے کے باوجود اپ گریڈ کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔ فنڈز بھی ہوں گے لیکن فنڈز subject to availability of the land جو ہے نہ وہ خرچ کئے جائیں گے۔ جگہ جب اس کے متعلق مل جائے گی تو فنڈز بھی انشاء اللہ خرچ کئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر پنجاب حکومت کو جگہ فراہم کر دی جائے تو کیا یہ وہاں پر سکول تعمیر کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ صرف جگہ ہی نہیں بلکہ criteria کی بات بھی کر رہے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری

برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر!صرف جگہ ہی کوالیفکیشن نہیں ہے بلکہ طلباء کی تعداد ہے اور نویں، دسویں جماعت میں طلباء کی تعداد ہے۔ جب یہ criteria میں آئیں تو محترم ارشد بگو صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ مجھے بتائیں کہ جو جو بھی سکولز ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تحرک کریں گے کہ ان کو اپ گریڈ کیا جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر!قرآن شریف میں اقراء پہلی آیت نازل ہوئی کہ پڑھو اپنے رب کے نام سے تو اس تعلیم کی اہمیت کتنی زیادہ ہے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم زبانی کلامی ایجوکیشن کے حوالے سے تو بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے بجٹ میں جو رقم مختص کی جاتی ہے وہ تعلیم کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں ہے کہ اس کی کتنی ہمیں ضرورت ہے اور ہماری percentage کیا ہے، کچھ بھی نہیں ہے، شرح خواندگی کیا ہے۔ اسی حوالے سے میں ٹاؤن شپ کی بات کرتی ہوں کہ وہاں پر آبادی کے لحاظ سے گورنمنٹ سکول کچھ بھی نہیں ہیں اور وہاں کے لوگوں کو اتنی مشکل ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہی ہیں یا آپ کا جب سوال آئے تو پھر بات کریں۔ ابھی فی الحال ضمنی سوال کر سکتی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں سوال یہی کر رہی ہوں کہ آبادی کے لحاظ سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ ٹاؤن شپ میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! جو سوال پہلے take up کیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ نے کیا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ ساتھ کے ساتھ ہی پوائنٹ چلتے ہیں۔ اگر آج تک آپ نے ان نقطوں کو اکٹھا کیا ہوتا تو اب تک پاکستان میں ترقی کہاں سے کہاں پہنچی ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کی بات وہ بجا ہے لیکن جو سوال پوچھا جا رہا ہے، اس کے متعلق اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو آپ کر سکتی ہیں۔ نیا سوال اگر کرنا چاہتی ہیں تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ فی الحال آپ اس کے بارے میں بات کریں اور اگر اس کے بارے میں ہے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔ Next is 3439 حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3439۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔146 لاہور۔ سکولوں کی تعداد اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیل

*3439: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔146 لاہور میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد، نام اور اساتذہ کی تفصیل بیان فرمائیں نیز کتنے پرائمری یا مڈل سکولوں کو سال 04-2003 کے دوران اپ گریڈ کر دیا جائے گا اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے پرائیویٹ سکولز قائم ہیں ان کو چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے اور آخری مرتبہ ان کو کب چیک کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔146 میں گورنمنٹ سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	بوائز پرائمری	2
2۔	بوائز مڈل	۔
3۔	بوائز ہائی	1
4۔	گرلز پرائمری	2
5۔	گرلز مڈل	1
6۔	گرلز ہائی	7

سکولوں اور اساتذہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال 04-2003 میں کوئی سکول بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) حلقہ پی پی۔146 لاہور میں تقریباً 50 پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولز قائم ہیں، جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈپٹی ڈی ای او اور اے ای او صاحبان رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ رجسٹریشن اور اس کی ایکسٹینشن کے وقت تین ماہرین تعلیم پر مشتمل کمیٹی ان سکولوں کا تفصیلی معائنہ کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ کرنا ہے کہ یہ particularly میرے حلقہ پی پی۔146 کا سوال ہے۔ اس میں جو گرلز ہائی سکول، مڈل سکول دیئے گئے ہیں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کے نیشنلائزڈ سکولز ہی اس میں دیئے گئے ہیں یا جو بلدیات کے ہیں وہ بھی دیئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ پی پی۔146 حلقہ کے متعلق لسٹ دی گئی ہے جس میں بوائز پرائمری دو ہیں، بوائز مڈل کوئی نہیں ہے، بوائز ہائی ایک ہے، گرلز مڈل، گرلز پرائمری اور گرلز ہائی سات ہیں تو یہ سب کے سب پنجاب حکومت کے متعلقہ ہیں اور اس میں بلدیاتی اداروں کے سکولز بھی شامل ہیں۔ چونکہ پنجاب حکومت کے اور بلدیاتی اداروں کے سکول ایک ہی ہیں اور اس میں صرف پرائیویٹ سکولز شامل نہیں ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں کے سکولز اس میں شامل نہیں ہیں اور میں یہ بات آپ کو بالکل صحیح بتا رہا ہوں اور پرائیویٹ سکولز کی تعداد بھی 100 کے قریب ہے۔ اس میں بہت سے سکول ایسے ہیں جو یہاں رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں۔ دوسرا میرا ان سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو سکول یہاں پر بتائے ہیں مثال کے طور پر گورنمنٹ ملت ہائی سکول مغل پورہ ہے تو اس میں صرف دو کمرے ہیں اور یہاں صرف دو کلاسیں لگتی ہیں تو کیا ایسے سکولوں کو ختم کرنے اور ان کو اچھی بلڈنگز بنا کر دینے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ نہ تو وہاں پر باتھ روم ہے، نہ وہاں کوئی فرنیچر ہے، ان سکولوں کا کیا فائدہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو آپ ضرورت کے تحت بنا سکتے ہیں اور ان میں پہلے ہی یہ فنڈز ہیں جو ہر ضلع کو دیا گیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ہمارے حلقے میں لڑکیوں کے ہائی سکول میں باتھ روم نہیں ہے، وہاں پر پانی والی ٹینکی نہیں ہے۔ تو وہ کس نے مہیا کرنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ point out کریں تو وہ ہو جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ سہولتیں کس نے مہیا کرنی ہیں؟ یہ گورنمنٹ نے ہی مہیا کرنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں ہر ضلع کو 15 کروڑ روپے پچھلے تین سالوں میں دیئے گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان سکولوں میں کوئی missing facility پوری نہیں کی گئی۔ آپ بے شک ایک کمیٹی مقرر کر دیں کہ وہاں کے ایک ہائی سکول کا وزٹ کر کے دیکھ سکتی ہے کہ وہاں پر ٹیبل اور بیٹھنے کے لئے بنچ نہیں ہیں تو لاہور جیسے شہر کے یہ کیسے سکولز ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: الحمدللہ موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے بڑے عرصے کے بعد جتنی بھی missing facilities تھیں، ایجوکیشن ریفارمز پروگرام کے تحت ان کو مکمل کرنے کے لئے تحرک کیا ہے، فنڈز مہیا کئے ہیں اور ہر ضلع میں کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اگر particularly ان کے حلقے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی سکولز shelter less یا ان میں کوئی بنیادی سہولتیں نہیں ہیں تو یہ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کریں اور ہمیں لسٹ مہیا کریں۔ ہم تو کوئی بھی سکول چاہے وہ ملک کے کسی بھی حصے میں موجود ہو، اس میں کوئی بھی کمی یا ضرورت پوری کرنے والی ہو تو ہم وہ پوری کرنے کو تیار ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہاں پر on the floor of the House تین سکولوں کا نام لیتا ہوں کہ ملت گرلز ہائی سکول، ملت بوائز ہائی سکول اور یاسمین گرلز ہائی سکول کی missing facilities کو پوری کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ انہیں لسٹ مہیا کریں وہ اس کی تحقیق کریں گے اور پھر کام کروا دیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ان تین سکولوں کی کروا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ ہمیں 10 سکولوں کی فہرست دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں سب کے سب سکولوں میں missing facilities پوری کر دی جائیں گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ آنے والے سالوں یہ سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔ یہ دنوں کی بات کریں اور میرے سامنے سالوں کی بات نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ بات نہیں کہ ادھر سے مطالبہ آیا اور ادھر سے کام شروع ہوا اور مکمل ہو گیا۔ سب سے پہلے ان کی طرف سے ہمیں کوئی بھی اطلاع آئے گی، ان کا حکم ہمیں ملے گا تو ہم اس کی فزیبلٹی کرائیں گے، چیک کریں گے اور اس کے مطابق پھر اس کا ایسٹیمیٹ بنے گا sanction ہو گی، DDC ہو گی اور پھر اس کے بعد وہ رقم خرچ کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسے میرے محترم بھائی نے کہا ہے کہ ہم نے سکولوں کے سلسلے میں ESSR کے تحت بننے والی کمیٹی کو بہت سا فنڈز اضلاع کو دیا ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز ان سکولوں کو دے رہے ہیں تو ہمارے ضلع بہاولنگر میں بلدیہ کے پانچ سکول A,B,C,D ہیں لیکن ان سکولوں کو اس سلسلے میں کوئی فنڈز نہیں دیا جا رہا ہے اور نہ ہی ان سکولوں کی کوئی چار دیواری ہے، وہ shelter less ہیں، پانی اور بجلی کا انتظام وہاں نہیں ہے، سٹاف مکمل وہاں پر نہیں ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز جو دے رہے ہیں تو کیا اس میں آپ ان سکولوں کو بھی شامل کر رہے ہیں یا صرف دوسرے سکولوں کے لئے ہی ہے کیونکہ اگر ہم یہاں پر بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ کا problem ہے اور اگر ڈسٹرکٹ سے کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بلدیہ کا problem ہے اور اگر ان سے کہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے under نہیں ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہے تو اگر آپ ان سکولوں کو نہیں چلا سکتے تو پھر یا تو ان کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہاں پر کوئی بھی ٹیچر آنے کے لئے تیار نہیں اور وہاں پر ہزاروں قسم کی اسامیاں اسی وجہ سے خالی پڑی ہوئی ہیں کہ بلدیہ کے وہ سکول نہیں چل رہے اور وہاں پر نہ تو طلباء اور اساتذہ کی تعداد ہے اور نہ ہی وہاں کی مکمل بلڈنگز،

چار دیواری چھت بجلی اور پانی بھی نہیں ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز دے رہے ہیں تو پھر ان سکولوں کو بھی اس میں شامل کریں اور یا پھر ان کو ختم کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں ہر سال سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جاتا ہے اور ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اپنے اضلاع میں سکولوں کا سروے کر کے فہرست مرتب کرتے ہیں اور پھر priority کے لحاظ سے ان پر کام مکمل کیا جاتا ہے۔ میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ وہاں سے چیک کریں اور اگر ان کے سکول اس فہرست میں شامل ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو یہ وہاں ان کو شامل کروائیں اور ان کو وہاں کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی approve کرے گی اور پھر حکومت پنجاب کے جاری کردہ فنڈز میں سے اس کو وہ مکمل کریں گے اور اگر انہوں نے وہاں فہرست نہیں دیکھی تو یہ فہرست ہمیں دے دیں اور انشاء اللہ از خود اپنے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو ان کے متعلقہ ڈسٹرکٹ میں بھیج دیں گے کہ ان سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جائے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ سب کمیٹی کے ہونے والے اجلاس میں خود وہاں پر as a visitor invited تھی تو وہاں پر یہ discussion ہوتی رہی ہے اور خاص طور پر بلدیہ کے ان سکولوں کے حوالے سے اور اس topic پر بات ہوئی ہے اور وہاں EDO نے یہ کہا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ کل اسی topic پر بات ہوئی ہے اور میں آپ سے یہی پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ پھر یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ اگر بلدیہ والے بھی ذمہ داری نہیں لے رہے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی نہیں لے رہا، ڈسٹرکٹ نہیں لے رہا اور آپ بھی نہیں لے رہے تو پھر ان کو کس کھاتے میں آپ نے ڈالنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ فہرست ہمیں دے دیں اور ہم ان سکولوں کی missing facilities پوری کروا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے ایک بات جو محترمہ نے کہی ہے اور میرا بھی یہ ذاتی تجربہ ہے کہ جب یہ سکیمیں

شروع ہوئی تھیں تو بڑی تیزی سے عمل ہوا تھا اور اب جوں جوں ٹائم پاس ہوتا جا رہا ہے تو اس میں go slow کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ تعلیم کی میں یہاں پر بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں Education Department should look into it کہ جو فنڈز آپ نے ریلیز کئے ہیں، آیا ان پر عمل بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟ آپ لوگ یہ خود دیکھیں اور میں آپ کو اس کی ڈائریکشن دے رہا ہوں کہ میں نے اس معاملے میں خود نوٹس لیا ہے بلکہ ان کو کہا بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ They need a direction and as well as supervision from your side کیونکہ اس میں کافی go slow چیز جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق جو رقم جاری ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورنمنٹ تو پوری کوشش کر رہی ہے لیکن وہاں کے مقامی ای ڈی او ز یا بلڈنگز آفیسر یا ای ڈی او فنانس کی آپس میں بات نہیں بنتی تو پھر ہم کیا کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! انشاء اللہ ان کو ہدایت کر کے یہ فنڈز موثر طریقے سے اور نہایت ہی جلدی میں ان کو استعمال کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایجوکیشن کی مد میں 22 کروڑ روپیہ آیا تھا تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی سکیموں کی recommendations بھجوائیں تو ہم اس پر عملدرآمد کریں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے ضلع کے 8 ایم پی ایز بنتے ہیں اور نویں میں بنتی ہوں جس کو نہیں گنا جاتا کیونکہ میں reserve seat پر ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ جی آپ کا تو کوئی حلقہ ہی نہیں ہے۔ مجھے ذرا یہ بتا دیں کہ ایم پی اے کی یا تو definition مجھے بتائیں کہ ہم ان سے الگ ہیں۔ وہ کون سے ایم پی ایز ہیں جن کو یہ فنڈ ملتا ہے اور ان کی سکیموں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ میں نے جو سکیمیں دیں ان پر کھوٹا پیسا تک نہیں لگایا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ فنڈز ہر ضلع کے لئے مختص کئے گئے ہیں بغیر کسی اختلاف کے کیونکہ تین سالوں کے لئے اگر لاہور کو 15 کروڑ مل رہے ہیں تو بہاولنگر کو بھی مل رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی بات ہو رہی ہے تو پنجاب میں 64 ہزار سکولز ہیں اور بدقسمتی سے وہ لوگ discuss کر رہے ہیں جن میں سے کسی کا بھی بچہ سرکاری سکول میں نہیں پڑھتا۔ دیکھیں یہ کتنی الارمنگ صورتحال ہے کہ جتنی دیر آپ کا اپنا بچہ سکول میں نہیں پڑھے گا تو آپ کو اس کا احساس نہیں ہو گا۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر میں نے ایک تحریک التوائے کار regarding the management of the private schools دی تھی جس پر ملک محمد احمد خان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی اور تین سال سے کمیٹی چل رہی ہے اور اس سلسلے میں آج تک ہماری recommendation پر کچھ بھی نہیں ہوا۔ یہاں پر ہم وہ چیز discuss کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ سکولز میں یہ ہو رہا ہے۔ پہلے تو یہاں پر بیٹھے سارے لوگ یہ عہد کریں وہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں پڑھائیں کیونکہ آپ کا یہ پبلک سیکٹر کا پروگرام fail ہو چکا ہے کیونکہ آپ ٹیچرز کو اتنی تنخواہیں نہیں دے رہے ہیں، ان کو معاشرے میں وہ مقام نہیں دے رہے ہیں، آپ facilities نہیں دے رہے ہیں اور دوسرا آپ نے یہ devolution کے بعد یہ Local Government کو چلا گیا ہے اور Provincial Government کے purview سے باہر چلی گئی ہیں۔ آپ پہلے ان معاملات کو resolve کریں اس پر کم از کم وزیر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھ کر تجزیہ کریں کہ where lies the fault اور اب discuss میں کر رہا ہوں اور میرا بچہ تو پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے why should I be crazy about the Government schools یہاں پر جتنے بیٹھے ہیں this is the biggest hypocrisy کہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں نہیں بھجواتے کیونکہ وہاں facilities نہیں ہیں۔ اپنے بچوں کو وہاں پڑھاتے ہیں اور یہاں پر اس غریب کی بات کرتے ہیں۔ کیوں آپ facilities provide نہیں کرتے ہیں Let me send my son to a government school جب پڑھے گا تو اس کو پتا چلے گا اور وہ ٹاٹ پر بیٹھے گا یہ بھی (الف) انار اور (ب) بکری پڑھے گا تو آپ نے اگر پڑھے لکھے پنجاب کی بات کرنی ہے۔ you have to set a principle کہ you should put the train on the right track.

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3537 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے!

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چوہدری زاہد پرویز!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3537 ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے جواب پڑھا ہوا تصور کیا اور کیا اس کو درست سمجھتے ہیں، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خود پڑھ لیں۔۔۔۔ ٹھیک ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب پڑھ دیں۔

پی پی۔122 Shelterless سکولوں، اساتذہ اور طلباء و طالبات کی تفصیلات

*3537: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔122 میں shelter less سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ، طلباء اور طالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان shelter less سکولوں کو عمارات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) پی پی۔122 سیالکوٹ میں چار بوائز اور 19 گرلز پرائمری سکول بغیر عمارات کے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ اور طلباء و طالبات کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو عمارات فراہم کی جا سکیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہاں جو فہرست دی گئی ہے اس میں سیالکوٹ میں 23 سکولز ایسے ہیں

جو shelterless ہیں۔ ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ''پڑھا لکھا پنجاب'' اس کا ویژن بہت ٹھیک ہو گیا ہے طالبعلموں کو کتابیں مفت مل رہی ہیں، ان کو دودھ مل رہا ہے اور کپڑے مل رہے ہیں لیکن یہ بنیادی ضروریات ہیں یہ پوری نہیں ہوئی 23 سکول shelterless ہیں وہاں کیسے پڑھتے ہوں گے۔ آپ نے تعلیم کے لئے 8۔ارب روپے رکھا ہوا ہے اور ہمیں دن بدن یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہم اور بجٹ بڑھائیں گے۔ یہ صرف سیالکوٹ کے اتنے سکول ہیں جو shelterless ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مرحلہ وار کریں گے یہ کب مرحلہ وار کریں گے؟ یہ اسمبلی کا آخری سال شروع ہو گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو عمارات فراہم کی جا سکیں گی تو ان کو کب فنڈ ملنے ہیں اور کب یہ مرحلہ وار تعمیر ہوں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو جواب ہم نے دیا تھا یہ جواب 04-03-13 کو موصول ہوا۔ اس وقت ہم نے جواب دیا تھا کہ اس میں 4 بوائز اور 19 گرلز سکول ایسے ہیں جو بغیر عمارات کے ہیں لیکن میرے فاضل دوست نے آج کے بارے میں صورتحال پوچھی ہے تو اس وقت ان 23 میں سے 15 سکول ہیں جن کو facilities مہیا کر دی ہیں اور 8 سکولوں کے لئے عمارت کی سہولت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان 23 میں سے 8 جو رہ گئے ہیں ان کو بھی جلد ہی بنیادی سہولت فراہم کر دی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بدقسمتی سے اور خوش قسمتی سے 122 حلقہ میں ہے جو شہر کے سنٹر کا حصہ ہے جس میں گوندل صاحب فرمارہے ہیں کہ shelterless سکولز ہیں۔ ان کو جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے وہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ وہ میرا حلقہ ہے مجھے پتا ہے میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ جیسا انہوں نے کہا کہ ان 8 سکولوں کو بھی جلد بنیادی سہولت فراہم کر دیں گے یہ بتا دیں کہ کب تک کر دیں گے یہ آخری سال رہ گیا ہے۔ یہ بتا دیں کہ ایک، دو یا کتنے ماہ میں ان سکولوں کو چھت فراہم کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہ ایک ماہ، دو ماہ والی بات نہیں ہوتی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے 05-2004 میں اور 06-2005 میں اس ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے تحت 18.367 ملین روپے اس حلقے میں خرچ کئے ہیں تب ہی 23 میں سے 15 سکولوں کو ہم نے بنیادی سہولیات فراہم کر دی ہیں جو 8 سکول رہ گئے ہیں یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ذمہ داری ہے صرف سیالکوٹ میں ہی نہیں بلکہ پنجاب میں جہاں کہیں بھی ایسے سکولز ہیں ہم ان کو بنیادی سہولتیں فراہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خدا نے ہمیں موقع بھی دینا ہے اور ہمیں وسائل بھی مہیا کرنے ہیں ہم صرف 23 نہیں بلکہ باقی سکولوں کی بھی جتنی ضرورتیں ہیں وہ پوری کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو ان سے سوال کیا تھا آپ نے اس کو کیا follow up کیا ہے اور آپ کیا چیک کر رہے ہیں کہ جو missing facilities funds ہیں تعمیر پنجاب ایجوکیشن پروگرام پر فنڈز لگ رہے ہیں؟ پچھلے دنوں خود گورنمنٹ نے سیالکوٹ لیول پر وہاں پر ڈی سی او نے انکوائری کی اور اس نے انکوائری رپورٹ میں لکھا کہ وہاں پر فرنیچر اور جو کچھ بھی فراہم کیا گیا ہے وہ بوگس ہے۔

جناب سپیکر! اب بھی وہاں پر کروڑوں روپے پڑا ہوا ہے لیکن وہاں کوئی حال نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی پارلیمانی پارٹی میں حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم نے اپوزیشن کو ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے فنڈز نہیں دینے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہمارے حلقے ہیں ان کو تو ہم نے چیک کرنا تھا ہم نے ان کو follow up کرنا تھا۔ جس حلقے سے میرا تعلق ہے وہ پی پی۔122 ہے وہ شہر کا دل ہے جس میں کینٹ ہے تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس شہر میں جو علاقہ اقبال کا شہر ہے جس کا لٹریسی ریٹ 90 plus ہوتا ہے وہاں یہ صورتحال ہو کہ شہر میں 8 سکول shelterless ہیں۔ میں یہاں پر بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہاں پر اس سے بھی زیادہ تعداد shelterless سکولوں کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ جو فنڈز گورنمنٹ دے رہی ہے یہ صرف ایک کمیٹی بنا کر انکوائری کر لیں کہ کیا فنڈز صحیح لگ رہے ہیں یا نہیں لگ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حلقہ

پی پی۔122 میرے معزز دوست جناب ارشد بگو نے فرمایا کہ وہ میرا اپنا حلقہ ہے۔حلقہ ان کا ہے اور سوال ایک خاتون محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ نے کیا ہوا ہے جو دوسرے ضلع سے تعلق رکھتی ہیں۔خواتین اتنا کام کرتی ہیں ان کو پروموٹ کرنے کے لئے ہماری حکومت جو مرکز اور یہاں پر کام کر رہی ہے آئندہ یہ خواتین کی پروموشن کے بلز کی مخالفت نہ کریں۔اب دیکھیں کہ ان کی ترجمانی ایک خاتون کر رہی ہے انہوں نے اپنا سوال نہیں کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! کل 23 سکولز shelterless تھے جن میں سے ہم نے 15 سکولز کو بلڈنگ مہیا کر دی ہیں جو باقی 8 رہ گئے ہیں اس میں سے دو کے لئے حکومتی زمین ہی نہیں ہے۔میں اپنے محترم بھائی سے عرض کروں گا کہ وہاں arrange کر کے اپنے وسائل استعمال کر کے دلچسپی لے کر یہ ان کا حلقہ ہے وہاں پر حکومتی جگہ نہیں ہے وہاں جگہ مہیا کر دیں کم از کم دو سکولوں کے لئے حکومتی زمین نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بلڈنگ نہیں بن رہی یہ جگہ مہیا کریں ہم انشاء اللہ جلد از جلد ان دو میں تو لازمی طور پر بلڈنگ فراہم کریں گے۔ باقی جو 6 سکولز رہ گئے ہیں جو shelterless ہیں یہ بھی ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ priority پر ان کو بھی عمارت مہیا کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتی لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر اسد اشرف کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 3707 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایف۔سی کالج لاہور میں ڈیپوٹیشن پر آئے سرکاری ملازمین سے متعلق تفصیلات

*3707: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا سرکاری ملازم اساتذہ کسی بھی پرائیویٹ ادارے میں ڈیپوٹیشن پر جا سکتے ہیں تو کس پالیسی/اتھارٹی کے تحت؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے سرکاری ملازم (لیکچرار/پروفیسر وغیرہ) ایف سی کالج

میں ڈیپوٹیشن پر تعینات کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو واپس بلانے اور حکومتی پالیسی کے خلاف تعینات کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) سرکاری ملازمین پرائیویٹ ادارے میں مجاز اتھارٹی کی اجازت سے رولز ریلیکس ہونے پر ڈیپوٹیشن پر جا سکتے ہیں۔

(ب) وہ سرکاری ملازمین جو ایف سی کالج میں ڈیپوٹیشن پر تعینات کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدے اور گریڈ مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	افتخار احمد ممدوٹ	ایسوسی ایٹ پروفیسر (باٹنی)	19
2۔	عابدہ ایلون	ایسوسی ایٹ پروفیسر (اکنامکس)	19
3۔	عبدالرحمٰن سعید	ایسوسی ایٹ پروفیسر (زوالوجی)	19
4۔	محسن سہیل	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
5۔	محمود علی	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
6۔	کمال الدین	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
7۔	حسیب بن قاسم	لیکچرار (تاریخ)	17

(ج) مذکورہ بالا ملازمین کو تین سال کی ڈیپوٹیشن پر تعینات کیا گیا ہے مذکورہ پیریڈ کے ختم ہونے پر تمام ملازمین نے ڈیپارٹمنٹ کو رپورٹ کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم تین سال کے لئے ڈیپوٹیشن پر جا سکتا ہے۔ اس سوال کو جمع کرائے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں جز (ب) کے نمبر دو پر یہ پڑھ کر بتا دیں کہ کیا یہ male ٹیچر ہے یا female ہے؟ اگر یہ male ہیں تو ان کی اب تک ریٹائرمنٹ ہو جانی چاہئے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو ڈیپوٹیشن کا مسئلہ ہے گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم پرائیویٹ ادارے میں ڈیپوٹیشن پر نہیں جا سکتا لیکن یہ جو مخصوص سوال پوچھا گیا تھا یہ صرف ایف سی کالج کے متعلق ہے۔ ایف سی کالج کی یہ پالیسی تھی کہ پہلے یہ nationalization کے تحت گورنمنٹ کا ادارہ تھا بعد میں denationalization کی وجہ سے یہ پرائیویٹ ادارے میں منتقل ہو گیا۔ اس میں جو اساتذہ کرام تھے وہ بدستور وہاں ڈیپوٹیشن پر رہے۔ یہ شروع میں ہمارے سات پروفیسر صاحبان تھے جو ڈیپوٹیشن پر تھے ان میں سے چھ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر صاحب عبدیہ ایلون وہاں ڈیپوٹیشن پر ہیں جن کی میعاد یکم جون 2007 کو ختم ہو رہی ہے۔ جونہی وہ میعاد ختم ہو گی تو وہ بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ میں واپس آ جائیں گے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ وہ شروع سے ایف۔ سی کالج میں تھے اور ہیں۔ 1981 میں وہ وہاں اکنامکس پڑھایا کرتے تھے۔ ایک تو انھوں نے یہاں عابدہ ایلون لکھا ہے حالانکہ ان کا نام عبدیہ ایلون ہے۔ کیا وہ اسی کالج میں ڈیپوٹیشن پر کیسے چلے گئے ہیں جبکہ وہیں ان کی appointment ہے۔ 81 میں وہ اکنامکس پڑھاتے تھے اور آج تک پڑھا رہے ہیں۔ تین سال سے زائد یہ ڈیپوٹیشن نہیں دے سکتے۔ سوال کو جمع ہوئے آج تین سال سے تین دن کم ہیں۔ آج ان کی پوزیشن کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں نے عرض کر دی ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن پر ہیں۔ ان کی میعاد یکم جون 2007 کو ختم ہو گی۔ یکم جون 2007 تک وہ اس پرائیویٹ ادارے میں رہیں گے، بعد میں پھر گورنمنٹ کے اداروں میں واپس آ جائیں گے۔ اگر ان کا تجربہ وہاں زیادہ ہے، چونکہ وہ پرائیویٹ ادارہ ہے، ہم اپنے سرکاری ملازم وہاں نہیں رکھ سکتے، اسی لئے یہ رہے ہیں کہ وہ پہلے گورنمنٹ کا ادارہ تھا، جو پڑھا رہے تھے ان کو کچھ عرصہ کے لئے وہاں رہنے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 3708 ڈاکٹر اسد اشرف not present, disposed of! اگلا سوال 3813 محترمہ فرح اقبال خان۔۔۔ not present, disposed of، اگلا سوال 3910 ملک خالد

محمود صاحب!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ سوال نمبر 3708 کا جو جز (ب) ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! وہ سوال نہیں ہے۔ آپ نے اس وقت اسے quote نہیں کیا لہذا وہ disposed of ہو گیا ہے۔ اب سوال نمبر 3910 ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے 5 کروڑ روپے کی گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا، وہ کہاں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نمبر 3910 میں ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: سوال نمبر 3708 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ تو dispose of ہو گیا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: وہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔ جو بات ضروری ہے، اس کو dispose of کر دیا ہے۔ ایک منٹ میں تو بات نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ اس وقت اٹھتیں تو میں آپ کو floor دے دیتا۔ اب آپ اس وقت نہیں اٹھیں تو مجھے کیسے معلوم کہ آپ یہ سوال کرنا چاہتی ہیں؟ اب اگلا سوال 3910 ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے۔۔۔ not present، اگلا سوال 4006 ملک اصغر علی قیصر صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: .On his behalf سوال نمبر 4006۔ یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر 4006۔ یہ پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ جوہر پبلک سکول (بوائز) علامہ اقبال کالونی فیصل آباد میں کلاس رومز کی تعمیر کا مسئلہ

*4006: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ جوہر پبلک سکول (بوائز) علامہ اقبال کالونی فیصل آباد جس میں بچے Cattle Sheds کے نیچے تعلیم حاصل کرتے ہیں E.D.O اور D.E.O سیکنڈری ایجوکیشن نے ضلعی حکومت کو اس میں 10 عدد کمرے بنانے کی سفارش کی ہے؟

(ب) مذکورہ پراجیکٹ کا موجودہ سٹیٹس کیا ہے؟

(ج) ضلعی حکومت کب اس پر کام شروع کروائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور یہ درست ہے کہ ضلعی محکمہ تعلیم فیصل آباد نے ضلعی حکومت کو مذکورہ سکول میں مزید دس کمرے تعمیر کرنے کی سفارش کی ہے۔

(ب) ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے اس مقصد کے لئے تاحال فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) فنڈز دستیاب ہونے پر اس منصوبے پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (الف) میں ہے کہ "مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔" کیا یہ مناسب ہے کہ بچے کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کریں، یہی پڑھا لکھا پنجاب ہے؟ اس کی ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اس میں جو ہے وہ shelterless سکولز ضرور ہیں لیکن اب ان کی عمارت ہم نے مہیا کر دی ہے اور ان سکولوں کی عمارات مقامی کمپنیوں کے تعاون سے ان کو مہیا کر دی گئی ہیں اور اس وقت وہ shelterless نہیں ہیں۔ جب جواب دیا گیا تھا اس وقت تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا ان سکولوں میں کیٹل شیڈز میں بچے پڑھانا مناسب ہے؟ دوسرا یہ انھوں نے لکھا ہے کہ "ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے اس مقصد کے لئے تاحال فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔" یہ کیسے وضاحت فرمارہے ہیں یا تو یہ سوال updated کر کے بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہاں جو میرے پاس ہے اس میں تو یہ لکھا ہے کہ "مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔"اب وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے دس کمرے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!آپ کی یہ رولنگ تھی کہ جس وقت سوال آئے تو اس کا جواب اس وقت updated کر کے دیا جائے۔اب سوال یہی ہے کہ آپ دیکھیں کہ کیٹل شیڈز میں بچے پڑھ رہے ہیں اور ایجوکیشن ریفارمز سیکٹر پروگرام کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر جیسے ابھی ایک ممبر نے کہا ہے کہ طالبعلموں کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب!یہ تو اب جب اس کی بات نوٹس میں آئی ہے۔یہ تو شروع سے کیٹل شیڈز استعمال ہو رہے ہوں گے،جب ان کے نوٹس میں آیا ہے تو انھوں نے اس پر کام شروع کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!ابھی بھی یہ کیٹل شیڈز ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،وہ ہیں لیکن انھوں نے سفارش کی ہے کہ دس کمرے وہاں بنائے جائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!یہ تو ان کے purview میں ہی نہیں آتا۔یہ لوکل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔یہ تو کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن فنڈز تو انھوں نے ان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!فنڈز بھی یہ لوکل گورنمنٹ کو مہیا کر رہے ہیں۔یہ خود نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،وہ تو ورلڈ بنک کے تحت ان کو فنڈز گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!یہ ابھی دیکھیں۔یہ پھر وہی بات ہے کہ اب حکومت پنجاب نے کالجز واپس لے لئے ہیں کیونکہ یہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔اب یہ سکول جو ہیں۔

That falls within the purview of the Local Government District Assembly.

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہ missing facilities کے تحت آپ نے سفارش نہیں کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں کہ جب یہ سوال آیا تھا تو اس وقت کی یہ

وہی صورتحال ہے جو ہم نے جواب میں تحریر کی ہے۔اس کے بعد یہ صورتحال بنی کہ موجودہ صورتحال کے تحت سکول میں سیکشن گیارہ اور کمرے بھی گیارہ ہیں۔ایک ایم بی ایل سائنس غیر موجود ہے، ہیڈ ماسٹر آفس، کلرک آفس اور سٹاف روم صرف موجود نہیں ہے۔سکول کی چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے۔مذکورہ کمرہ جات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کوکا کولا پرائیویٹ لمیٹڈ اور ڈائرز اینڈ کیمیکلز لمیٹڈ کے تعاون سے منظور کئے ہیں اور اسی سکول میں مزید چھ کمرے اگلے مالی سال میں تعمیر کرنے کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں یہ جو بقایا تعمیر ہے یہ بھی مکمل ہو جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔یہ بتا دیں کہ کیا پنجاب گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں سکول ہیں۔میری اطلاع کے مطابق یہ ضلعی حکومتوں کے پاس ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں ان کا جو انتظامی کنٹرول ہے یا ان کے جتنے بھی معاملات ہیں وہ صوبائی حکومت کے متعلقہ ہیں۔اس لحاظ سے یہ نہیں کہ فنڈز بھی صوبائی حکومت مہیا کرتی ہے۔ باقی اندرونی طور پر ان کی جو پوسٹنگ یا ٹرانسفر یا اس لحاظ سے جو معاملات ہیں یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ ہیں۔باقی overall فنڈز مہیا کرنا اور ان کو یہ بنیادی سہولتیں فراہم کرنا یہ تمام کا تمام پنجاب گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے دائرہ اختیار میں کچھ بھی نہیں۔یہ نہ ٹرانسفر، پوسٹنگ کر سکتے ہیں، نہ ان کی مرمت کرا سکتے ہیں That does not fall within the purview of the Punjab Government. یہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ اصولی طور پر ڈسٹرکٹ اسمبلی میں آنا ہے کیونکہ سکولز ان کے purview میں ہی نہیں آتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پھر سوال کیوں کیا تھا؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! وہ آپ نے admit ہی نہیں کرنا تھا۔آپ دیکھیں کہ چودھری ظہیر الدین صاحب کا جو محکمہ تھا اس میں ہزاروں میل سڑکیں ان کے کنٹرول میں تھیں، اب یہ چند سو کلو میٹرز میں رہ گئی ہیں۔اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جو سسٹم ہے اس میں یہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔وہ اپنی priorities fix کرتے

ہیں۔اس میں یہ نہ ان کو direct کر سکتے ہیں۔مسئلہ تو یہی ہے کہ They will have to revert back to the old system. جدھر یہ کنٹرول کر سکیں۔جس طرح یہ آہستہ آہستہ آرہے ہیں۔جیسے پولیس آرڈر 2000 اور لوکل گورنمنٹ میں یہ amendments لا رہے ہیں۔پھر یہ جا کر ٹھیک ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آفتاب صاحب نے جیسے یہ فرمایا ہے کہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔اصل میں ان کو سمجھ نہیں آرہی ہے۔یہ devolution system ہے جس میں division of work ہو رہا ہے،کچھ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ لگا دیا گیا ہے۔ان کی پارٹی نے کبھی power share کرنے کا سوچا ہی نہیں تھا۔ابھی بھی ان میں یہ کلچر نہیں ہے۔یہ تو اس میں share کیا گیا ہے،devolution system ہے،ہم divide کر کے اور devolve کر کے سسٹم میں پاور کو share کر کے کام کر رہے ہیں۔یہ سوال غلط کر بیٹھے ہیں۔اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے purview میں نہیں ہے تو پھر ان کو یہ سوال ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔یہ تو بلکہ اس وقت یہ سسٹم بہتر چل رہا ہے۔وہ اپنی اسمبلیوں اور ڈسٹرکٹ اسمبلیاں چل رہی ہیں۔وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔یہ ان کو سمجھ نہیں آئی اس لئے یہ اس سسٹم کو کہہ رہے ہیں۔یہ اس وقت بہترین سسٹم چل رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!یہ پارٹی کی بات کر رہے ہیں تو یہ اسی پارٹی کی original پیداوار ہیں۔یہ 1988 میں اسی پارٹی سے اس اسمبلی میں آئے تھے۔1993 میں یہ اسی پارٹی سے اس اسمبلی میں آئے تھے۔اپنے محسنوں کو ان الفاظ میں یاد رکھنا چاہئے۔میں سیاسی جماعت بدلنے سے نہیں کہتا مگر یہ اسی پارٹی میں ہی سیاسی طور پر پھلے پھولے ہیں۔ان کو بھولنا نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسرا یہ ہے کہ اگر یہ power sharing کرتے ہیں تو پھر انھوں نے کالجز کو لوکل گورنمنٹ سے کیوں withdraw کر لیا ہے۔پھر انھوں نے ایجوکیشن اس طرح سے کیوں واپس لیا ہے؟اس کی وضاحت کر دیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!میں ذاتی وضاحت دینا چاہتا ہوں۔دیکھیں!جو جماعتیں ہیں وہ افراد سے بنتی ہیں۔میں اگر پارٹی میں تھا تو پارٹی میں کوئی نقائص اور برائیاں دیکھیں تو اس کو چھوڑا اور جب میں اس

پارٹی میں تھا تو میرا سب ڈویژن سارے کا سارا اس پارٹی نے جیتا تھا۔ جس دن میں نے اس پارٹی کو چھوڑا ان کا نام ونشان وہاں سے مٹ گیا۔ یہ چیز ہوتی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسی وجہ سے میں نے ان کو چھوڑا، ان کی دورخی پالیسیوں کی وجہ سے ان کو چھوڑا۔ ان کا چہرہ اندر سے اور ہے باہر سے اور ہے۔ میں اس لئے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! چودھری صاحب اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔ پیپلز پارٹی وہ واحد جماعت ہے کہ جس نے 2002 کے الیکشن میں بھی سب سے زیادہ ووٹ لئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ پارٹی ہے کہ جو ختم ہو گئی ہے۔ یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ اس پارٹی نے سب سے زیادہ ووٹ لئے ہیں اور یہ اسی کی پیداوار ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب بڑے قابل احترام ہیں۔ جب انھوں نے پیپلز پارٹی چھوڑی تو منظور وٹو صاحب کو قرآن پر حلف دیا تھا کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ اس کے بعد جب منظور وٹو صاحب گئے تو یہ نواز شریف صاحب کے گھر چھلانگ لگا کر اندر گئے اور نواز شریف صاحب کو حلف دیا کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ اب پھر نواز شریف صاحب کو چھوڑ کر یہ محترم وزیر صاحب (ق) لیگ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ آپ اس (ق) لیگ کا اندازہ لگائیں کہ اس میں کس طرح کے لوگ ہیں۔ جس نے منظور وٹو کو حلف دیا، جس نے نواز شریف کو حلف دیا اس شخص کو انھوں نے (ق) لیگ کا جنرل سیکرٹری بنایا ہوا ہے۔ ہم اللہ کے فضل وکرم سے شروع دن سے پیپلز پارٹی میں ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی پارٹی میں مریں گے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے۔ ہم لوٹے نہیں ہیں۔ آج یہ کہتے ہیں کہ جب میں نے پارٹی چھوڑی تو وہاں سے پارٹی کا صفایا ہو گیا جبکہ ہم نے یعنی (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی نے مل کر ضلع ناظم کے الیکشن میں ان کو ہرایا، ہم نے فیصل آباد میں ضلع ناظم کی سیٹ جیتی ہے۔ اس سے پہلے میں نے ضلع ناظم کا الیکشن لڑا تھا۔ (ق) لیگ کے ان سب لوگوں نے مل کر میری مخالفت کی تھی اس کے باوجود میں الیکشن جیت گیا اور جنرل مصطفیٰ نے آ کر پولنگ پر قبضہ کر لیا۔ میرے پولنگ ایجنٹ باہر نکال دیئے اور مجھے 40 ووٹوں سے ضلع ناظم 2001 کا الیکشن انھوں نے ہرایا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فیصل آباد فتح کر لیا اگر ایسا ہے تو پھر یہ موجودہ ضلع ناظم کا الیکشن کیوں ہارے ہیں؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال 4068 جناب عابد حسین چھٹہ کا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب والا! محترم راجہ ریاض صاحب نے بڑی شاعرانہ گفتگو فرمائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاعرانہ اور مدلل۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: ہاں! اپنے حساب کتاب میں مدلل بھی ہے۔ جناب سپیکر! آج افسوس کا مقام ہے، ہمارا دل رو رہا ہے کہ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن اور ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ ان کی پارٹی نے ان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ قاسم ضیاء صاحب چھ سال تک پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر اور اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے دن رات محنت کرتے رہے اب جب الیکشن کا وقت قریب آ رہا ہے تو ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے اور ترقی دے کر سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی میں بھجوا دیا گیا ہے۔ اسی طرح میرے محترم بھائی رانا آفتاب احمد خان صاحب کے ساتھ بھی بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے سیکرٹری جنرل تھے، انھوں نے بڑی قربانیاں دیں، دن رات اسمبلی میں انھوں نے کارروائی میں حصہ لیا اور اب ان سے جنرل سیکرٹری شپ لے لی گئی ہے اور انھیں بھی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی میں بھیج دیا گیا ہے۔ ان کی پارٹی نے ان کے ساتھ یہ جو زیادتی کی ہے ہمیں اس پر بڑا افسوس ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شاید یہ کسی سیاسی عمل سے نہیں گزرے لیکن انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں چار سال تک ڈویژنل صدر رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں پونے چھ سال تک سیکرٹری جنرل رہا ہوں۔ ہماری پارٹی کا ایک اصولی فیصلہ تھا کہ پارلیمانی اور تنظیمی عہدے علیحدہ کر دیئے جائیں۔ سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی ہماری پارٹی کا سب سے highest forum ہے۔ ہم اس کمیٹی میں گئے ہیں۔ میرے خیال میں ایک process سے گزر کر highest forum میں جانا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ We have all support for the new incumbents. یہ ہماری پارٹی نے فیصلہ کیا ہے اور بہتری کے لئے کیا ہے۔ ہم نے تنظیمی اور پارلیمانی عہدے علیحدہ کئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری services have been elevated and in this respect we respect the decision of the Chairperson.

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اخباروں میں یہی پڑھتے رہے کہ رانا آفتاب صاحب، قاسم ضیاء صاحب پیپلز پارٹی کی تنظیم سازی کے حوالے سے روجھان سے لے کر اٹک تک دورے کر رہے ہیں۔ ہم جہاں جاتے تھے آگے کسی نہ کسی جگہ یہ بھی اپنے حساب کتاب میں موجود ہوتے تھے۔

زیادتی یہ ہے کہ آج ان کی پارٹی نے ان کو قربان گاہ پر چڑھادیا ہے اور ایک ایسے شخص کو پنجاب پیپلز پارٹی کا صدر نامزد کیا ہے جو کہ ضیاء الحق کے ساتھ تھے،اس کی کابینہ میں شامل تھے۔اس وقت جو سیاسی set up تھا، میاں نواز شریف صاحب کی کابینہ میں ممبر رہے،ان کے والد گورنر رہے اور پھر وہ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ وہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہیں۔انھیں پارٹی کا صدر بنادیا گیا ہے اور جو loyal لوگ ہیں انھیں remove کر دیا گیا ہے۔جناب!ہمیں تو ان سے ہمدردی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،قاسم ضیاء صاحب!آپ کچھ فرمانا چاہ رہے تھے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر!راناقاسم نون صاحب نے ہماری پارٹی کے حوالے سے یہاں پر بات کی ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس پر راجہ بشارت صاحب اٹھیں گے اور کہیں گے کہ یہ اس اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔یہ ایک سیاسی پارٹی کا اندورنی معاملہ ہے۔جہاں تک ہماری پارٹی میں تبدیلیوں کی بات ہے تو یہ routine اور معمول کی بات ہے۔کبھی کوئی کسی عہدے پر سدا نہیں رہتا۔دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ پارٹی کے ساتھ آپ کی وابستگی ہے یا نہیں۔میں آج on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ راناصاحب اور میرے بارے میں میری پارٹی اور چیئرپرسن نے جو فیصلہ کیا ہے ہم اس کو خوش آئند سمجھتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری پارٹی اسی لئے آج تک زندہ ہے کیونکہ اس میں سیاسی discipline ہے۔یہ نہیں کہ راتوں رات لوگ بھاگ جائیں یا عہدے اور وزارتیں نہ ملنے پر پارٹی بدل لیں۔

جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پارٹی کا جو فیصلہ ہے وہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔پارٹی نے ایک پالیسی decision لیا ہے کہ پارلیمانی اور تنظیمی عہدے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔اسی کے تحت یہ تبدیلی لائی گئی ہے۔ اگر اس کے برعکس بھی کوئی تبدیلی ہوتی تو پھر بھی ہمیں قابل قبول تھا کیونکہ پارٹی میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج میں یہاں کھڑا ہو کر کہوں گا کہ ہمیں اس فیصلہ پر فخر ہے،ہمیں اپنی قائد پر فخر ہے اور انشاء اللہ جب تک دم میں دم ہے اس پارٹی کے ہم وفادار رہیں گے اور پارٹی کارکنوں کی خدمت کرتے رہیں گے۔شکریہ

محترمہ شازیہ چاند: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ شازیہ چاند: .Sir, thank you so much ابھی معزز ممبر نے کہا ہے کہ ہماری پارٹی کے عہدے permanent نہیں ہیں۔تو کیا یہ فیصلہ ان کی چیئرپرسن پر لاگو نہیں ہوتا؟وہ کیوں اس عہدے پر

مستقل طور پر فائز ہیں؟

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنی چاہوں گا کہ ہماری پارٹی میں جمہوری عمل چلتا ہے۔ابھی ہماری پارٹی کی ممبر سازی ہو رہی ہے۔ہماری پارٹی کی پالیسی بڑی واضح ہے کہ پارٹی میں کونسل لیول سے لے کر چیئرپرسن تک الیکشن ہو گا۔چونکہ پارٹی کے تمام کارکن اور عہدے دار چیئرپرسن کے خلاف الیکشن نہیں لڑنا چاہتے،انھیں اگر بلا مقابلہ منتخب کرتے ہیں تو یہ ایک خوش آئند بات ہے۔یہ ایک جمہوری حق ہے۔اگر کسی کو ہماری پارٹی میں الیکشن لڑنے کا شوق ہے تو آئیے 25/40 روپے کی پرچی ہے۔آپ اسے بھریں ہم آپ کو الیکشن لڑوادیں گے پھر آپ کو پتا لگ جائے گا کہ آپ کیا ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی یہ ان کی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہے۔ہم نے صرف دو باتوں کی وجہ سے بات کی ہے۔ایک یہ کہ غریبوں کی پارٹی کا ایک جاگیر دار صدر بن گیا ہے۔دوسری بات یہ کہوں گا کہ ہم نے توان سے اظہار افسوس کیا ہے اس کا برا تو نہ منائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی چودھری ظہیر صاحب نے کہا ہے کہ غریبوں کی پارٹی کا ایک جاگیر دار صدر بن گیا ہے۔میں کہوں گی کہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ شوگر مافیا کا سربراہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہے۔دوسرا انھوں نے چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بارے میں بات کی ہے۔میں کہوں گی کہ جو بلا مقابلہ والا ڈرامہ یہ ہر سال کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ سب کو پتا ہے کہ کیا ہوتا ہے لیکن کسی میں جرأت نہیں ہے اور کسی کو اجازت ہی نہیں دی جاتی کہ وہ ان کے خلاف الیکشن لڑ سکے۔ہماری پارٹی نے بھی الیکشن کے ذریعے محترمہ کو life time چیئرپرسن بنایا ہے۔وہ الیکشن کے ذریعے چیئرپرسن بنی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں قاسم ضیاء صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہے اور ہم کون ہوتے ہیں ان کی پارٹی کے فیصلوں میں مداخلت کرنے والے لیکن As a layman and as a political worker اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ان کی پارٹی میں ایک

political wisdom prevailکر رہی ہے۔ جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے کہا کہ جن لوگوں کا تعلق جنرل ضیاء الحق کے ساتھ تھا آج وہ ان کی پارٹی کے صدر ہیں۔ کل انھوں نے ہمارے اس بل کی حمایت کی ہے جس کی total ownership جنرل پرویز مشرف صاحب کی تھی۔ انھوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی پارٹی یہاں wisdom prevail کرے گی اور ہم جمہوریت کے فروغ، جمہوریت کی مضبوطی کے لئے مل جل کر انشاء اللہ تعالیٰ کام کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ابھی women rights کے حوالے سے بات کی ہے۔ پیپلز پارٹی کا women rights سے متعلق جو موقف day one میں تھا اسی کو ہم نے support کرنا ہے۔ اچھی چیز چاہے جدھر سے بھی آئے ہم اسے support کریں گے۔ جناب جو ہماری پارٹی کے منشور اور موقف کے مطابق ہوا سے ہم ضرور support کرتے ہیں۔ مگر جو Constitution کو abrogate کرتے ہیں اسے ہم کبھی support نہیں کرتے کیونکہ Constitution abrogate کرنے کی سزا، سزائے موت ہے۔ کبھی ہم نے ان چیزوں کو support کیا ہے اور نہ ہی کبھی ان چیزوں کو indemnity دی ہے چونکہ یہ خواتین کے حقوق کا بل تھا اور ہم عورتوں کو پورے حقوق دینا چاہتے ہیں اور یہ ہماری پارٹی کا ایک اصولی موقف تھا جسے support کیا ہے لہذا اس پر آپ کو کریڈٹ لینے کی ضرورت نہیں چونکہ جس دن سے پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے اسی دن سے اس کا یہ موقف ہے۔ ہم اس کا کریڈٹ اپنی سیکرٹری انفارمیشن شیریں رحمٰن کو دیتے ہیں آپ دیکھیں کہ ہم نے سلیکٹ کمیٹی میں جو بات کی تھی اسی کے مطابق ہوا ہے۔ ایک پولیٹیکل اور آئینی فورم تھا جس پر ہم نے بات کی تھی اور اس کے مطابق support کرنا پارٹی کا نظریاتی اور اخلاقی فرض تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhow آپ نے جو بھی کیا ہے اچھا کیا ہے۔ اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ کو بھی اس بات کی تائید کرنی چاہئے کیونکہ آپ بھی اس پارٹی میں رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تو عرض کر رہا ہوں کہ آپ جو بات بھی کر رہے ہیں بڑی فراخدلی کا ثبوت دے رہے ہیں اور میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فراخدل ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

کلاس نہم کی "بہاراردو" سے مضمون "نظریہ پاکستان" کا اخراج

*2341: سید احسان اللہ وقاص: کیاوزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہم کلاس کے لئے نئی "بہاراردو" کی کتاب سے نظریہ پاکستان کا سبق نکال دیا گیاہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ایسا کیوں کیا گیا، کیا حکومت یہ سبق دوبارہ نصاب میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) نظریہ پاکستان کے عنوان سے سبق جماعت نہم کے لئے بہار اردو کی بجائے مرقع اردو برائے نہم / دہم میں سال 03-2002 تک شامل رہا۔ مرکزی محکمہ تعلیم شعبہ نصاب سازی نے نصاب پر نظر ثانی کی تو نظریہ پاکستان کے عنوان کو جماعت نہم کی بجائے جماعت دہم کے لئے "بہاراردو" میں تجویز کیا لہذا اسے اس کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے؟

(ب) نظریہ پاکستان کا سبق نصاب میں شامل ہے جس کی وضاحت جزہائے بالا کے جواب میں پیش کر دی گئی ہے۔

پرائمری مڈل سکول ٹیچرز کے لئے کوالیفکیشن میں ردوبدل سے پیدا ہونے والے مسائل

*3177: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل پرائمری سکولوں میں میٹرک پی۔ٹی۔سی اور مڈل سکولوں میں ایف اے، سی۔ٹی پاس افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر میں میٹرک پی۔ٹی۔سی اور ایف۔اے، سی۔ٹی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جو اب بھی بے روزگار ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے 2002 کی بھرتی میں پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بنیادی تعلیم بی۔اے مقرر کر دی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بی اے کی شرط ختم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل مڈل سکولوں میں ایف۔اے، سی۔ٹی افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا لیکن یہ درست نہ ہے کہ پرائمری سکولوں میں میٹرک، پی ٹی سی افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا کیونکہ سال 1997 سے پرائمری سکولوں میں بھرتی ہونے کے لئے بنیادی تعلیم ایف اے، سی۔ٹی مقرر کر دی گئی تھی۔

(ب) یہ تو درست ہے کہ صوبہ میں میٹرک، پی ٹی سی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن ان سب کے بے روزگار ہونے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(ج) درست ہے۔

(د) سرکاری سکولوں میں بچوں کو معیاری تعلیم دینے کے لئے ٹیچرز کی بھرتی کے لئے بنیادی تعلیم کے معیار میں اضافہ کیا گیا ہے جو کہ طلباء کے مفاد میں ہے لہذا اس شرط میں تبدیلی زیر غور نہ ہے۔

کنٹریکٹ پر بھرتی اساتذہ کو مستقل کئے جانے کا مسئلہ

*3178: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر ہوئی تھی

جس کی وجہ سے اساتذہ اپنے مستقبل سے مایوس ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں بھرتی ہونے والے کئی اساتذہ نے استعفیٰ دے دیا ہے جس کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بھرتی شدہ اساتذہ کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز اساتذہ کے مستعفی ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2002 میں محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی بھرتی کنٹریکٹ پر ہوئی تھی لیکن یہ درست نہ ہے کہ بھرتی ہونے والے یہ اساتذہ اپنے مستقبل سے مایوس ہیں کیونکہ وہ دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ ضلع بہاولنگر میں 2002 میں بھرتی ہونے والے 1107 اساتذہ میں سے صرف تین نے ذاتی وجوہات کی بنیاد پر استعفٰی دیا۔

(ج) مروجہ پالیسی کے تحت کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے اساتذہ کو مستقل کرنے کی تجویز زیر غور نہ ہے۔ مستعفٰی ہونے والے تین اساتذہ نے ذاتی وجوہات کی بناء پر استعفٰی دیا۔

ضلع شیخوپورہ۔بوائز و گرلز کالجز کے نام، اساتذہ کی اسامیوں اور تعینات افراد کی تفصیلات

*3538: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں کتنے بوائز اور گرلز کالج ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ہر کالج میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر تعینات افراد کے نام کیا ہیں اور وہ کتنے سالوں سے تعینات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں سات بوائز اور چھ گرلز کالج ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ

2۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل
3۔ گورنمنٹ گورونانک کالج ننکانہ صاحب
4۔ وارث شاہ کالج جنڈیالہ شیر خان
5۔ گورنمنٹ انٹر کالج شاہ کوٹ
6۔ گورنمنٹ انٹر کالج شرقپور
7۔ گورنمنٹ انٹر کالج نارنگ

گرلز کالجز
1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین شیخوپورہ
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سانگلہ ہل
3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہ کوٹ
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب
5۔ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج فیروزوالا
6۔ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وارث شاہ جنڈیالہ شیر خان

(ب) ہر کالج میں اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد اور ان کے ناموں کی فہرستیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاؤن شپ لاہور۔ پرنسپل کی تقرری کا مسئلہ

*3708: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاؤن شپ لاہور میں گزشتہ کئی ماہ سے مستقل بنیادوں پر پرنسپل کا تقرر نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی میں مشکلات اور انتظامی معاملات بدنظمی/کرپشن کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے کالج کے لئے 5 کروڑ روپے کی گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا جو ابھی تک جاری نہیں ہوئی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرنسپل کا تقرر کرنے / گرانٹ جاری نہ کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست نہ ہے۔ مورخہ جنوری 2004 کو مذکورہ کالج میں مستقل بنیاد پر پرنسپل کا تقرر کر دیا گیا ہے کالج ہذا میں کلاسز کا انعقاد باقاعدہ ضلعی حکومت کے کیلنڈر کے مطابق ہو رہا ہے ضلعی حکومت لاہور کی رپورٹ کے مطابق کالج میں انتظامی بدنظمی / کرپشن کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) چونکہ جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے لہذا اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی کی وجوہات
اور اس دوران کئے گئے تبادلہ جات کی تفصیل

*3813: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اساتذہ کے ہر قسم کے تبادلوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے اگر ہاں تو یہ پابندی کب سے عائد ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) پابندی کے باوجود رواں سال کے دوران کتنے اساتذہ کے تبادلے کئے گئے ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے نیز پابندی کے باوجود تبادلے کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کب تک، اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے یہ پابندی 03-04-12 سے تاحال عائد ہے حکومت نے تعلیمی سیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی عائد کی ہے تاکہ طلباء وطالبات کو تعلیمی نقصان سے بچایا جا سکے۔

(ب) یہ تبادلہ جات وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر مفاد عامہ اور انتظامی امور کے تحت کئے گئے ہیں تبادلوں کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی گرمیوں کی چھٹیوں میں ہوا کرے گی دوران اکیڈمک سیشن پابندی ہو گی۔

چک نمبر 615 گ۔ب فیصل آباد۔ گرلز مڈل سکول کے قیام اور کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*3910: **ملک خالد محمود وٹو:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 615 گ۔ب، فیصل آباد میں گرلز مڈل سکول قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں کلاسز کا اجراء کب تک ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 615 گ۔ب فیصل آباد کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کی SNE کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔SNE کی منظوری کے بعد اس سکول میں سٹاف کی تعیناتی کے لئے اقدامات کئے جائیں گے تاکہ کلاسز کا اجراء ہو سکے۔

کالجز میں اساتذہ کے بچوں کے داخلے اور فیس میں رعایت کی بحالی

*4008: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایجوکیشن و دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کے لئے مخصوص کوٹا ہوتا تھا اور بچوں کے لئے فیس میں معافی ہوتی تھی جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو اساتذہ کرام پی۔ایچ۔ڈی کرنا چاہتے تھے ان کو بھی فیس میں رعایت دی جاتی تھی جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اساتذہ کرام کی ختم کردہ رعایت کو بحال کرنے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ایجوکیشن اور دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کے لئے مخصوص کوٹا ہوتا تھا جو کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی ایڈمیشن پالیسی کے تحت ختم کر دیا گیا ہے اس پالیسی کے تحت معذور اور سپورٹس کوٹے کے علاوہ تمام کوٹاجات ختم ہو گئے ہیں البتہ اساتذہ کے بچوں کے لئے فیس میں رعایت محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO(Coll)7-21/81 مورخہ 14-05-1987 کے تحت دی جاتی ہے جو برقرار ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ان اساتذہ جو پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں کے لئے مزید مراعات دینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، جس کے تحت study leave کے دوران 1/3 تنخواہ میں کٹوتی ختم کر دی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ گئی ہے۔ اس کے علاوہ سکالرشپ سکیم کے تحت پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ان سروس ٹیچرز کے لئے تمام یونیورسٹیوں کو حکومت پنجاب نے فنڈز مہیا کئے ہیں اس سکیم میں پی ایچ ڈی کے لئے leave with full pay ٹیوشن فیس اور ہوسٹل چارجز مہیا کئے جاتے ہیں۔

(ج) ایجوکیشن اور دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کا مخصوص کوٹا محکمہ کی ایڈمیشن پالیسی (میرٹ کے مطابق) وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد ختم کیا گیا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ، ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء

*4068: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاحال گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ میں ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج میں ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ

سے بی ایس سی پاس کرنے والے طلباء کی سالانہ اوسط تعداد بہت کم ہے لہذا فی الوقت ایم ایس سی کلاسز کا اجراء ممکن نہ ہے تاہم اس کالج میں ایم اے انگریزی اور ایم اے سیاسیات کی کلاسز جاری ہیں۔

(ب) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق جیسے ہی بی ایس سی پاس کرنے والے طلباء کی تعداد محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے جاری کردہ معیار کے مطابق ہو گی، ایم ایس سی کلاسز کے اجراء کے لئے کیس محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو بھجوادیا جائے گا۔

لاہور بورڈ کی امتحانی فیسوں میں کمی کا مسئلہ

*4069: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور آئے دن امتحانی فیسوں میں اضافہ کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے لٹریسی ریٹ بڑھانے کا عہد کر رکھا ہے مگر متذکرہ بورڈ حکومت کی پالیسی کی خلاف ورزی کر رہا ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری سکول کی امتحانی فیس میں کمی اور مستحق اور نادار طلباء وطالبات کو فیس معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہیں ہے امتحانی فیسوں کا تعین پنجاب کابینہ کی میٹنگ مورخہ 05-09-2000 کے فیصلے کے تحت سالانہ امتحانات 2001 سے کیا گیا تھا جس کے بعد فیسوں کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت نے لٹریسی ریٹ بڑھانے کا عہد کیا ہوا ہے نیز بورڈ نے حکومت کی کسی پالیسی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

(ج) جز(الف)اور(ب)کاجواب ہاں میں نہیں ہے۔

پی پی۔73جھنگ۔سکولوں کی تعداداور مسائل کی تفصیل

*4080:جناب علی حسن رضاقاضی:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔73میں پرائمری،مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولوں کی عمارات تو موجود ہیں لیکن ان میں سٹاف نہ ہے؟

(ج) جن سکولوں میں سٹاف نہ ہے وہاں کب تک سٹاف تعینات کر کے ان سکولوں میں کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔73 ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
بوائز	92	3	7
گرلز	78	7	3

(ب) ان میں سے چار بوائزاور سات گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات تو موجود ہیں لیکن ان میں سٹاف نہ ہے۔

(ج) بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ پر ان سکولوں میں سٹاف تعینات کیا جا سکے گا۔

فیصل آباد میں سکولوں کی تعداداوران میں فرنیچر کی فراہمی

*4093:جناب محمد نواز ملک:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں ہائی، مڈل، پرائمری گرلز اور بوائز سکولوں کے تعداد کیا ہے جو اس وقت بھی ٹاٹ استعمال کر رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں فرنیچر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب،اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی

جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت 71 گرلز پرائمری، 539 بوائز پرائمری، 61 گرلز مڈل اور 31 بوائز مڈل سکولوں کے علاوہ 129 بوائز اور 85 گرلز ہائی سکولوں کے حصہ پرائمری میں فرنیچر میسر نہ ہے۔

(ب) ان سکولوں کو ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔

صحافیوں کے لئے تعلیمی وظائف

*4137: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ایسے صحافی جو اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہوں ان کے لئے تعلیمی اداروں کی فیس میں کوئی رعایت یا تعلیمی وظیفہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو کس شرح سے، نہیں تو کیا ایسا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

ایم۔اے/ایم ایس سی کی سطح پر دیگر 23 مضامین کے علاوہ Mass Communication کے Subject میں بھی میرٹ کی بنیاد پر خصوصی وظیفہ دیا جاتا ہے، جو ادارے کی ٹیوشن فیس اور اگر کوئی طالب علم ہاسٹل میں رہائش پذیر ہے تو اس کے ہاسٹل کی سالانہ فیس پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی طالب علم میرٹ پر ہو اور اس تعلیمی ادارے کا سربراہ وظیفہ کے لئے اس کا نام Recommend کرے تو اسے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال۔ گرلز پرائمری سکولز کی تاریخ تعمیر، لاگت اور سٹاف کی تفصیل

*4141: مخدوم سید مختار حسین: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع خانیوال کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نواب والا، ککسن آباد، گرلز P/S نور مرالی / سخی مرالی، گرلز P/S بلی والا، فرید پور کی عمارات کب تعمیر ہوئیں ان پر کتنی لاگت آئی اور اس وقت کون سا سٹاف تعینات ہے اگر سٹاف تعینات نہ ہے تو حکومت کب تعینات کرنا چاہتی ہے؟

وزیر تعلیم:

گرلز پرائمری سکول نواب والا موضع گلکسن آباد اور گرلز پرائمری سکول نور مرالی بلی والا کی عمارات بالترتیب 29-05-1996 اور 27-06-1996 کو تعمیر ہوئیں۔ ان کی تعمیر پر بالترتیب 4.70 ملین روپے7 اور 5.10 ملین روپے کی لاگت آئی۔ مذکورہ دونوں سکولوں کی SNE کی منظوری ہو چکی ہے ضلعی حکومت کی جانب سے بجٹ کی منظوری کے بعد ان سکولوں میں سٹاف تعینات کرنے کے اقدامات کئے جا سکیں گے۔

ضلع بہاولپور محکمہ تعلیم میں ہونے والی بھرتی کی تفصیلات

*4180: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع بہاولپور محکمہ تعلیم میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(و) کتنے افراد کو وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک درج ذیل افراد کو بھرتی کیا گیا:

Sr. No.	Name of Post	Category	Year	
			2002	2003

1	ESE(Male)	Male	372	97
2	ESE(Female)	Female	368	165
3	SESE	Male	71 Arts (M)	1
4	SESE	Female	31 Arts (F)	3
5	SESE	Male	-- Sc(M)	6
6	SESE	Female	-- Sc(f)	12
7	SSE	Male (Sc)	31 Sc (M)	7
8	SSE	Female (Sc)	30 Sc (F)	5
9	SSE	Male (Arts)	13 Eng (M)	10
10	SSE	Female(Arts)	10 Eng (F)	10
		Total	926	316

ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ نقل بھرتی پالیسی اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افراد کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تھی، اخبارات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) کسی بھی فرد کو وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی نہیں کیا گیا۔

محکمہ تعلیم میں تبادلہ جات کی مجاز اتھارٹی اور سیالکوٹ میں DEOs اور DY,DEOs کی تعیناتی کا مسئلہ

*4192: باؤ محمد رضوان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ تعلیم میں گریڈ 1 تا 20 کے تعیناتی اور اضافی چارج کے اختیارات کس کے پاس ہیں کیٹیگری وار بتایا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت کے تبادلہ پر پابندی کے باوجود کیا ضلعی حکومت تبادلہ جات کرنے کی مجاز ہے اگر ہے توکس اتھارٹی / منظوری سے؟

(ج) صوبائی حکومت کی طرف سے تبادلہ جات پر عائد پابندی کے دوران ضلع سیالکوٹ میں کتنے مستقل / عارضی تبادلہ جات کئے گئے کتنے تبادلہ جات صوبائی حکومت کی منظوری اور کتنے بغیر منظوری کئے گئے تبادلہ جات کی فہرست کیٹیگری وار مع نام، عہدہ، جائے تعیناتی، آرڈر نمبر اور وجہ تبادلہ بیان کریں؟

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زاور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر زکی تقرری کا کیا معیار ہے اور وہ مذکورہ عہدوں پر کتنا عرصہ کام کر سکتے ہیں۔ کیا ضلع سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زاور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زاس معیار پر پورا اترتے ہیں نیز DEOs Dy.DEOs/ کی ضلع سیالکوٹ میں کتنی پوسٹیں خالی ہیں بے شمار قابل آفیسر زکے ہوتے ہوئے بھی ان پوسٹوں پر تعیناتی کیوں نہ کی جارہی ہے، تفصیل بیان کریں؟

وزیر تعلیم:

(الف)

(کیٹیگری)		
سکیل(1تا10)	سکیل(11تا16)	سکیل(17تا20)
ای ڈی او	ڈی سی او	صوبائی حکومت

(ب) صوبائی حکومت کے تبادلہ جات پر پابندی کے دوران تبادلہ جات نہیں کئے جاتے۔

(ج) تفصیل مستقل تبادلہ جات بابت سال 2004 عارضی تبادلہ جات

تفصیل مستقل تبادلہ جات بابت سال 2004					عارضی تبادلہ جات
H.M(M/F)	SST(M)	EST(M/F)	PTC(M/F)	میزان	--
06	15	22	85	128	کوئی نہیں

(د) ڈسٹرک ایجوکیشن آفیسر کی تقرری کا معیار (BS-19) اور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (BS-18) ہے اور عرصہ تعیناتی تین سال ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں تعینات شدہ اس معیار پر پورا اترتے ہیں، البتہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) ایلیمنٹری اسامی خالی ہے۔

سرکاری سکولوں کی نگرانی سے متعلق NGOs کا دائرہ کار

*4206: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راوی ٹاؤن لاہور میں حکومت نے سرکاری سکولز کو "کیئر" جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے کی نگرانی میں دیا ہے تاکہ وہ سکولوں کی بہبود کے لئے منصوبہ بندی مرتب کریں مذکورہ سکولوں کی کل تعداداور ان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ادارہ "کیئر" کے کار پردازوں نے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ راوی ٹاؤن لاہور سے جو کہ پہلے ہی سٹاف کی کمی کا شکار ہے ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر چند ٹیچرز کو تبدیل کرانے کی سفارش D.C.O لاہور سے کی ہے جس میں پرنسپل سکول ہذا کی رائے یا منظوری نہ لی گئی ہے کیا ادارہ کو یہ حق گورنمنٹ نے دیا ہے کہ سٹاف کی تقرری یا تبادلہ میں ملوث ہو سکولوں سے متعلق ادارہ "کیئر" کا دائرہ کار یا ذمہ داری بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے 'Care' نامی NGO نے راوی ٹاؤن کے 76 سکولوں کو adopt کیا ہے جن کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) Adopt کرنے والی NGOs سکولوں کو بنیادی سہولیات اور سٹاف فراہم کرتی ہیں مزید برآں NGOs سکولوں کی بہتری کے لئے اساتذہ کے تبادلوں کی سفارشات بھی ضلعی حکومت کو پیش کرتی ہیں، جن پر عمل کرنا ضلعی حکومت کی صوابدید ہے۔

بھکر، جھمجٹ جنوبی، پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن

*4220: محترمہ نجمی سلیم: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر کا گاؤں جھمجٹ جنوبی میں 1934 سے قائم پرائمری سکول کو آج تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کو مڈل تک اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں

تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) جھمجٹ جنوبی ضلع بھکر میں بوائز پرائمری سکول 1952 میں قائم ہوا تاہم یہ درست ہے کہ اسے تاحال اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا اترتا ہے لہذا ضلعی حکومت بھکر کو اس سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، خواتین کالجز کی تعداد، نام
اور مزید کالجز میں سائنس کلاسز کے اجراء کی تفصیل

*4270: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے خواتین کالجز کس کس جگہ کس کس نام سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) جن کالجوں میں بی ایس سی کی کلاسز شروع ہیں ان کے نام اور ہر کالج میں بی ایس سی کی کلاسز میں طالبات کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کی تقریباً 15 لاکھ کی آبادی کے لئے شہر میں صرف ایک خواتین کالج میں بی ایس سی کی کلاسوں میں طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں طالبات نزدیکی بڑے شہروں کا رخ کرتی ہیں اور والدین کو اضافی بوجھ برداشت کرنا پڑتے ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گوجرانوالہ شہر کے دیگر کالجوں میں بھی بی ایس سی کی کلاسیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں خواتین کے آٹھ کالجز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

(ii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

(iii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین نیائیں چوک گوجرانوالہ سٹی

(iv) گورنمنٹ کالج برائے خواتین نظام آباد وزیر آباد
(v) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ کامونکی
(vi) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ قلعہ دیدار سنگھ
(vii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ نوشہرہ ورکاں
(viii) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جی ٹی روڈ علی پور چھٹہ

(ب) صرف گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بی ایس سی کی کلاسز جاری ہیں اس کالج میں B.Sc میں داخل طالبات کی تعداد درج ذیل ہے:۔

تھرڈ ایئر	240
فورتھ ایئر	189

(ج) درست نہ ہے گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بی ایس سی کی کلاسز جاری ہیں۔ ضلعی حکومت گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق کل 234 طالبات نے گوجرانوالہ بورڈ کا ایف ایس سی کا سالانہ امتحان پاس کیا ہے ان میں سے کچھ طالبات نے میڈیکل کالجز اور کچھ نے انجینئرنگ یونیورسٹیز میں داخلہ لے لیا ہے باقی طالبات کسی بھی نزدیکی شہر میں داخلہ نہیں لیتیں کیونکہ ان تمام طالبات کو PT گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں داخلہ مل جاتا ہے، ہمارے DATA کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	107
(ii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ	22
(iii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ سٹی	31
(iv)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وزیر آباد	30
(v)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کامونکی	18
(vi)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین قلعہ دیدار سنگھ	12
(vii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	02
(viii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین علی پور چٹھہ	12
	کل تعداد	234

(د) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین گوجرانوالہ سٹی میں 52.87 لاکھ روپے کی لاگت سے B.Sc کے لئے چار لیبارٹریز سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تعمیر ہو چکی ہیں گورنمنٹ ڈگری

کالج برائے خواتین پیپلز کالونی گوجرانوالہ کی بلڈنگ تقریباً مکمل ہو چکی ہے اس میں بھی بی ایس سی کے لئے لیبارٹریز تعمیر کی گئی ہیں یہ بلڈنگ رواں مالی سال میں محکمہ تعلیم کے حوالے کر دی جائے گی ضلعی حکومت نئے تعلیمی سال سے ان کالجوں میں بی ایس سی کی کلاسز کا اجراء کر دے گی۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور، 2002 تاحال بھرتی کی تفصیل

*4306: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور میں مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	تاریخ تقرری	ایڈریس
ظہور الٰہی ولد کرم الٰہی	کمپیوٹر آپریٹر	12	بی کام/MCSE	قصور	15-11-03	مکان نمبر 1-12 سٹریٹ نمبر 23 مین روڈ دھور کوٹ قصور
محمد طاہر ولد محمد یعقوب	سٹینو گرافر	12	ایم اے	لاہور	15-11-03	مکان نمبر 250/ایل ڈی اے فاضلیہ کالونی لاہور
نور حسین ولد منظور حسین	نائب قاصد	1	مڈل	لاہور	09-02-04	محلہ قریشیاں، جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

ان کے علاوہ ایک کنسلٹنٹ (بی ایس 19) کنٹریکٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) میرٹ حکومت پنجاب کی مروجہ بھرتی پالیسی 2003 کے تحت بنایا گیا میرٹ پالیسی اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے سکیل نمبر 1 تا 12 (سٹینو گرافر اور کمپیوٹر آپریٹر) درج ذیل تھی۔

نمبر شمار	افسر کا نام	گریڈ	عہدہ	
1۔	جناب صبغت منصور	20	مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور	چیئرمین
			(حالیہ تقرری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد)	ممبر
2۔	جناب نصر اللہ خان بلوچ	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
3۔	جناب کرم داد خان	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)"	ممبر

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے سکیل 1 تا 12 (نائب قاصد) درج ذیل تھی۔

نمبر شمار	افسر کا نام	گریڈ	عہدہ	
1۔	جناب صبغت منصور	20	مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور	چیئرمین
			(حالیہ تقرری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد)	ممبر
2۔	جناب ڈاکٹر راشد منصور	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
3۔	جناب نصر اللہ خان بلوچ	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
4۔	جناب کرم داد خان	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)"	ممبر

(د) بھرتی اخبارات میں D.G.P.R کے توسط سے باقاعدہ اشتہار دیکر کی گئی۔ کمپیوٹر آپریٹر اور سٹینو گرافر کی اسامیوں کے لئے روزنامہ دن مورخہ 2۔ ستمبر 2003 میں اشتہار دیا گیا جبکہ نائب قاصد کی اسامی کے لئے روزنامہ "جنگ" مورخہ 18۔جنوری 2004 میں اشتہار دیا گیا۔اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

خانیوال۔گورنمنٹ کالج میں ماسٹر کلاسز کا اجراء

*4310: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ خانیوال کے کسی بھی کالج میں طلباء کے لئے ایم۔اے کلاسز موجود نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج خانیوال میں طلباء کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج خانیوال میں ایم۔اے کلاسز شروع کرنے کے لئے سہولتیں

موجود ہیں؟

(د) اگر درج بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک گورنمنٹ کالج خانیوال میں ایم۔اے کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے مذکورہ کالج میں پچھلے تین سالوں میں طلباء کی تعداد درج ذیل ہے:۔

تعلیمی سال	طلباء کی تعداد
2002-03	2545
2003-04	2281
2004-05	2238

(ج) درست نہ ہے ضلعی حکومت خانیوال کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کالج میں کمروں کی تعداد کم اور دیگر ضروری سہولتیں موجود نہ ہیں۔

(د) ایجوکیشن devolved subject ہے۔ ضلعی حکومتیں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے جاری کردہ criteria کی روشنی میں ضلع کی آبادی و تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کالجز کے قیام اور ان کی Up-gradation کے منصوبے تیار کرتی ہیں۔ ضلعی حکومت خانیوال کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کالج میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کا منصوبہ ضلعی حکومت خانیوال کے زیر غور ہے باضابطہ کارروائی کے بعد اسے ضلعی ترقیاتی منصوبہ جات میں شامل کیا جا سکے گا۔

صوبہ میں پی ایچ ڈی کرنے کی سہولیات اور پی ایچ ڈی کرنے والوں کی سالانہ تعداد

*4435: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے صوبہ بھر میں ہر سال کتنے افراد کو پی۔ایچ۔ڈی کروانے کی سہولیات دی ہوئی ہیں اور آئندہ مالی سال میں کتنے مزید افراد کو ایسی سہولت دی جائے گی؟

(ب) صوبہ بھر کی یونیورسٹیوں میں پی۔ایچ۔ڈی کرنے والے افراد کی سالانہ تعداد کیا ہے؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کتنے افراد کے لئے قانون میں پی۔ایچ۔ڈی کرنے کی سہولت ہے اور کیا سرکاری ملازم بھی قانون میں پی۔ایچ۔ڈی کر سکتا ہے اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حکومت پنجاب نے ہر سال پبلک یونیورسٹیز میں 100 کالج اساتذہ کو پی ایچ ڈی کروانے کی سہولت مہیا کی ہے اور آئندہ بھی یہ سہولت جاری رہے گی۔

(ب) صوبہ بھر کی پبلک یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی کرنے والے افراد کی تعداد 1783 ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں قواعد کے مطابق قانون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کم از کم 5 طالب علموں کا ہونا ضروری ہے سرکاری ملازمین پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں اور ان کے لئے شرائط عام افراد جیسی ہی ہیں۔

لاء کالج پنجاب یونیورسٹی میں ایل ایل ایم اور پی ایچ ڈی کے لئے دستیاب سہولیات کی تفصیل

*4436: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں ایل ایل ایم کرانے کی سہولت محدود سطح پر صرف صبح کے وقت موجود ہے کیا حکومت پنجاب یہ کلاسیں شام کے وقت بھی کرانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کالج مذکورہ سے قانون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کیا شرائط ہیں اور کتنے طلباء کو ایک وقت میں ایسی سہولت دستیاب ہے۔ کتنے طلباء ایک سال میں پی ایچ ڈی کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج LLM کرانے کی سہولت صرف صبح کی کلاسوں میں ہے، شام کے وقت LLM کی کلاسیں شروع کرنے کا معاملہ متعلقہ باڈیز کے زیر غور ہے۔

(ب) قواعد کے مطابق Ph.D کے لئے کم از کم پانچ طلباء کا ہونا لازمی ہے اس سال صرف چار طلباء نے Ph.D کے لئے انٹری ٹیسٹ qualify کیا تھا لہذا اب دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے اگر طلباء کی تعداد قواعد کے مطابق پوری ہو جاتی ہے تو Ph.D کی کلاس کا آغاز کر دیا جائے گا۔

صوبہ میں 1999 تا حال، چارٹر کی گئی یونیورسٹیوں کی تفصیل

*4515:جناب محمد آجاسم شریف:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں1999 سے اب تک کن کن یونیورسٹیوں نے چارٹر کے لئے درخواستیں دیں ان کی فہرست تاریخ وار اور سپانسرز کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) مذکورہ بالا میں سے کن کن یونیورسٹیوں کو چارٹر دے دیا گیا تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) جن یونیورسٹیوں کو1999 سے اب تک چارٹر نہیں دیا گیا ان کی تفصیل نیز کیا حکومت ان کو چارٹر دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) صوبہ پنجاب میں اب تک62 پرائیویٹ اداروں نے یونیورسٹی/انسٹیٹیوٹ چارٹر کے لئے درخواستیں دیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا میں سے10اداروں کو یونیورسٹی/انسٹیٹیوٹ کا چارٹر دیا گیا ہے۔تفصیل مع تاریخ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا62اداروں میں سے جن کو چارٹر نہیں دیا گیا ان کی تفصیل جز ہائے بالا(الف)میں بیان کر دی گئی ہے جو نہی یہ ادارے حکومت کے منظور شدہ Norms & Criteria کے معیار کے مطابق پورا اتریں گے تو ان کو چارٹر مہیا کر دیا جائے گا۔

پی پی۔253،مظفر گڑھ،انٹر اور ڈگری کالجز(بوائز/گرلز)کا قیام

*4596:جناب احسان الحق احسن نولاٹیا:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ253 مظفر گڑھ میں2 گرلز اور6 بوائز ہائی سکول ہیں اور کوئی انٹر یا ڈگری کالج برائے گرلز یا بوائز نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقہ میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے انٹر اور ڈگری کالجز برائے بوائز اور گرلز قائم کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) جی ہاں! حلقہ 253 مظفر گڑھ میں دو گرلز اور چھ بوائز ہائی سکولز ہیں۔ کوئی انٹر یا ڈگری کالج برائے گرلز یا بوائز نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک سرور شہید کا C.M Directive،10۔جون 2005 کو جاری ہوا، جس کے نتیجے میں 96 کنال رقبہ کالج کے لئے مختص کیا گیا ہے، کالج بنانے کے لئے PC-I مکمل کیا گیا ہے، وہاں پر 2002 سے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول انٹر لیول کی تعلیم فراہم کر رہا ہے۔ رواں تعلیمی سال میں انٹر کا امتحان دینے والی طالبات پاس ہو سکیں۔ اس پس منظر کے پیش نظر وہاں پر نئے کالج کی تعمیر کا منصوبہ فی الحال خاطر خواہ نتائج کا حامل نہ ہو گا۔

تحصیل جتوئی، مظفر گڑھ فروغ تعلیم کے لئے
وقف اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*4604: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سردار کوڑے خان نے بچوں کی تعلیم کے لئے تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں اراضی وقف کی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ زمین کتنی تھی اور کب وقف کی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین سے آمدن حاصل کی جا رہی ہے اگر ہاں تو گزشتہ 10 سالوں میں کتنی آمدن حاصل ہوئی اور کہاں کہاں خرچ ہوئی نیز اس کی آمدن بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) سردار کوڑے خان نے یہ رقبہ بچوں کی تعلیم اور مفلس لوگوں کی فلاح و بہبود اور علاج معالجہ کے لئے ضلع کونسل کو وقف کیا تھا۔

(ب) تقریباً 86 ہزار کنال زرعی زمین واقع ضلع راجن پور، ضلع ڈیرہ غازی خان اور ضلع مظفر گڑھ مورخہ 15۔اکتوبر 1894 کو ضلع کونسل مظفر گڑھ کو وقف کی گئی۔

(ج) چونکہ یہ رقبہ ضلع کونسل مظفر گڑھ کے نام وقف ہے لہذا محکمہ تعلیم جز(ج) سے متعلق معلومات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں گرلز کالجز اور سٹاف کی تفصیل

*4628:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کتنے گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ہیں حکومت ان کو Upgrade کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ان کی مکمل تعداد مع سٹاف بیان کی جائے؟

(ج) کیا ان کالجوں میں عملے کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کالجوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے تیار ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کوئی گرلز انٹر کالج نہیں ہے۔

(ب) غیر متعلقہ۔

(ج) غیر متعلقہ۔

(د) غیر متعلقہ۔

تعلیمی اداروں کی ڈی نیشنلائزیشن کے بعد متعلقہ ادارہ کو واپسی کی پالیسی

*4640:جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ سینٹ تھامس سکول چک 51،گ۔ب خوش پور سمندری کی denationalization کے بعد متعلقہ مشنری ادارہ کو واپس نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) حکومت اس اسکول کی واپسی کے بارے میں کیا پالیسی رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ سینٹ تھامس سکول چک 51، گ۔ب خوش پور سمندری کو دیگر غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے ہمراہ 1972 میں قومی تحویل میں لیا گیا۔ حکومت پنجاب کی جانب سے 1996 میں بنائی گئی پالیسی کے تحت قومیائے گئے تعلیمی اداروں کو ان کے مالکان / سابقہ انتظامیہ کو واپس کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں۔ سینٹ تھامس سکول کی انتظامیہ کی جانب سے موصول ہونے والی درخواست کو سکروٹنی کمیٹی نے اپنی میٹنگ مورخہ 05-04-1997 کو اس بناء پر نامنظور کر دیا کہ درخواست گزار سکول کے قومیائے جانے سے قبل زمین کی ملکیت ثابت نہیں کر سکے۔

(ب) اب حکومت نے تمام نیشنلائزڈ سکولوں کے متعلق نئی پالیسی جاری کی ہے جس کے تحت سابقہ مالکان/انتظامیہ درخواست دے سکتے ہیں ایسی درخواستوں پر غور و خوض کے لئے محکمہ میں سکروٹنی کمیٹی، جس کے سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری (جنرل) ہیں، تشکیل دی گئی ہے جو چھان بین کے بعد سکول کی واپسی کے متعلق سفارشات اتھارٹی کو منظوری کے لئے بھجوائے گی۔ مندرجہ بالا سکول کی واپسی کے متعلق جناب جوزف کٹس ایم پی اے نے بھی بذریعہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ درخواست بھجوائی ہے جو محکمہ میں زیر غور ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ، منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4645: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت مذکورہ سکول میں کام کرنے والے افراد کے نام اور عہدہ جات بیان فرمائیں؟

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک مذکورہ سکول سے کتنے اساتذہ کو ٹرانسفر کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کلرک اور درجہ چہارم کے ملازمین کو حال ہی میں ٹرانسفر کرنے کے علاوہ سائنس ٹیچر کی attachment ڈپٹی۔ڈی ای او چنیوٹ کے ساتھ کر دی گئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ سکول کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	H.M	SST	EST	SV	PET	DM	AT	PTC	J/C	C:IV
تعداد	1	3	2	2	1	1	1	3	1	7

ان میں سے ہیڈ ماسٹر، ایس وی، جونیئر کلرک اور ایک ملازم درجہ چہارم کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک اس سکول میں کام کرنے والے کسی استاد کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) تبادلہ جات پر عائد پابندی کے خاتمہ پر مذکورہ سکول میں خالی اسامیاں پُر کی جا سکیں گی۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ
بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں

The Punjab Prohibition of Kite Flying Bill 2006.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ اب چودھری محمد ارشد صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد ارشد: میں

The University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006 (Bill No 25 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ اب ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت سال 2006 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: میں تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 پیش کردہ۔۔۔

(اذان عشاء)

ملک نذر فرید کھوکھر: میں تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 پیش کردہ جناب حفیظ اللہ خان ایم پی اے اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت 2006 پیش کردہ مہر اشتیاق احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب Call Attention Notices take up کئے جاتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice نمبر 779 جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

سیالکوٹ میں ڈکیتی کی واردات میں میجر زرینہ محسن کی ہلاکت

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17۔اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق اگوکی سیالکوٹ کے علاقہ لودھرے دھتل روڈ پر ڈاکوؤں نے ڈکیتی میں مزاحمت پر میجر زرینہ محسن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) اگر اس واقعہ کا مقدمہ درج ہوا تو کس تھانہ میں؟

(ج) کیا پولیس نے اس واردات میں ملوث ملزمان کو ٹریس کر لیا ہے، اگر ہاں تو ان ملزمان کے نام اور پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس مقدمہ کے تفتیشی پولیس ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں۔

(ہ) کیا حکومت اس واردات کے ملزمان کو گرفتار کر کے انہیں سزا دلوانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ بمطابق ایف آئی آر مورخہ 14۔ اکتوبر2006 کو اگوکی سیالکوٹ کے علاقے لودھرے دھتل روڈ پر نامعلوم ملزمان نے سوزوکی کار میں سوار مسماۃ زرینہ محسن اور اس کے خاوند محسن اشرف کو روک کر لوٹنے کی کوشش کی جبکہ ملزمان نے زرینہ محسن سے پرس چھیننے کے بعد فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں زرینہ محسن شدید مضروب ہوئی جو بعد ازاں ہسپتال میں دم توڑ گئی۔

(ب) اس واقعہ کے مقدمہ نمبر557/2006 مورخہ14-10-2006 بجرم 392/302 ت پ تھانہ اگوکی میں درج رجسٹر ہوا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چونکہ اس کیس میں کسی بھی ملزم کو نامزد نہیں کیا گیا تھا۔یہ ایک blind murder تھا لیکن پولیس نے دن رات محنت کر کے ایک ملزم کو گرفتار کیا جس کی نشاندہی پر باقی تین ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ فی الحال میں ایوان میں اس لئے ان کے نام نہیں بتانا چاہوں گا کہ ابھی اس کیس میں تین ایسے ملزمان ہیں جنھیں ہم نے گرفتار کرنا ہے لہذا میں ان کے نام معزز رکن کو بتا دوں گا۔ اب میں

جز(د) کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

(د) اس مقدمہ کا تفتیشی افسر محمد اکرم سب انسپکٹر تھانہ اگوکی گریڈ 14 ہے جو زیر نگرانی ایس ایچ او تھانہ اگوکی اور SDPO/ASP تھانہ صدر سیالکوٹ تفتیش عمل میں لا رہا ہے۔

(ہ) جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس سلسلے میں پولیس کافی حد تک ملزمان کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام ملزمان کی گرفتاری کے بعد مقدمے کو یکسو کر کے چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن میں اس میں فی الحال معزز رکن سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور جو ابھی گرفتار کرنے ہیں ان کے نام بھی انھیں بتا دوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس وقت اس مقدمے کے ملزمان کے نام نہ بتاؤں تو یہ اس مقدمے کے larger interest میں ہے۔ میں معزز رکن کو یہ ضرور یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ باقی ملزمان کو بھی بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ یہ ایک blind murder تھا۔ جہاں ہم تنقید کرتے ہیں وہاں ہمیں حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہئے لہذا میں حکومت اور راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جس ایس ایچ او اور جس تفتیشی افسر نے یہ کیس ٹریس کر کے ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ حکومت ان کو کوئی انعام یا کم از کم تعریفی سرٹیفکیٹ دے۔ میں اس کے علاوہ راجہ صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ جو باقی دو تین ملزمان ہیں ان کو بھی جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ بہت۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سارے ملزمان گرفتار ہو جائیں گے اور اس کی تفتیش سامنے آ جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر صورت میں ان پولیس افسران کی حوصلہ افزائی ہو گی جو یہ اہم کام سرانجام دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا Call Attention Notice No. 780 حاجی محمد اعجاز صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب اور رانا آفتاب احمد خان صاحب کا ہے۔

شالامار لاہور۔ گھر میں ماں کا چار بچوں سمیت قتل

780: حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر اور رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کے مطابق شالامار لاہور میں نوجوان خاتون کو چار بچوں سمیت بے دردی سے قتل کر کے ان کی نعشوں کو بجلی کا کرنٹ لگایا گیا؟

(ب) اس واقعہ کی ایف آئی آر کس تھانہ میں درج ہوئی اور اس سلسلہ میں اب تک کون کون سے ملزم گرفتار ہوئے ہیں؟

(ج) ان ملزمان کے خلاف کن کن دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی؟

(د) کیا حکومت ان کو دہشت گردی کی عدالت میں کیس چلوا کر سزا دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس واقعہ کے متعلق مقدمہ نمبر 642/2006 مورخہ 19۔اگست 2006 تھانہ شالامار میں درج ہوا۔ مقدمہ ہذا میں ملزم محمد ریاض ولد محمد یوسف قوم ماچھی سکنہ اکبر شہید روڈ قائد اعظم پارک کوٹ لکھپت لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے۔ اس کو ایف آئی آر میں nominate کیا گیا تھا اور اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(ج) ملزم محمد ریاض کے خلاف بجرم 302/324 ت پ دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

(د) ملزم کے خلاف مقدمہ مورخہ 2006-11-09 کو چالان انسداد دہشت گردی عدالت نمبر 4 برائے سماعت ارسال کیا جا چکا ہے۔ اس میں مزید گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی آئندہ تاریخ پیشی جو ہے 2006-11-22 ہے اور کورٹ نمبر 4 میں یہ مقدمہ چل رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمے کی بھرپور طریقے سے ہم پیروی کریں گے اور ملزم کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب کی تحریک استحقاق move ہو چکی تھی اور یہ اس اجلاس تک کے لئے pending تھی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! یہ تحریک استحقاق move ہو چکی تھی اور اس کا جواب وزیر قانون صاحب نے دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں بھی کچھ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ تشریف رکھیں۔ محترمہ لیلیٰ مقدس۔ تحریک استحقاق نمبر 48۔یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ تحریک move ہو چکی ہے اور آج بھی میری محترمہ سے بات ہوئی ہے اور ان سے request کی ہے کہ کل میں کسی بھی وقت اس متعلقہ آفیسر کو بلا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کی دادرسی ہو گی اور جو بھی ان کی grievance ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ میں دور کرواؤں گا اگر محترمہ مطمئن نہ ہوئیں تو میں پھر جناب کی خدمت میں گزارش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو پھر pending کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک محترمہ ثمینہ نوید ایڈووکیٹ کی ہے یہ بھی move ہو چکی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ وہ محترمہ جن کے خلاف میں نے تحریک استحقاق دی تھی انہوں نے وزیر تعلیم کے چیمبر میں آکر excuse کر لیا تھا لہذا میں اپنی تحریک استحقاق کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک استحقاق dispose of ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد شفیق انور صاحب کی ہے۔ یہ بھی move ہو چکی تھی اور اس اجلاس تک کے لئے اس کو pending کیا گیا تھا۔ اس تحریک استحقاق کا نمبر 50 ہے۔

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کے دوران بھی اسی تحریک استحقاق کے متعلق میں نے گزارش کی تھی اور یہ مناسب ہوگا کہ آپ اسے ابھی pending فرمالیں اور اپنے چیمبر میں میٹنگ رکھ لیں۔ میں اس کو oppose کرنے کے حوالے سے نہیں بلکہ technically بات کر رہا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ایک ایسے ادارے سے متعلق ہے جو ہماری jurisdiction میں نہیں آتا لیکن at the same time ہماری یہ خواہش ہے کہ معزز رکن کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کا بھی کوئی حل نکلنا چاہئے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنے چیمبر میں میٹنگ رکھ لیں میں بھی حاضر ہو جاؤں گا معزز رکن بھی تشریف لے آئیں لیڈر آف اپوزیشن اگر تشریف لانا چاہتے ہیں وہ بھی تشریف لے آئیں جو بھی آپ اس کا حل نکالیں گے وہ میرے لئے قابل قبول ہوگا۔ میں اس کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری استدعا ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے چیمبر میں میٹنگ بلا کر ہمیں سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! یہ تحریک الیکشن کمیشن کے بارے میں تھی جو راجہ صاحب نے کہا ہے کہ اگر اس میں کوئی ٹیکنیکل بات ہے اور جیسا کہ وہ فرمارہے ہیں کہ وہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔ پہلے تو میری گزارش ہے کہ اگر کمیٹی کو بھیج دی جائے تو بہت مہربانی ہوگی لیکن جیسا کہ وہ فرمارہے ہیں اگر کوئی آئینی مسئلہ ہے تو آپ کے چیمبر میں بھی بیٹھ کر اس پر بات کی جاسکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت تو تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے وعدہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے بات کرنے سے پہلے میں نے اسے close کر دیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے وعدہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آج take up کروں گا ابھی اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ابھی اجلاس چل رہا ہے انشاءاللہ اس کو بھی take up کریں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب تحریک التوائے کار نمبر 744---

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ on his behalf move کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں پہلے یہ ختم کر لیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 621 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس کا نمبر 821 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 821۔

گٹو شالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈجکوٹ روڈ نزد موڑ گٹو شالہ فیصل آباد پر نصب پٹرول پمپ کی انتظامیہ مالکان نے اپنے کاروبار میں اضافہ کرنے کے لئے دورویہ ڈجکوٹ روڈ جو شہر فیصل آباد کی مصروف ترین سڑک ہے، کی گرین بیلٹ جو سڑک کی تعمیر کے وقت original planning کے مطابق تعمیر ہوئی تھی کو سیاسی اثرورسوخ و مالی منفعت مقامی لوکل کونسل کے ذمہ داران سے مسمار کروادیا اور پٹرول پمپ کو دورویہ سڑک کے دونوں طرف connect کر لیا ہے۔ جس کا ممکنہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں نہ صرف ٹریفک معطل رہتی ہے بلکہ حادثات روزانہ کا معمول ہیں۔ متعدد شہری زخمی ہوئے ہیں اور دو کی اموات ہو چکی ہے لیکن حکومت اہل علاقہ کی شکایات اور حادثات کی خبروں کے باوجود اس طرف توجہ دینے سے گریزاں ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التواء کار نمبر 822 بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا غیر قانونی، غیر انسانی سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور تکلیف دہ امر یہ ہے کہ اکثر صورتوں میں غربت کا شکار انسان اپنی دنیاوی ضروریات یا بھوک و افلاس انتہائی سطح سے اوپر آنے کے لئے اپنے جسمانی اعضاء گردے فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن ہسپتالوں (نجی و سرکاری) میں ایسے مافیاز پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے اسے ایک منافع بخش کاروبار بنا رکھا ہے اور گردہ لینے transplant کروانے والے سے قیمت لاکھوں میں وصول کر کے ادائیگی ہزاروں میں کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ بھی نہیں دیتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ میرے حلقہ کے ایک رہائشی نوجوان مسمی ندیم ولد محمد منیر سکنہ مکان نمبر 648 سر سید ٹاؤن کے ساتھ پیش آیا ہے۔ جو داتا صاحب سلام کرنے کے لئے آیا ہے کہ وہاں پر اسے زبردستی اغواء کر کے میو ہسپتال میں admit کر کے اس کا گردہ نکال لیا گیا اور ایک ہفتہ داخل رکھ کر فارغ کر دیا گیا۔ ان حالات سے عوام میں اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے لیکن حکومت اس گھناؤنے غیر قانونی کاروبار کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کر رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ ایک چیز محترم وزیر صحت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ میرے پاس میو ہسپتال کی ڈسچارج سلپ ہے۔ اس میں اس بچے کو وہاں سے زبردستی اغواء کر کے 10-05-06 کو یہاں پر داخل کیا گیا اور تقریباً ایک ہفتے کے بعد اسے وہاں سے ڈسچارج کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی والدہ نے مختلف جگہوں پر درخواستیں دیں اور شکایات کیں۔ انھوں نے ایک درخواست چیف منسٹر کو بھجوائی۔ وہ درخواست روٹین میں مارک ہوتی ہوتی میو ہسپتال میں ہی چلی گئی تو جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا انھوں نے خود ہی اپنے خلاف انکوائری کی اور خود کو انھوں نے بیگناہ پایا اور اس کے اوپر انھوں نے رپورٹ کر دی کہ اس میں کوئی میرٹ نہیں پایا جاتا۔ یہ صورتحال ہے۔ اس پر ہیلتھ منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بہت سنگین الزام ہے۔ اگر اس میں درستی ہوئی تو ہم یقیناً اتنی ہی سخت کارروائی کریں گے۔ اس وقت ہسپتال کی طرف سے جواب نہیں ہے۔ اگر آپ اسے کل تک pending کر دیں تو میں کل اس کا جواب بھی دوں گا اور اگر یہ درست ہوا تو ہم اس پر انتہائی سخت کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک Monday تک pending کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 827 حاجی محمد اعجاز صاحب کی ہے۔

کنگن پور قصور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت پر انتظامیہ کی سرد مہری

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق موضع نین والی جاگیر کا رہائشی نوجوان اپنی موٹر سائیکل نمبر LXA-3779 پر علی الصبح اپنے گاؤں کنگن پور ضلع قصور جا رہا تھا کہ راستہ میں مسلح ڈاکوؤں نے اسے روکنے کی کوشش کی نہ رکنے پر انھوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہو گیا اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ مقتول پانچ بچوں کا باپ تھا مقدمہ درج ہونے کے باوجود پولیس ابھی تک ان ڈاکوؤں کا سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ پولیس کی اس ناکامی پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کے مختصر حالات اس طرح ہیں کہ مدعی محمد حنیف نے ایک درخواست بنام چار کس نامعلوم ملزمان گزاری کہ مورخہ 14-10-2006 کو وہ ہمراہ برادرز حقیقی محمد اشرف منظور احمد، نذیر احمد سکنہ دیہہ نین والی جاگیر روزہ افطاری کے بعد گاؤں کی مسجد کے پاس کھڑے تھے کہ اسی

دوران محمد یاسین نے آکر بتایا کہ وہ سانده سے بسواری موٹر سائیکل نمبریLXA-3779 یاماہا گھر کی طرف آرہا تھا کہ گاؤں کے باہر ریلوے پھاٹک کے قریب چار کس نامعلوم افراد نے اس کو روک کر موٹر سائیکل چھین لی جو یہ اطلاع پاکر چاروں یاسین کے ہمراہ کار میں بیٹھ کر ملزمان کے تعاقب میں نکلے اور راستے میں ان کی ملزمان سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ ملزمان کو للکارا جنھوں نے اپنے اسلحے سے سیدھی فائرنگ شروع کر دی۔ جس سے محمد اشرف شدید زخمی ہو کر گر پڑا۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے موٹر سائیکل پر بھاگ گئے اور مدعی کا بھائی محمد اشرف زخموں کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہو گیا۔

جناب سپیکر!اس وقوعہ کی اطلاع ملنے پر مقامی پولیس نے مقدمہ نمبر550 مورخہ 14-10-2006 کو بجرم 392/302 درج کیا۔ اس کی اب تفتیش کی جا رہی ہے اور تاحال اس میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی لیکن تفتیشی افسر سے ہمیں جو رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کے مطابق کچھ مشتبہ افراد کو انھوں نے شامل تفتیش کیا ہے لیکن فی الحال اس مقدمہ میں انھیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ ان کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ وہ جلد از جلد ملزمان کو trace کریں لیکن اس میں مشکل یہ ہے کہ ملزمان نامعلوم ہیں۔ ان کی شناخت بالکل نہیں بتائی گئی اور نہ ہی کسی کا نام پتا دیا گیا ہے۔ میں معزز رکن کو بھی اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کوئی سستی نہیں برتی جائے گی بلکہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس بھرپور طریقے سے کوشش کر رہی ہے۔ اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا تاکہ ملزمان جلد گرفتار ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 831 لالہ شکیل الرحمٰن اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔

گوجرانوالہ کوٹ لدھا میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کوٹ لدھا کے نواحی گاؤں پیرو کی کلاں کا رہائشی 30 سالہ فاروق ولد محمد اشرف عیدالفطر منانے کے لئے کویت سے اپنے گھر آیا ہوا تھا کہ رات کو ڈاکو ان کے گھر میں گھس گئے فاروق نے موبائل فون کے ذریعے اپنے سسرال کو بتانے کی کوشش کی مگر کال کٹ گئی۔ جس پر سسرالیوں نے

خود اسے فون کر دیا تو فون کی بیل کی آواز ڈاکوؤں نے سن کر اسے گولی مار دی۔ اسے سول ہسپتال گوجرانوالہ سے لاہور منتقل کر دیا گیا۔ جہاں وہ دم توڑ گیا۔ ڈاکوؤں نے مقتول کی ہمشیرہ بشریٰ بی بی کی طلائی بالیاں چھین لیں اور فرار ہو گئے۔ کوٹ لدھا پولیس نے مقدمہ کا اندراج تو کر لیا ہے مگر ابھی تک ان ڈاکوؤں کا سراغ لگانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ اسے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 833 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک التوائے کار پڑھنے سے پہلے میں ایک گزارش کروں گا کہ گوجرانوالہ کے ایک اہم مسئلے کے متعلق میں نے تحریک التوائے کار دی تھی۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں تقریباً تین سال سے وزیر اعلیٰ صاحب نے انڈر پاس کی منظوری دی ہے اور اس کا باقاعدہ طور پر افتتاح بھی کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر نہ تو عملدرآمد کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی کام ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے گوجرانوالہ کے عوام کو شدید پریشانی ہے۔ میری اس تحریک کو reject کر دیا گیا ہے۔یہاں پر منسٹر C&W موجود ہیں۔ وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے انڈر پاس کی تعمیر کا کام تین ماہ کے لئے ٹھیکے پر دیا گیا تھا لیکن تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر ابھی تک کام نہیں ہوا۔ لہذا گوجرانوالہ کے عوام کی شدید پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے گوجرانوالہ میں یہ اکلوتا انڈر پاس بن رہا ہے۔ اس کی جلد از جلد تعمیر کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور جو بھی متعلقہ ادارے ہیں ان کو اس بات کا پابند کیا جائے تاکہ گوجرانوالہ کا جو نگار پھاٹک کا انڈر پاس بروقت مکمل ہو سکے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر 833 پڑھتا ہوں۔

منوں آباد میں ویگن ڈرائیور کا قتل

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔ اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ایک مسافر ویگن گوجرانوالہ سے لاہور آرہی تھی کہ صنعتی ایریا منوں آباد، جی ٹی روڈ کے نزدیک ویگن میں سوار نامعلوم افراد نے واردات کی ناکامی پر فائرنگ کرکے ویگن ڈرائیور آفتاب احمد کو شدید زخمی کر دیا اور فرار ہو گئے جب کہ زخمی ڈرائیور کو تحصیل ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ مقتول منڈیالہ گوجرانوالہ کا رہائشی تھا۔ ویگن سوار مسافر واردات کے بعد روپوش ہو گئے اور اس واردات اور قتل کے واقعہ کے مقدمہ کا اندراج تھانہ سٹی پولیس مرید کے نے نہ کیا اس علاقہ میں بسیں اور ویگنیں لوٹنے کی وارداتیں عام ہو رہی ہیں۔ پولیس ان ڈاکوؤں اور قاتلوں کا سراغ نہ لگا سکی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو بھی Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب اس بات کو یقینی بنائیں کہ گوجرانوالہ میں انڈر پاس کی تعمیر کو جلد از جلد مکمل کروایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کو اس بارے میں وضاحت کر دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب تحریک التوائے کار آفس میں جمع ہوتی ہے تو یہ فوراً ہی ڈیپارٹمنٹ کو منتقل ہو جاتی ہے اور اس کے منسٹر کو بھی ہو جاتی ہے۔ جب یہاں پر تحریک پیش ہوتی ہے تو منسٹر کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں یہ آج اور ابھی موصول ہوئی ہے۔ میں اس پر آپ سے درخواست کروں گا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تحریک in time محکمے اور متعلقہ منسٹر کو پہنچ جائے۔ آج جو تحاریک Monday تک pending ہو رہی ہیں تو جو Monday کو آئیں گی ان کا کیا بنے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ یہ تحاریک التوائے کار جن پر میں نے گزارش کی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ 17۔ اکتوبر کو اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئیں اور 6۔ نومبر کو محکمے کو مل چکیں ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں لیکن ہوم ڈیپارٹمنٹ کا میرے پاس

ایک ایڈیشنل چارج اسمبلی بزنس کے حوالے سے ہے اس لئے ظاہری بات ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے تو میرا نوٹیفکیشن ہوتا ہے۔اس کے بعد میں اس کی بریفنگ لینا شروع کرتا ہوں۔آج صبح جب میں نے یہ سب کچھ دیکھا تو جن جن تحاریک التوائے کار کا جواب میرے پاس آیا ہوا تھا وہ میں دے رہا ہوں اور جن کا ابھی تک نہیں آیا۔ ہم نے باقاعدہ ایڈیشنل آئی جی کی ڈیوٹی لگائی ہے اور بذریعہ فیکس ہم جواب منگوا رہے ہیں لیکن جن محکموں کا ہمارے پاس پورا چارج ہے۔ مثال کے طور پر لوکل گورنمنٹ ہے۔اگر تسلی بخش جواب ہمیں مل جاتا ہے تو ہم جواب دے دیتے ہیں لیکن اگر اس میں تھوڑی سی کوتاہی ہو تو ہم دوبارہ بھیجتے ہیں کہ اس کا مکمل جواب دیا جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وزراء کی جانب سے اس سلسلے میں کوئی delay نہیں ہوتی۔ ہم نے تسلی کرنی ہوتی ہے کہ جو بیان ہم اس معزز ایوان میں دے رہے ہیں وہ ذمہ داری کے ساتھ facts and figures کے مطابق ہو اس لئے تھوڑی سی delay ہو جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیا تھا۔ یہ تحریک التوائے کار پولیس سے متعلق ہے۔ کیا پولیس محکمہ ہوم کے متعلقہ ہے۔ کیا یہ ان کی purview میں آتی ہے کیونکہ after devolution پولیس کا ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آئی جی وزارت داخلہ کے نیچے آتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ نے ایک آرڈر کیا ہے کہ The appointment of the Advisors and Special Assistants were illegal/unconstitutional اس کے بعد بڑا اچھا فیصلہ کیا اور وزراء کے چہروں پر رونق آ گئی ہے کہ ان کے جھنڈے اصلی ہیں اور جعلی جھنڈوں والے چلے گئے ہیں۔ اب پوائنٹ یہ آتا ہے کہ جب آپ نے unconstitutional کام کیا ہے اور انھوں نے جو benefits لئے ہیں، جو پیسے لئے ہیں وہ آپ نے کس سے recover کرنے ہیں۔اس پر میرا یہ پوائنٹ ہے کہ جو unconstitutional act تھا۔ جس سے Financial Rules میں کوئی غلطی ہو جائے تو آپ اس کی انکوائری بھی کرتے ہیں اور آپ اس کی ذمہ داری fix بھی کرتے ہیں اور recovery بھی کرتے ہیں۔ اب وزیر قانون صاحب یہ فرمائیں کہ جو unconstitutional کام تھا اس میں یہ کس طرح پیسے recover کریں گے۔ اسی طریقے سے آئی جی ہوم سیکرٹری کو جوابدہ نہیں ہے۔ اس نئے قانون میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کا تعلق نہیں ہے۔ راجہ صاحب زیادہ قانون جانتے ہیں۔ وہ ہر چیز کا جواب دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ پولیس سے جواب

دیر سے آیا ہے۔ یہ علیحدہ issue ہے مگر کیا اب ہوم سیکرٹری کا ہوم ڈیپارٹمنٹ کا پولیس سے کوئی تعلق ہے۔ اب تو پروموشن بورڈ میں بھی آئی جی 17 سے 18 میں پروموٹ کر دیتا ہے۔ previously Home Secretary ہوتا تھا تو He was not a member of that but he used to sit as an observer تو وہاں پر ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری بیٹھتے تھے۔ اب میری ان سے صرف یہ گزارش تھی کہ Instead of referring these matters to the Home Department, these should directly be referred to the Police. اس کے بعد میں نے یہ کہا ہے کہ ہائیکورٹ کا فیصلہ ہے کہ جو ایڈوائزر، سپیشل اسسٹنٹ illegal اور unlawful تھے۔ اس میں جو غلط پیسے دیئے گئے ہیں وہ کیسے اور کہاں سے recover کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلق فرمایا ہے تو ابھی تک اسمبلی کی ساری correspondence ہوم ڈیپارٹمنٹ کے through ہے۔ All the matters pertaining to Law and Order اس میں پولیس بھی آتی ہے، اس میں Prisons بھی آتی ہیں۔ ان میں سوال ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جاتے ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ ہی متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کو بھیجتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات انھوں نے فرمائی ہے تو یہ خود اس کمیٹی کے ممبر ہیں جو پورے صوبے کے ڈیپارٹمنٹس کا حساب کتاب لیتی ہے۔ جب ان کے پاس معاملہ آئے گا اور یہ پوائنٹ آؤٹ کریں گے تو ہم کوئی ایکشن لیں گے لیکن اس وقت تک صورتحال یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو اچھا ایکشن لیا ہے۔ اسے ان کو سراہنا چاہیئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر اس قسم کی صورتحال پیدا ہوئی تو قواعد و ضوابط کے مطابق اس پر بھی فیصلہ کیا جائے گا لیکن میں یہاں پر کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے یہ کرنا ہے جو بھی قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی ہوگی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ کر دیا ہے کہ These appointments are unconstitutional/illegal لہذا اب یہ illegal ہو گئی ہیں تو جو انھوں نے مراعات لی ہیں اور جو benefits خزانے پر بوجھ بنے ہیں اور جو جعلی جھنڈے لگا کر پھرتے رہے ہیں۔ وہ

جب ان recoverable ہیں۔because they are burden on the exchequer
کی appointments under the Financial Rules Illegal ہو گئی ہیں۔ آپ financial
rules منگوا لیں that money is to be recovered now آپ ان سے recovery کریں۔ ہم
نہیں تو کل یہاں پر move کر دیں گے کہ پیسا recover ہونا چاہئے۔ یہ خزانے پر بوجھ تھے۔ آپ وزراء
بنائیں۔ ان کو وزیر بنادیں۔ جب غیر قانونی چیز ہو جاتی ہے تو وہ رقم under the Financial Flues and
Government law recoverable ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو 27 مشیر ہائیکورٹ کے فیصلے کی روشنی میں بے روزگار ہوئے ہیں۔ ان کی ایسی کوئی خدمات نہیں ہیں کہ جن پر میں خراج تحسین پیش کروں۔ ان کا کوئی کردار نہیں تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسی طرح کوئی سولہ اور محکمے ہیں جہاں بیس سے زیادہ Consultants اور Co-ordinators لگائے گئے ہیں۔ جن کو محکموں کے سربراہ کسی اجلاس میں نہیں بلاتے ہیں۔ ان کا کوئی کردار نہیں ہے۔ وہ بھی لاکھوں کروڑوں کے حساب سے گاڑیاں، دفتر، ٹی اے، ڈی اے لے رہے ہیں۔ یہ بھی خزانے پر بوجھ ہیں۔ اس معاملے کو بھی ہمیں عدالت میں لے جاکر چیلنج کرنا پڑے گا یا راجہ بشارت صاحب اس بارے کچھ ارشاد فرمائیں گے کہ آنے والے دنوں میں وہ بیس حضرات جو مختلف سولہ محکموں میں Consultants اور Co-ordinators لگے ہوئے ہیں۔ جو انتظامی معاملات میں کہیں figure out نہیں ہوتے۔ وہ ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔ میں اس حوالے سے بھی جواب چاہوں گا اور یہ ایوان کو اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر! یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔ یہاں پر بات ہوتی ہے تو اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ جب بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا تو پھر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں جایا جاتا ہے۔ یہ باتیں سریز میں ہیں، زلزلے کا ایشو ہوا تو سپریم کورٹ میں جایا گیا۔ مری کی عمارتوں کا معاملہ ہوا تو یہاں پر غیر سنجیدہ انداز میں اس کو deal کیا گیا۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کس لئے ان لوگوں کو protect کیا جاتا ہے جو ان واقعات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ میری مختصر بات یہی ہے کہ وہ 25/20 محکموں کے جو ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں، Co-ordinators ہیں۔ وہ اس خزانے پر بوجھ ہیں۔ ان کو کب فارغ کیا جائے گا۔ اگر فارغ

نہیں کیا جائے گا تو اس کے لئے بھی ہم کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 834 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہاں پر سنجیدگی سے جواب اور سنجیدگی سے ڈیل نہیں کیا جاتا۔ نیو مری کے معاملے میں ہم یہاں بات کرتے رہے، سپریم کورٹ کے سات ججوں نے اس کو روک دیا۔ مری شہر کی یہاں بات ہوتی رہی، پچھلے اجلاس میں بھی آپ نے اس کو غیر سنجیدگی سے اور راجہ بشارت صاحب نے بھی کہا کہ میرا بھائی کل مجھے مل لے ہم بیٹھ کر کوئی حل نکال لیں گے۔ وہ معاملہ بھی سپریم کورٹ نے intervene کیا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ 16 حضرات جو خزانے پر بوجھ ہیں ان کو یہ فارغ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں، جو ٹاسک فورس کے چیئرمین اور مختلف محکموں میں Co-ordinators لگائے ہوئے ہیں۔ جناب! آپ اس کا جواب ان سے لے لیں، ان کو سارا پتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت کوئی Question Hour تو نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نام تو بتادیں۔ آپ سنجیدگی کے ساتھ 16 نام بتادیں، میں نوٹ کر لیتا ہوں اور سنجیدہ جواب دے دیتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): آپ لکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، میں لکھتا ہوں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر یہ سنجیدگی سے 16 نام گنیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کے نام اور ولدیت دوں گا۔ اگر نہ دے سکا تو میں اس سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جب یہ نام بتائیں گے تو میں جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف آپ سے رولنگ چاہ رہا تھا جو میں نے ایک legal constitutional point اٹھایا ہے۔ which is within the Rules of Procedure. اس پر آپ مجھے رولنگ دیں کہ کسی نے جو unconstitutional act کیا ہے، کیا ان سے یہ recover کریں گے؟ آپ بے شک میرے پوائنٹ آف آرڈر کو pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے راجہ صاحب سے براہ راست اس کا سوال کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دینی ہے اور انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے وہ جواب دیں گے بعد میں، میں رولنگ دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جو unconstitutional act ہے اس کو approved کر دیا ہے اور Government has done a good job کہ ان کو فارغ کیا ہے۔ اس کے بعد Government has not gone to the Apex Court for Appeal. اس کا مطلب ہے کہ وہ illegal and unconstitutional تھا۔

MR ACTING SPEAKER: Has the Supreme Court ordered for the recovery?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: No, Supreme Court has not ordered for recovery.

MR ACTING SPEAKER: If it has not ordered for recovery how can I order for that?

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا یہ پوائنٹ ہے آپ میرے پوائنٹ پر رولنگ دیں۔

MR ACTING SPEAKER: You can't take it suo moto like that. If there is a order of the Supreme Court, it's a clear cut order and in that order, it is in black and white, whatever is written. We can't go a step ahead or a step back. Whatever order has been issued by the Supreme Court that has been implemented.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ذرا میری بات تو سن لیں۔ میں نے یہاں پر اس وقت ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ کیا یہ جو لوگ سزا یافتہ ہیں یہ بن سکتے ہیں اس پر Somebody went to the court of law. جب ہائی کورٹ میں گیا تو ہائی کورٹ نے یہ decision دیا کہ یہ جو لوگ تھے Their appointments were illegal/unconstitutional اس پر گورنمنٹ نے step لیا کہ یہ اچھا ہے کہ ان کو فارغ کر رہے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: You should appreciate that whatever the Supreme Court or High Court has given orders, the Govt. has implemented.

رانا آفتاب احمد خان: میں نے appreciate کر دیا ہے۔ آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا جو step ہے That is to be seen whether the directions are there not.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب آپ کا ایکٹ غیر آئینی ہو جاتا ہے Then it is binding on the Government to recover that money وہ illegal کیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے کہ اس اقدام کو appreciate کیا جائے کہ گورنمنٹ نے یا پنجاب کے چیف ایگزیکٹو نے ان مشیروں کو فارغ کر دیا ہے۔ عدالت کا جو فیصلہ ہے اس کا retrospective effect نہیں ہوتا اس عدالت نے جس دن فیصلہ کیا ہے اس دن سے ان مشیروں اور سپیشل ایڈوائزر کو illegal قرار دیا ہے اس لئے اس فیصلے کا retrospective effect تو نہیں ہو گا، پچھلی recovery تو نہیں ہو سکتی لیکن اس کا ایک اخلاقی، سیاسی اور قانونی پہلو یہ ہے کہ یہ illegal act جو ہے اس میں جتنا سرکاری خزانے کو نقصان ہوا ہے اس کی ذمہ داری اس اتھارٹی پر ہے جس

نے یہ illegal actکیا، جس نے ان مشیروں کی illegal and unconstitutional appointments کیں۔اس کا یہ اقدام appreciate نہیں ہے کہ عدالت کا فیصلہ ہو گا اور انہوں نے اپنے اقدام کو واپس لے لیا بلکہ یہ قابل مذمت ہے اور انہیں چاہئے کہ وہ اس ایوان میں آئیں، لاء منسٹر صاحب ان کے نمائندے کے طور پر یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن وہ آ کر اس بات کی وضاحت کریں کہ انہوں نے ایک illegal and unconstitutional اقدام کیوں کیا جس کی وجہ سے قوم کو اتنا نقصان ہوا ہے۔ایک مشیر دو اڑھائی لاکھ میں پڑتا تھا اور ان کا ماہانہ خرچہ پچاس ساٹھ لاکھ روپے تھا۔اگر آپ پچھلے چار سال کا حساب لگائیں تو یہ تقریباً ارب روپے کے قریب رقم بنتی ہے۔یہ اتنا نقصان illegal اقدام کی وجہ سے ہوا ہے اس کی ذمہ داری چیف منسٹر پر ہے، وہ اس ایوان میں آئیں اور اس کی وضاحت کریں کہ انہوں نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک آرڈر جو کورٹ کی طرف سے ایشو ہوا ہے اور under the Democratic System اس پر عمل کیا گیا ہے۔یہ اس چیز کی وضاحت ہے کہ یہ جمہوریت ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گورنمنٹ کو خود اس پر suo moto ایکشن لینا چاہئے۔یہ اخلاقی فرض بنتا تھا کہ یہ resign دیتے کہ ہم سے یہ غلط کام ہوا ہے لہذا ہم اس پر معذرت خواہ ہیں۔قوم کا خزانہ damage ہوا ہے وہ ہم واپس بھی کرتے ہیں اور معذرت بھی کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس پر گورنمنٹ کا view بھی آنا چاہئے کیونکہ کوئی نہ کوئی کورٹ میں جائے گا اور ان سے حساب بھی لے گا کہ یہ چار سال کی تنخواہیں، ٹی اے ڈی اے یا قوم کا جو قیمتی سرمایہ ہے جو ان پر خرچ ہوا ہے ان سے واپس لیا جائے۔میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ یہ گورنمنٹ سے اس سلسلے میں کوئی وضاحت مانگ لیں، ان کو کوئی نوٹس جاری کر دیں کہ یہ پیسے جمع کروائیں کیونکہ وہ تو ڈبل ڈبل تنخواہیں لیتے رہے ہیں۔یہاں سے بھی وہ تنخواہیں لے رہے تھے اور وہاں سے بھی لے رہے تھے۔انہوں نے یہ democratic act نہیں کیا یہ تو کورٹ نے ان کو bound کیا ہے اور انہوں نے بدنامی سے بچنے کے لئے یہ act کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورٹس کا احترام جمہوریت میں ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جیسے رانا صاحب نے کہا کہ retrospective effect تو نہیں ہوتا اور جو فیصلہ انہوں نے کیا ہے اس پر عملدرآمد کر دیا گیا ہے اور عدلیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ عدلیہ کے فیصلے پر مروڑ تروڑ کر جو بات کرنے والے لوگ ہیں جو کنگرو کورٹس کہا کرتے تھے، جو حملے کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی بات ہے۔یہاں ریکوری کی بات ہو رہی ہے، کورٹس نے سر محل کی ریکوری کے آرڈر کئے ہوئے ہیں وہ ریکوریاں جس کے کورٹ آرڈر کر چکی ہے وہ ابھی تک ریکوریاں نہیں ہو پا رہیں۔

جناب سپیکر! اس پر اگر کورٹ کی طرف سے کوئی ریکوری والی بات آئے گی تو اس پر بھی عملدرآمد کر دیا جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جنہوں نے سپریم کورٹ پر حملے کئے انہوں نے ان کو نوازا اور ایڈوائزر لگایا، اختر رسول کس کا ایڈوائزر تھا؟ ان میں اتنی اخلاقی جرات ہونی چاہئے اور آج یہ ایوان میں بیان دیں کہ جن لوگوں کو ہم نے غلط ایڈوائزر لگایا تھا جو 27 کے قریب نااہل لوگ تھے جنہوں نے کوئی کام نہیں کیا جو خواہ مخواہ جھنڈے لگا کر گھومتے رہے، وزیراعلیٰ پنجاب یا لاء منسٹر صاحب یہاں پر اعلان کریں کہ ہم ان کے پیسے واپس کریں گے اس لئے کہ یہ خزانے کا بوجھ تھے۔ اگر کسی مہذب ملک میں کوئی وزیر یا مشیر یا جو Appointing Authority ہوتی ہے وہ ذمہ داری لے لیتی ہے کہ ہم ذمہ دار ہیں لہذا ہم مستعفی ہوتے ہیں، یہ مستعفی تو نہیں ہوں گے لیکن جیسے رانا آفتاب صاحب نے کہا کہ انہوں نے چار سال میں جو کروڑوں اربوں روپے جائز یا ناجائز طریقے سے اکٹھے کئے ہیں، جو جائز طریقے سے تنخواہ یا ٹی اے ڈی اے وغیرہ لیتے رہے ہیں، ان کو احساس ہونا چاہئے کہ وہ قومی خزانے میں ساری رقم واپس جمع کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں کافی دیر سے خاموشی کے ساتھ باتیں سن رہا تھا لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں ان کو بڑا سنجیدہ وکیل سمجھتا ہوں لیکن عباسی صاحب کی بات کی نہ تو کوئی سمجھ آتی ہے، یہ میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن میں ان سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چیف منسٹر صاحب نے اپنی دانست میں appointments کیں اور وہ معاملہ ہائی کورٹ

میں چیلنج ہوا، ہائی کورٹ نے یہ decide کیا کہ چیف منسٹر صاحب اتنے ایڈوائزر اور سپیشل اسسٹنٹس رکھ سکتے ہیں باقی نہیں رکھ سکتے، ان پر عملدرآمد کر دیا گیا اور وہ ختم ہو گیا۔ ہائی کورٹ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ اس وقت تک ان لوگوں کو جو مراعات دی گئی تھیں وہ واپس لی جائیں، جو ان پر خرچ ہوا ہے وہ بھی واپس لیا جائے۔ پورے فیصلے میں قطعی طور پر یہ بات نہیں ہے۔ میں یہاں پر چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ مثال کے طور پر ہمارے اسی معزز ایوان کے یا ممبرز قومی اسمبلی منتخب ہو کر آ جاتے ہیں ان کے خلاف الیکشن پٹیشن ہو جاتی ہے بعد میں وہ نااہل قرار دے دیئے جاتے ہیں، کسی کی ڈگری نہیں ہوتی، کسی کی qualification اور کسی کا age factor ہوتا ہے تو کیا جتنا عرصہ وہ اسمبلی میں بیٹھے رہتے ہیں تو اتنا عرصہ انہیں جیل میں کاٹنا پڑتا ہے یا اتنی تنخواہیں ان کو واپس دینا پڑتی ہیں، یہ بات نہیں ہوتی۔ اگر ایک irregularity کہیں commit ہو جاتی ہے تو عدالت کا حکم ہوتا ہے کہ اس کو درست کریں اور اس کو ہم نے درست کر دیا۔ اگر عدالت اپنے فیصلے میں یہ observe کرتی کہ ہم وہ ساری مراعات جو انہوں نے اس دوران لی ہیں وہ واپس لی جائیں تو ہم وہ واپس لیتے۔ یہ میرے بھائی بڑے اچھے وکیل ہیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ عدالت کو یہ فیصلے میں لکھنا چاہئے تھا اور عدالت نے نہیں لکھا، سپریم کورٹ میں جائیں، Inter Court Appeal میں جائیں اور وہاں سے فیصلہ لیں، ہم ہر عدالت کے فیصلے پر انشاء اللہ تعالیٰ من و عن عملدرآمد کریں گے لیکن اپنے آپ ہم یہاں بیٹھے عدالت کے فیصلوں کی interpretation شروع کر دیں، عدالت نے یہ کہا، عدالت نے illegal کر دیا اس لئے لوگوں کو پھندہ ڈالنا شروع کر دیں، یہ ساری باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات جس کا عدالت نے نوٹس لیا، فیصلہ کیا ہم نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اگر عدالت اس سے مزید ہٹ کر کوئی فیصلہ کرتی تو ہم اس کی بھی تعمیل کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں عدالت کی interpretation اپنے طور پر نہیں کرنی چاہئے بلکہ عدالت کے فیصلوں کو ان کی صحیح spirit میں دیکھنا چاہئے اور ہم نے ان کی صحیح spirit کے مطابق عملدرآمد کیا ہے۔ شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے تو کہا تھا کہ اخلاقیات ہوتی ہیں۔ اصولوں کی بات ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ ہائی کورٹ آرڈر کرتی تو ہم پیسے واپس لیتے۔ بات یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے آرڈر نہیں کیا تو پھر عدالتیں یہ کہتی ہیں کہ ایک عام شہری اور حکومت میں فرق ہوتا ہے۔ حکومت اگر illegal act کرتی ہے تو اس کے consequences بہت مختلف ہوتے ہیں، اگر نتھو خیرا کوئی غلطی کرتا

ہے تو اس کا معاملہ اور ہے لیکن جب سرکار، وزیراعلیٰ یا لاء منسٹری کو یہ پتا نہیں کہ ہم کیا کرنے آئے ہیں تو اس کے consequences اور ہوتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی بہت اخلاقیات کی بات کر رہے ہیں۔ کیا یہ on the floor of the House ان لوگوں کو اپنا آج سے قائد کہنا چھوڑ دیں جن کو عدالتوں نے convict کیا ہوا ہے۔ آج سے آصف زرداری کو اپنا قائد ماننا چھوڑ دیں۔ آپ کس اخلاقیات کی بات کرتے ہیں؟ خود convicted لوگوں کو آپ اپنا قائد بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کو اخلاقیات کے سبق دیتے پھر رہے ہیں۔ کیا وہ عدلیہ نہیں تھی، وہ سپریم کورٹ نہیں تھی، وہ الیکشن ٹریبونلز نہیں تھے، وہ احتساب کی عدالتیں نہیں تھیں اور ان عدالتوں میں آپ پیش نہیں ہوتے؟ خدا کے لئے میں کہتا ہوں کہ اتنی بات کرنی چاہئے جتنا آپ اس پر عملدرآمد کر سکتے ہیں اور جتنے آپ اصول پرست ہیں ہمیں اس کا بھی پتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اتنی ہی بات کرنی چاہئے جتنی بات کو ہم آگے نبھا سکتے ہوں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا محترم عباسی صاحب کے بارے میں بہت image تھا کہ یہ لاء گریجوایٹ ہیں، یہ law-knowing ہیں اور اچھے پریکٹشنر ہوں گے۔ یہ بہت بدقسمتی ہے کہ Hagling Theory of Law کے مطابق ان فیصلوں پر retrospective effect نہیں ہوتا۔ ان کی کم عقلی، کم فہمی ہے ان کو لاء کے بارے میں پتا نہیں ہے۔ کورٹ نے جو آرڈر کئے ہیں اس میں ان کی removal کا آرڈر ہے۔ اس کا لاء میں retrospective effect ہو ہی نہیں سکتا۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کا جو image تھا آج انہوں نے اپنا image خراب کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال اب آگے چلتے ہیں۔ اب یہ بحث ہو گئی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اب آپ اس پر کیا بات کریں گے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے قائد کے خلاف پی آئی اے ریفرنس بنا تو اس میں وہ بری ہوئے، ہمارے قائد کے خلاف پاکستان سٹیل مل کا کیس ہوا، ہائی کورٹ نے بری کیا، ایس جی ایس کا کیس بنا جہاں سے ہائی کورٹ نے سزا دی اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے سات ججوں نے انہیں باعزت بری کیا۔ آج تک آصف علی زرداری اور بے نظیر بھٹو کے خلاف کسی احتساب عدالت، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر سزا ہے تو ایک کیس میں ہے کہ وہ عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ دیکھیں You are dragging things to a different way. جو بات ہو رہی ہے Lets not drag in the political figures or political leadership آپ کیوں اپنے قائدین یا دوسروں کو اچھالنا چاہتے ہیں، رہنے دیں۔ this is no argument

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں نے یہ کہا کہ اخلاقیات یہ تقاضا کرتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: I will not allow یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ جو باتیں ہو گئی ہیں وہ ہو گئی ہیں۔ اب آخری تحریک التوائے کار محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن بے نقاب کرنے پر صحافیوں کو دھمکیاں

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مفاد عامہ اور عوامی ردعمل کے پیش نظر تحصیل ہارون آباد کے رجسٹرڈ پریس کلب سے متعلقہ مقامی و دیگر اخبارات سے تعلق رکھنے والے صحافیوں نے تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن اور اقرباء پروری کی خبریں شائع کیں جس پر تحصیل ناظم کے جذبات بھڑک اٹھے اور صحافیوں سے انتقام لینے کا منصوبہ بنایا۔ منصوبہ کے تحت ان کے مسلح کارندوں محمد آصف آرائیں عرف ڈھلا اور سرور عرف کاکا قصائی نے حاجی محمد اسماعیل عباس صدر انجمن صحافیوں کے دفتر میں آکر جہاں اور بھی صحافی حضرات دفتر میں موجود تھے کو گالی گلوچ کرتے رہے اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہوئے کہہ کر گئے کہ آئندہ اگر تحصیل ناظم اور ایم پی اے کے خلاف خبریں شائع کیں تو اس دھمکی پر عملدرآمد بھی ہو سکتا ہے۔ اس کارروائی کی اگلے روز اشاعت ہوئی تو پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا جس کی اطلاعات ڈی آئی جی بہاولپور، ڈی پی او بہاولنگر، ڈی ایس پی ہارون آباد اور ایس ایچ او تھانہ سٹی ہارون آباد کو دی گئی مگر تاحال

دونوں کارندوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور نہ ہی کوئی قانون کے مطابق کارروائی ہوئی جس پر ضلع بہاولنگر کی پوری صحافی برادری سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے اور حکومت کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کر رہی ہے اور مطالبہ کر رہی ہے کہ اگر ان غنڈہ عناصر کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی نہ کی گئی تو ہم حکومت کی تمام خبروں کا بائیکاٹ کریں گے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کی تفصیل میں جائے بغیر اور without going into the merit میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ محترمہ کا زیادہ زور اس طرف تھا کہ اب تک پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی اور کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ صحافی برادری کا جو مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں مقدمہ درج ہو چکا ہے جس کا نمبر 239/2006 ہے اور مورخہ 27-10-2006 کو یہ مقدمہ 506/34 تھانہ سٹی ہارون آباد میں درج ہو چکا ہے اس مقدمے کی تفتیش کی جارہی ہے اور مدعی فریق اور ملزمان فریق کو طلب کیا جارہا ہے، یہ نوٹسز بھی میرے پاس ہیں۔ انہیں بلایا جارہا ہے کہ وہ آئیں اور اپنے مؤقف کی تصدیق میں شہادتیں پیش کریں تاکہ مقدمے کا چالان مکمل کیا جا سکے تو انشاء اللہ جو بھی ثبوت ریکارڈ پر آئے گا اس کو سامنے رکھتے ہوئے مقدمے کو یکسو کیا جائے گا اور چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ میری محترمہ سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کا ان لوگوں کے ساتھ رابطہ ہے تو kindly آپ ان کو کہیں کہ پولیس کے ساتھ تھوڑا سا تعاون کریں تاکہ اس مقدمے کی تفتیش کو جلد مکمل کیا جا سکے۔ کیونکہ ہمارے بار بار نوٹسز دینے کے باوجود دونوں فریقین پولیس کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔ سب سے زیادہ onus of the proof مدعی پر جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جو concerned تھا کہ ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی یا پولیس کارروائی نہیں کر رہی تو اس پر میں نے گزارش کر دی ہے کہ مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ مجھے مقررہ تاریخ بتادیں کہ کس تاریخ اور کس دن وہ صحافی جن سے زیادتی ہوئی ہے، ان سے ان کے چیمبر میں آئیں اور میٹنگ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے چیمبر میں نہیں آنا بلکہ وہ متعلقہ تھانے میں جائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! متعلقہ تھانے والے اگر تعاون کرتے تو مجھے اس تحریک کو اس ہاؤس میں لانے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! پرچہ درج ہو گیا ہے اور اب وہ اپنا مدعا تھانہ میں جا کر بیان کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پرچہ درج ہوا ہے تو پھر کتنے لوگوں کا چالان ہوا ہے۔ یہ مجھے بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پرچہ درج ہو چکا ہے اور اب وہ تھانے میں نہیں جا رہے اور اپنا مدعا بیان نہیں کر رہے۔ وہ وہاں جائیں اور اگر پولیس نہ سنے تو you may come back to the Law Minister.

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہی بات تو کر رہی ہوں کہ وہ تعاون نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! انہوں نے پرچ درج کر دیا ہے اور اگر وہ نہیں سنتے تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پرچہ درج ہوا ہے تو اس کے نتیجے میں چالان تو ہونا چاہئے تھا ناں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! چالان تو اس وقت ہو گا جب تفتیش مکمل ہو گی۔ اب وہ تفتیش مکمل کروانے کے لئے ان سے تعاون کریں اور انہیں بتائیں اور پھر اس کے بعد ہی تفتیش مکمل ہو گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف سے کہہ دیں کہ اس سلسلے میں وہاں کی پولیس کو ہدایت جاری کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! لاء منسٹر صاحب وہاں کی پولیس کو ہدایت جاری کر دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ متعلقہ پولیس کو ہدایت جاری کر دیجئے۔ ٹھیک ہے جی۔ اب یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جوایوان میں متعارف کروائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006. Minister for Law/Revenue!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue, for report up to 31st December 2006.

مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006

MR ACTING SPEAKER: Next is Punjab Pension Fund Bill 2006.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Pension Fund Bill 2006.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Pension Fund Bill 2006 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance, for report up to 31st December 2006.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوتا ہے اور اب اجلاس مورخہ 06-11-17 بروز جمعۃ المبارک صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

107

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئی)

محکمہ بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا

ایوان میں پیش کیا جانا

109

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،17۔نومبر 2006

(یوم الجمع،24۔شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ
بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ
اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

سُوْرَةُ التَّوبَة آیات20تا23

جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے۔ خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں۔ اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں(20)ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت کی اور خوشنودی کی اور بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے نعمت ہائے جاودانی ہے (21)(اور وہ)ان میں ابدالآباد رہیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے ہاں بڑا صلہ (تیار) ہے(22)اے اہل ایمان!اگر

تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں (23)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1699۔

ضلعی حکومت لاہور کے مختلف ٹیکسز اور ان کا استعمال

*1699: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ضلعی حکومت کے مختلف ادارے ہر دکان سے -/50 روپے ماہانہ صفائی (Solid Waste) کے لئے -/100 روپے ماہانہ، چوکیدار -/50 روپے ماہانہ مارکیٹ کمیٹی فیس، کم از کم -/200 روپے سالانہ پروفیشنل ٹیکس اور ماہانہ تہہ بازاری فیس ہر علاقے میں مختلف شرح سے اور اس کے علاوہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی سائن بورڈ جو دکان پر لگایا جاتا ہے، اس کا ٹیکس سالانہ وصول کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اتنے بے شمار ٹیکس وصول کرنے کے باوجود صفائی، چوکیدار وغیرہ کا نہایت ناقص انتظام ہے، اس صورتحال کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی حکومت کے مختلف شعبہ جات کے ٹیکس وصول کرنے والے اہلکار ہر وقت "مک مکا" کے چکر میں رہتے ہیں اور خود پیسے وصول کر کے سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچاتے ہیں، گزشتہ ایک سال میں سالڈ ویسٹ کے ٹیکس کی مد میں کتنی رقم جمع کی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) ضلعی حکومت صفائی فیس کے نام سے جو ٹیکس وصول کر رہی ہے، وہ ہر دکان سے -/50روپے ماہانہ فیس دکان کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے، چوکیدار ٹیکس، پروفیشنل ٹیکس اور مارکیٹ وغیرہ سے محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) ان یونین کونسل (ٹاؤنوں) میں صفائی کا انتظام کافی بہتر ہے۔ جہاں سے 60 سے 70 فیصد تک کوڑا روزانہ اٹھایا جاتا ہے سٹاف کی کمی کی وجہ سے بقایا کوڑا رہ جاتا ہے جسے گاہے بگاہے سپیشل شفٹ کے ذریعے صفائی کروائی جاتی ہے اور کوڑا اٹھایا جاتا ہے، محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ نے سٹاف کی کمی پورا کرنے کے لئے حکومت سے تقریباً ساڑھے چار ہزار ورکرز مزید بھرتی کرنے کے لئے درخواست کی ہے اور مزید گاڑیاں خرید کی جا رہی ہیں۔

(ج) شعبہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا کوئی بھی اہلکار "مک مکا" کے چکر میں مبتلا نہیں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لئے سرکاری کتابیں دی گئی ہیں اس پر روزانہ انٹری کی جاتی ہے اور روزانہ کی بنیاد پر جو فیس اکٹھی ہوتی ہے وہ بنک میں جمع کروا دی جاتی ہے۔ sanitation فیس کو چیک کرنے کے لئے بھی مختلف شعبے بنائے گئے ہیں، اس وقت تک عرصہ 01-07-2002 تا 02-05-2003 اس مد میں sanitation فیس کل -/94,565,030 تمام ٹاؤنز سے وصول ہوئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز (الف) میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ لاہور ضلعی حکومت مختلف مدات میں کون کون سے ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ صرف صفائی ٹیکس ضلعی حکومتیں وصول کرتی ہے جبکہ مارکیٹ کمیٹی کا ٹیکس اور دیگر جو پروفیشنل ٹیکس تہہ بازاری کی فیس اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی جو پیسے وصول کرتی ہے اس کا ضلعی حکومت سے تعلق نہیں ہے جبکہ یہ سارے ادارے اور مارکیٹ کمیٹیاں بھی اب ضلعی حکومت ہی کے ماتحت ہیں۔ پروفیشنل ٹیکس بھی ضلعی حکومتیں ہی وصول کرتی ہیں۔ اس کے باوجود لاہور شہر ایک غلیظ ترین شہر ہے۔ یہاں پر صفائی کے حوالے سے جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے پورا ملک ڈینگی وائرس کی زد میں آیا ہوا ہے۔ ہماری ضلعی حکومتوں کی کارکردگی صفائی کے حوالے سے اتنی ناقص ہے کہ جس سے پورے ملک میں ایک وباء کی صورت میں یہ بیماری پھیل رہی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ضلعی حکومت نے یہ طے کیا تھا کہ سالڈ ویسٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے ایک مؤثر پلانٹ یہاں پر لگایا جائے گا۔ اس پلانٹ کی کیا صورتحال ہے اور اس کا کیا بنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر!اس میں گزارش یہ ہے کہ محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے ضمنی سوال کرتے کرتے بے شمار معاملات اٹھائے ہیں۔ میں سب سے پہلے یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ڈینگی وائرس گندگی کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ ایک ایسا وائرس ہے جس کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ صاف پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو ضلعی حکومت کے کھاتے میں نہ ڈالا جائے۔ اس کی وجوہات اور ہو سکتی ہیں لیکن میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال ہمیں 2003-03-15 کو موصول ہوا تھا۔ اس کا جواب ہم نے 2004-07-29 کو دیا ہے۔ سوال آنے کے بعد جو نئی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ وہ میں محترم احسان اللہ وقاص صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جہاں تک ٹیکس کا تعلق ہے تو صفائی سے متعلقہ ٹیکس ضلعی حکومت وصول کرتی ہے۔ اس کے متعلق ہم نے تسلیم کیا ہے کہ یہ صرف ضلعی حکومت وصول کرتی ہے۔ باقی ٹیکسوں کا صفائی سے تعلق نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا جز (الف) میں جواب دیا ہے۔ لاہور ضلعی حکومت نے صفائی کے لئے ایک performance based پروگرام 2006-02-01 سے شروع کیا ہے۔ میرے پاس پورا پمفلٹ موجود ہے۔ جس میں باقاعدہ جو طریق کار ہر ٹاؤن کے لئے اختیار کیا ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ یہ چونکہ کافی تفصیل کے ساتھ ہے۔ میں اس کی کاپی محترم لاہور کے ممبران کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ آپ اس کو ملاحظہ کیجئے اور اس کے بعد اگر آپ اس کی مزید بہتری کے لئے کوئی تجاویز دینا چاہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے آپ کی رائے کو مدنظر رکھا جائے گا لیکن فی الحال میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس نئے performance based system کے آنے کے بعد یہاں صفائی کی حالت بھی بہتر ہوئی ہے، collection system improve ہوا ہے اور خاص طور پر جو ہم ڈیزل کی چوری کے حوالے سے بات کرتے تھے کہ گاڑیوں کا ڈیزل چوری ہوتا ہے۔ جس کا آپ کے سوال میں بھی اشارتاً ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں بھی کمی واقع ہوئی ہے، بلکہ وہ تو بالکل ختم ہو چکا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: سالڈ ویسٹ کو ٹھکانے لگانے کے پلانٹ کے بارے میں بھی کچھ بتادیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ وہ اسی میں موجود ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ چار ہزار ورکرز مزید بھرتی کرنے کے لئے درخواست کی ہے جبکہ میری اطلاع کے مطابق سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے روح رواں طفیل صاحب ہیں۔ انھوں نے ہر یونین کونسل سے چار چار آدمی اپنے پاس منگوائے ہوئے ہیں اور سپیشل گینگ بنائے ہوئے ہیں۔ وہ سپیشل گینگ اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس سے کوئی صفائی وغیرہ نہیں ہو رہی۔ کیا وزیر موصوف یہ مہربانی فرمائیں گے کہ جو ورکرز یونین کونسل سے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ والوں نے منگوائے ہوئے ہیں۔ کیا ان کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جز (ب) specifically اس چیز سے متعلق تھا کہ انھوں نے صوبائی حکومت سے چار ہزار افراد نئے بھرتی کرنے کے لئے اجازت مانگی ہے۔ کیا حکومت نے اجازت دی ہے یا نہیں دی۔ یہ جو چار لوگ ہر یونین کونسل سے منگوائے گئے ہیں۔ میں چیک کر کے بتا سکتا ہوں کہ کیوں اور کس نے منگوائے ہیں۔ ان لوگوں کا بنیادی کام صفائی ہے اگر صفائی کے علاوہ کسی اور کام پر ان کو لگایا جاتا ہے تو ان کو واپس صفائی کے کام پر لگایا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: مجھے یہاں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میرے ذاتی علم میں ہے بلکہ میں نے خود ان سے بات کی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ آپ نے غلط کہا ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ جز (ب) چار ہزار افراد کی بھرتی کے متعلق تھا اس کا جواب ہم نے دیا ہے۔ جو آپ فرما رہے ہیں کہ چار افراد کو ہر یونین کونسل سے واپس منگوایا گیا ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ وہ چیک کر کے میں ensure کروں گا کہ جس مقصد کے لئے ان کو بھرتی کیا گیا تھا ان کو اسی کام پر لگایا جائے۔

حاجی محمد اعجاز: میں یہ بات کر رہا ہوں کہ واقعی منگوائے ہیں میری ان سے ذاتی بات بھی ہوئی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ I am not contradicting

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کی بات سے انکار نہیں کر رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس بارے میں چیک کر کے بتاؤں گا۔ اگر ایسا ہے تو ان کو واپس بھیج دیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا تھا کہ راجہ صاحب نے وزارت صحت کا چارج بھی اپنے ذمے لے لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ ڈینگی بخار گندگی کی وجہ سے نہیں ہوتا اس کا مطلب ہے کہ گندگی پورے شہر میں پھیل جانی چاہئے جبکہ ان کے سنٹرل منسٹر نصیر خان نے لاہور میں پریس کانفرنس کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ڈینگی بخار صرف اس لئے پھیلا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی ایم اے نے اپنے فرائض پورے نہیں کئے اور گندگی کی وجہ سے شہر میں جو وبائیں پھیلی ہیں اس کی وجہ سے یہ بیماری پھیلی ہے۔ آج تو ماشاء اللہ انہوں نے کہا ہے اس کا مطلب ہے کہ گندگی شہر میں پھیلنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے ایسا نہیں کہا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں میں نے گزارش یہ کی ہے کہ ڈینگی وائرس کو اس چیز سے منسلک نہ کیا جائے۔ اس کے اسباب اور ہو سکتے ہیں، ہیلتھ منسٹر صاحب آپ کو کسی وقت تفصیل کے ساتھ بتا دیں گے لیکن یہ میں نے قطعی طور پر نہیں کہا کہ یہ گندگی پھیلنی چاہئے، میں تو جواب دے رہا ہوں کہ اس کو بہتر کرنے کے لئے ہم نے اقدامات کئے ہیں جس کی میں تفصیل دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب راجہ صاحب کے مزاج کے مطابق کوئی سوال نہ کیا جائے تو پتا نہیں ان کو کیا ہو جاتا ہے پھر یہ ماشاء اللہ جوش وجذبے میں آ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو بڑے تحمل سے جواب دے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ باقاعدہ رولز ہیں کہ اگر ایک سوال کسی ڈیپارٹمنٹ کو جاتا ہے، اگر وہ سوال اس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے تو وہی ڈیپارٹمنٹ جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوال ہوگا وہ سوال اسے بھیج دے گا۔ انہوں نے اب اس میں یہ کہا ہے کہ پروفیشنل ٹیکس، ماہانہ تہہ بازاری فیس یا جتنے ٹیکسز ہیں یہ سٹی گورنمنٹ کے متعلقہ

نہیں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن کے یہ ذمے ہیں، کیا انہوں نے ان کو کہا ہے کہ ان ٹیکسز کی کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں ان کے مزاج کے مطابق جواب دے دیتا ہوں، یہ میرے بڑے قابل احترام بھائی ہیں۔ سوال کے جز (الف) کو میں پڑھتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور ضلعی حکومت کے مختلف ادارے ہر دکان سے -/50 روپے ماہانہ صفائی (Solid Waste) کے لئے -/100 روپے ماہانہ، چوکیدار -/50 روپے ماہانہ مارکیٹ کمیٹی فیس، کم از کم -/200 روپے سالانہ پروفیشنل ٹیکس ہر علاقے میں مختلف شرح سے اور اس کے علاوہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی سائن بورڈ جو دکان پر لگایا جاتا ہے اس کا ٹیکس وصول کرتا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں یہ گزارش کی ہے کہ ماسوائے صفائی کے، کیونکہ آگے پورا سوال صفائی سے متعلق ہے، اس سوال سے متعلقہ صرف -/50 روپے ماہانہ ہے۔ ہارٹیکلچر والے جو ٹیکس وصول کرتے ہیں وہ صفائی کے سوال سے متعلقہ نہیں ہیں۔ میں نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے سے بات کی ہے کہ ان ٹیکسز میں سے پچاس روپے ہمارے پاس آتے ہیں جن کو صفائی کی مد کے ساتھ link کیا جا سکتا ہے، باقی پارکس اینڈ ہارٹیکلچر والے، مارکیٹ کمیٹی والے جو ٹیکسز وصول کرتے ہیں ان کا اس سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سالڈ ویسٹ کی بات ہو رہی ہے اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گلیوں محلوں والے لوگ اپنے گھروں سے باہر کوڑا پھینک دیتے ہیں اور پورے علاقے کے لئے ایک خطرہ ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں مثلاً بہاولپور میں ایک ماڈل ٹاؤن کا علاقہ ہے وہاں پر لوگوں نے انتظامیہ کے تعاون سے یہ سسٹم بنایا ہے کہ گھروں کے باہر لوہے کے بکسے رکھے ہوئے ہیں، وہ شاپرز کے اندر سالڈ ویسٹ ڈال کر باہر رکھ دیتے ہیں اور گندگی والا اٹھا لیتا ہے اس لئے بڑے آرام سے صفائی ہو جاتی ہے۔ یہ سارا معاملہ ایجوکیشن کا ہے کہ پبلک کو educate کیا جائے۔ اگر اس پر پورے پنجاب میں پبلک ایجوکیشن ہو جائے اور اس سلسلے میں تھوڑی سی قانون سازی بھی ہو

جائے تو بڑے اچھے طریقے سے معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ لوگوں کو educate کیا جائے کہ وہ شاپرز میں اپنا کوڑا اکٹھا کریں اور اپنے گھروں سے باہر رکھ دیں، پھر باہر سے ہی سینٹری ورکر اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا حکومت اس طرح کی کسی campaign کو launch کرنے کے لئے غور کر سکتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان ساری چیزوں کا انحصار وسائل پر ہے اور خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ہمارے لاہور میں بھی دیکھیں تو ڈیفنس میں یہ طریقہ چل رہا ہے لیکن اب جو طریق کار ڈیفنس میں چل رہا ہے، اس کو as such اندرون شہر implement کرنا ذرا مشکل کام ہے۔ ہم اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے شہر کے ماحول کے مطابق اپنے سسٹم کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کو بہتر کرنے کے لئے جو بھی بہتر تجاویز آپ دیں گے ہم اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک دکاندار مختلف قسم کے کئی ٹیکسز دیتا ہے لیکن اس کو صفائی جیسی سہولت بھی میسر نہیں آتی ہے۔ چوکیدارے کا جو حال ہے یا لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس کے متعلق یہاں پر متعدد بار discussions ہو چکی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ یہاں پر ضلعی گورنمنٹ کے نظام کے حوالے سے بہت ساری چیزوں پر کسی وقت بحث اس دفعہ رکھی جائے تو یہ بہت اچھی بات ہو گی کیونکہ اس وقت شہر میں صفائی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، شہر میں ہر جگہ پر غلاظت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہمارے یونین کونسل کے ناظمین، سینٹری ورکرز کی آدھی تنخواہیں کھا جاتے ہیں۔ اب وزیر بلدیات نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے ان کے پاس پوری سمری تیار ہے وہ دیکھ لیں گے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ بہر حال ایک تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ پوری دنیا کے اندر شہروں کی یہ حالت اب نہیں رہی جو ہمارے شہر کی اس وقت حالت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ وہ سمری دیکھ لیں اس کے بعد شاید آپ مطمئن ہو جائیں۔ اب اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 1715۔

لاہور میں پارکنگ سٹینڈز اور پارکنگ فیس

*1715: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت کے منظور شدہ اور غیر منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز مافیا نے لاہور کے عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز کی تعداد تقریباً 70 کے قریب ہے، مگر بلا مبالغہ سینکڑوں پارکنگ سٹینڈز غیر قانونی طور پر موٹر سائیکل سے -/5 روپے اور کار سے -/7 روپے سے -/10 روپے فیس جبراً وصول کر رہے ہیں، جبکہ قانونی طور پر موٹر سائیکل سوار سے -/3 روپے اور کار سوار سے -/5 روپے بطور فیس وصول کئے جانے چاہئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں پینوراما سنٹر، نیلا گنبد، سٹاک ایکسچینج، ایل ڈی اے پلازہ، صادق پلازہ، پاسپورٹ آفس، نادرا کے دفاتر میں ہر دفعہ آنے جانے میں پارکنگ کے پیسے وصول کئے جاتے ہیں، جن کی آمدن مخصوص افسران تک پہنچائی جاتی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور میں بنائے ہوئے سینکڑوں غیر قانونی پارکنگ سٹینڈز جو عوام سے دگنی فیس کی جبراً وصولی کرتے ہیں، کو ختم کرنے اور سٹی گورنمنٹ کی منظور شدہ پارکنگ فیس پر عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) اس وقت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور ٹاؤنز کی زیر نگرانی پارکنگ سٹینڈز چل رہے ہیں۔ یہ درست نہ ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر کنٹرول کوئی غیر قانونی پارکنگ سٹینڈ ہے، البتہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پارکنگ سٹینڈز کے خلاف اگر شکایت موصول ہوتی ہے تو ان کے خلاف فوراً قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر کنٹرول 32 مین سڑکوں پر 52 پارکنگ سٹینڈز جائز طور پر چل رہے ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، جن سے موٹر سائیکل -/3 روپے اور کار -/5 روپے پارکنگ فیس وصول کی جارہی ہے۔

- داتا گنج بخش ٹاؤن کے زیر انتظام 23 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

- اقبال ٹاؤن کے زیر انتظام 8 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں، ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- نشتر ٹاؤن کے زیر انتظام 12 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں ان کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- راوی ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن کے زیر انتظام کوئی پارکنگ سٹینڈ نہ ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ پارکنگ سٹینڈز پر موٹر سائیکل -/3 روپے اور کار -/5 روپے فی پھیرا وصول کیا جاتا ہے۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے 15-04-2003 کے بعد سے اب تک چیک کئے گئے ناجائز پارکنگ سٹینڈز کے خلاف جو کارروائی ہے، اس کی تفصیل تتمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

حاجی محمد اعجاز: جز (ب) پڑھ دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر کنٹرول 32 مین سڑکوں پر 52 پارکنگ سٹینڈز جائز طور پر چل رہے ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، جن سے موٹر سائیکل -/3 روپے اور کار -/5 روپے پارکنگ فیس وصول کی جا رہی ہے۔

داتا گنج بخش ٹاؤن کے زیر انتظام 23 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

- داتا گنج بخش ٹاؤن کے زیر انتظام 23 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- اقبال ٹاؤن کے زیر انتظام 8 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں، ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- نشتر ٹاؤن کے زیر انتظام 12 منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز ہیں ان کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- راوی ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن کے زیر انتظام کوئی پارکنگ سٹینڈ نہ ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ تین سال پرانا سوال ہے۔ یہ up dated بتادیں کہ اس وقت کیا فیس

وصول کر رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ 03-03-15 کو یہ سوال آیا اور 04-07-29 کو ہم نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اب اس کی صورتحال یہ ہے کہ اس وقت لاہور میں جو 9 ٹاؤنز بنے ہیں اس کی تفصیل علیحدہ سے اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ پارکنگ فیس بتادیں کہ موٹر سائیکل اور کار سے کتنی فیس چارج کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس وقت جو فیس وصول کی جارہی ہے ان کے مطابق کار -/5 روپے، موٹر سائیکل -/3 روپے اور ایک روپے ٹوکن فیس لینے کے مجاز ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ کوئی ایک جگہ بتادیں جہاں پر -/5 روپے وصول کئے جارہے ہوں ہر جگہ دس روپے وصول کئے جارہے ہیں اس لئے میں نے راجہ صاحب سے کہا ہے کہ اس کو ذرا up-date کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے شالامار ٹاؤن کا لکھا ہے کہ وہاں پر کوئی پارکنگ سٹینڈ نہیں ہے۔ یہ ابھی رمضان کا مہینہ گزرا ہے اس رمضان کے مہینے میں شالامار ٹاؤن کے اندر شالامار لنک روڈ پر ٹھیکیدار نے پارکنگ کے پیسے وصول کئے ہیں عید پر پیسے وصول کئے ہیں وہ پیسے کسی کی جیب میں جارہے ہیں یہ اتنا مجھے بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح معزز بھائیوں نے کہاں ہے کہ over-charging اگر پانچ روپے طے شدہ ہیں تو اس سے ہٹ کر اگر کوئی دس روپے وصول کرتا ہے تو وہ over-charging کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسا کوئی ٹاؤن نہیں جس کا میرے پاس ریکارڈ نہ ہو ایسے سینکڑوں افراد ہیں جن کے خلاف ہم نے پرچے بھی درج کئے ہیں ان کے اہلکاروں کو گرفتار بھی کیا ہے اور ان کے خلاف ہم کارروائی بھی کر رہے ہیں اور بعض جگہوں پر ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ جہاں ٹھیکیدار اس قسم کی کارروائیوں میں ملوث ہوگا اور ہماری تادیبی کارروائی کے باوجود واپس نہیں آئے گا ان کے ٹھیکے بھی منسوخ کئے جاتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ over-charging کو ہم ensure کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نہ ہو اور جہاں -over

chargingہوتی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ پورے لاہور میں ہو رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: تو پورے لاہور میں ایکشن لیا جا رہا ہے میرے پاس ہر ٹاؤن کا علیحدہ ریکارڈ موجود ہے۔ ٹھیکیدار کے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے باقاعدہ پرچے درج کئے گئے ہیں جس کی میں آپ کو تفصیل بھی دے سکتا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو شالامار لنک روڈ پر ناجائز پارکنگ سٹینڈ تھا عید اور رمضان کے مہینے میں چونکہ وہاں بازار ہیں بے شمار لوگ شاپنگ کے لئے آتے ہیں وہاں پر دو تین ٹھیکیدار کھڑے تھے میں نے کہاں کہ کس نے ٹھیکہ لیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے ٹاؤن سے ٹھیکہ لیا ہے اور یہاں آپ نے لکھا ہے کہ شالامار ٹاؤن میں کوئی پارکنگ سٹینڈ نہیں ہے لیکن وہاں پر جو لنک روڈ پر پارکنگ سٹینڈز تھے وہ کہاں گئے اور ان کے پیسے کہاں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا بہت آسان ہوتا ہے کہ کوئی اپنے طور پر کسی کو کھڑا کر کے collection شروع کروا دے کوئی بھی ذمہ دار آدمی یہ نہیں کر سکتا۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر عید کے دنوں میں مخصوص حالات کے تحت اگر انہوں نے عارضی پارکنگ قائم کی تو باقاعدہ اس کا ٹھیکہ دیا گیا ہو گا آپ نے نشاندہی کی ہے اس کی تفصیل لے کر آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں چونکہ یہ عارضی پارکنگ کے متعلق نہیں تھا عید کے دنوں میں انہوں نے عارضی پارکنگ کی ہو گی اگر کی ہے اس میں سے کتنی آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل میں آپ کو دے سکتا ہوں؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ مجھے بتا دیں کہ پورے لاہور میں over-charging کیوں ہو رہی ہے؟ تمام معزز ممبرز اس بات کے گواہ ہیں کہ over-charging ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں بتا تو رہا ہوں کہ over-charging ہو رہی ہے اس کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ اگر کوئی over-charging کرتا ہے تو اس کو گرفتار کیا جاتا ہے اور اس کے خلاف پرچے دیئے جاتے ہیں کارروائیاں ہو رہی ہیں لیکن جہاں تک آپ نے

ایک فریش چیز پوچھی ہے کہ کوئی عارضی پارکنگ اگر عید کے دنوں میں کی گئی ہے تو اس کی تفصیل میں لے کر آپ کو بتا سکتا ہوں کیونکہ وہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب یہ ensure کروادیں کہ جو بھی ٹھیکہ ہے اس کا ریٹ کسی جگہ دکھا سکتے ہیں جہاں پر وہ ریٹ آویزاں ہو کہ یہاں پر پارکنگ فیس کا ریٹ یہ ہے اگر بورڈ نہیں ہیں تو یہ کب تک بورڈ لگوادیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! تمام پارکنگ سٹینڈز پر قانونی طور پر یہ آویزاں کیا جاتا ہے اور اگر آویزاں نہیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ وہاں پر کسی مناسب جگہ پر جو سب کے سامنے ہو وہاں آویزاں کر دیا جائے گا۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اس وقت مال روڈ کو چیک کروالیں جہاں پر پارکنگ فیس لے رہے اور فوڈ سٹریٹ چیک کروالیں آج کوئی بھی پانچ جگہ چیک کروالیں کہیں بھی بورڈ آویزاں نہیں ہوا ہے ہر جگہ دس روپے لئے جاتے ہیں لیکن عام لوگوں کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ یہاں پر جو ہم ٹیکسز دے رہے ہیں اس کا ریٹ کیا ہے۔ یہ ہاؤس کو یقین دلوادیں کہ ایک ماہ تک یہ بورڈ آویزاں ہو جائیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ایک ماہ کی بات نہیں ہے ہم آج ہی یہ ہدایات دیں گے We will ensure کہ اس کو آویزاں ہونا چاہئے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! پورے لاہور میں ہر جگہ کوئی بھی دو ممبرز جا کر چیک کر لیں ہر جگہ دس بیس روپے لئے جا رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: وہ کہہ رہے ہیں کہ اکثر جگہ پر ہے جہاں نہیں ہیں ان کو دیکھ کر آویزاں کرا دیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اکثر جگہ نہیں بلکہ یہ مجھے کوئی ایک جگہ کا بتادیں میں جا کر ابھی چیک کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو چیک کر کے بورڈ لگا دیئے جائیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ لاہور میں کسی ایک جگہ کی نشاندہی کر دیں جہاں پر بورڈ لگا ہوا ہے ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے تو فی الحال مال روڈ کا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! لاہور شہر میں کسی بھی جگہ بورڈ آویزاں دکھا دیں تو ہم ان کو مان لیتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو دعوت دیتا ہوں کہ اجلاس کے بعد میرے ایڈیشنل سیکرٹری آپ کے ساتھ کمپنی کریں گے آپ کو بورڈ لگے ہوئے بھی دکھائیں گے اور جہاں آپ نشاندہی کریں اگر وہاں نہیں ہیں تو کل ہی لگا دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس سوال کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جز (الف) میں جو کہا گیا ہے کہ شہریوں کو لوٹنے کے لئے پارکنگ سٹینڈ مافیا لاہور میں کام کر رہا ہے۔ اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ یہ ایک developed ڈیپارٹمنٹ کا ہے جس کی ہم پنجاب اسمبلی میں سزا بھگت رہے ہیں۔ ہمارے منسٹر کو ان کا جواب دینا پڑ رہا ہے یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں جگہ جگہ ایسے غیر قانونی سٹینڈز بھی ہیں اور جو قانونی اور over-charging کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہاں پر ایک اور مافیا ہے جو لفٹر کے نام پر ہے جو ٹھیکیداروں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جو نہی کوئی شریف آدمی وہاں کھڑا ہو کر کوئی چیز لینا چاہتا ہے اس کی گاڑی اٹھانے کے لئے آتے ہیں۔ ہمارے منسٹر صاحب جو فرما رہے ہیں یہ ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرتے ہیں یا ان کے کارندوں کے خلاف اس میں دو باتیں بہت اہم ہیں کہ جس عملے کی ملی بھگت سے سارا کچھ کرتے ہیں کیا کسی عملے کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہوئی ہے اور ان کے ٹھیکہ جات کی رقوم کتنی ہے جو فی ٹھیکہ ہر جگہ اور ہر سڑک کے حساب سے دیا جاتا ہے اس سے کتنا ٹیکس حاصل ہوا اس سے کتنے واجبات وصول ہوئے اور جو ٹھیکیداروں کے کارندوں کو جرمانے کی شکل میں ملتا ہے کیونکہ

ٹھیکیدار تو گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کے کارندے ہوتے ہیں جو شریف شہریوں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتے ہیں اور بدمعاشی کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ نہ صرف ان کا قلع قمع کیا جائے بلکہ ان ذمہ داران کے خلاف جن کی ملی بھگت سے یہ سارا کچھ ہوتا ہے مجھے یہ بتایا جائے کہ کتنے گورنمنٹ آفیشلز کے ساتھ یہ کارروائی ہوئی ہے کہ ان کے زیرانتظام علاقہ میں اگر ایسی غنڈہ گردی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب ہم ٹھیکہ دیتے ہیں تو پھر سرکاری اہلکار اس میں سے نکل جاتا ہے پھر اس وقت کولیکشن ٹھیکیدار کر رہا ہوتا ہے اور جب ہم ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرتے ہیں تو اسی بات پر کرتے ہیں کہ وہ over-charging کر رہا ہوتا ہے۔ ہمارا اہلکار ہی تو جا کر کارروائی کرتا ہے وہی تو ان کو پکڑتا ہے تو پکڑنے والے کے خلاف اب ہم کارروائی شروع کر دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): وہ کارروائی کرتا نہیں بلکہ کارروائی ڈالتا ہے ان کی ملی بھگت ہوتی ہے وہ اہلکاران جو ٹھیکہ دیتے ہیں اور چالان کرنے والے ہوتے ہیں ان کو بھی ٹھیکیداروں سے بھتہ ملتا ہے اس وجہ سے شریف شہریوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ اگر روزانہ کی آمدن دس ہزار روپے ہے تو پانچ سو روپے جرمانہ دینا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! پارکنگ کی بات ہو رہی ہے یہ جرمانہ کہاں سے پارکنگ میں آ گیا؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں نے عرض کیا ہے کہ جن کے over-charging چالان کئے جاتے ہیں ان کو کتنا جرمانہ ہوا ہے؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: کس چیز کے چالان کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص غیر قانونی طور پر گاڑی پارک کرتا ہے تو اس کو لفٹر اٹھا کر لے جاتا ہے اس کا پارکنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہاں سے ٹریفک پولیس گاڑی لفٹ کر کے لے کر جاتی ہے اور اس کے پیسے گورنمنٹ وصول کرتی ہے پارکنگ کے ٹھیکیدار کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ میرے ساتھ ذاتی طور پر ہوا ہے وہاں پر کوئی ٹریفک پولیس نہیں تھی وہاں صرف اور صرف ٹھیکیدار کے کارندے تھے اور وہ لفٹر لے کر آیا ہوا تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! انہوں نے غلط گاڑی پارک کی جس کے نتیجے میں انہیں بھگتنا پڑا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے ذاتی طور پر انہیں بتایا کہ میں ذاتی شکایت نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ جنرل طور پر ہے۔ ہمیں اس انتظامیہ اور اس سے متعلقہ جو اہلکاران ہیں ان کو بھی ذمہ دار ٹھہرانا چاہئے اگر ان کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے تو دیکھیں کیسے نہیں یہ رکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ایسی بات تھی تو آپ اس کی شکایت کرتے اس پر عمل ہو جاتا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ذاتی شکایت اب بھی نہیں کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے تو آپ خود ایم پی اے ہیں اور ماشاء اللہ بااثر آدمی ہیں اگر انہوں نے آپ سے ایسی حرکت کی تھی آپ فوری طور اس کا نوٹس لیتے اور اس پر عمل کراتے یہ بات یہاں کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہی بات عرض کرنے لگا ہوں کہ جس شریف آدمی سے پانچ کی بجائے دس روپے لئے جاتے ہیں تو وہ پانچ روپے کی خاطر کہیں کمپلینٹ لے کر نہیں جائے گا کہ اپنا نقصان بھی کرے اور اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! میں یہی گزارش آپ سے کر رہا ہوں کہ آپ کے نوٹس میں یہ چیزیں آئی ہیں اور آپ کی ذات سے ہوئی ہے اور اگر ہوئی ہے تو You were competent enough کہ آپ اس کے خلاف ایکشن لیتے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس وقت صرف ٹھیکیدار تھے اور ٹریفک پولیس نہیں تھی اور نہ ہی کوئی ساتھ پولیس کا آدمی تھا اور میری صرف منسٹر صاحب سے humble request ہے کہ اس عملے کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا جائے جس کے دائرہ کار میں ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آئندہ اگر کوئی ایسی بات آپ کے نوٹس میں آئے تو اس کی complaint

کریں اور اس پر عمل ہو گا کیونکہ آپ نے خود اس کو درگزر کیا ہے تو وہ اس سے بچ گیا ہے۔

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! یہ سوال اور جواب تقریباً تین سال پرانے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو وقت کا ضیاع ہے کیونکہ اس وقت تو ریٹ بھی تبدیل ہو چکے ہوں گے، ground realities بھی تبدیل ہو چکی ہوں گی تو سوال چھ ماہ پرانا ہو تو اس کو consider کرنا میرا خیال ہے کہ valid نہیں لگتا۔ آگے منسٹر صاحب بتائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ اس کے ریٹس آج کے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم تو صبح سے یہ شور کر رہے ہیں اور مسلسل اپنی بات پر یہ کہہ رہے ہیں کہ اوور چارجنگ ہوتی ہے اور جہاں پر منظور شدہ ٹھیکے نہیں ہوتے وہاں سے بھی پیسے لئے جاتے لیکن راجہ صاحب ہمیں "پھڑائی" نہیں دے رہے تھے تو اب گھر کے فرد نے اور گھر کے بھیدی چودھری صاحب نے بڑے اصرار کے ساتھ کیونکہ ان کے ساتھ خود بیتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو چاہئے تھا کہ complaint کرتے تو ایک ایم پی اے complaint کیا کرتا یا تو تحریک استحقاق لے کر آتا اور اگر تحریک استحقاق لے کر آتا تو راجہ صاحب پیچھے پڑ جاتے کہ جناب دیکھیں کہ یہ کس کس مسئلے پر ایم پی اے تحریک استحقاق لے کر آ جاتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! یہ تحریک استحقاق تو نہیں بنتی نا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گذارش یہ ہے کہ انہوں نے ابھی اس اجلاس کے بعد فرمایا ہے کہ میں ایڈیشنل سیکرٹری کو ساتھ بھیج دیتا ہوں اور وہ چیک کر لیتے ہیں کہ بورڈز آویزاں ہیں کہ نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تین افراد کی کمیٹی بنالیں جس میں دو حکومت کے اور ایک رکن ہم میں سے لے لیں اور ابھی چلے جاتے ہیں مال روڈ، اسمبلی کے باہر جتنے پارکنگ سٹینڈز بنے ہوئے ہیں تو ان کے پاس پرچیاں چھپی ہوئی ہیں اور وہ کار والے سے دس روپے لیتے ہیں اور موٹر سائیکل سوار سے پانچ روپے لیتے ہیں اور اس پرچی پر زیادہ لکھا ہوا ہے اور وہ پرچی دیتے ہیں۔ مال روڈ پر جتنے پارکنگ سٹینڈ ہیں تو یہ اتنے ہی لیتے ہیں اور اس پر راجہ صاحب کا اصرار تھا تو یہ کہیں کہ ہم

زیادہ چارج کرنے والوں کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! I assure you کہ آج ہی ہم یہ چیک کریں گے کہ اگر دس روپے وصول کئے جا رہے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ دوسرے نمبر پر بات یہ ہے کہ جہاں تک میرے معزز بھائی کا تعلق ہے تو انہوں نے پارکنگ کے حوالہ سے بات کی تو ان کی خدمت میں یہ request کرتا ہوں کہ آج ہی وہ بھی honestly ہمیں اس جگہ کی نشاندہی کر دیں جہاں انہوں نے گاڑی پارک کی تھی It was illegally parked کارروائی ہوئی ہے، جائز ہوئی ہے۔ اگر مناسب اور صحیح جگہ پر پارکنگ میں گاڑی کھڑی کی ہوئی تھی، ان کے خلاف غلط کارروائی ہوئی ہے تو اس اہلکار کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اے جی آفس کے پاس فروٹ بیچنے والے وینڈر بیٹھے ہیں اور ابھی میں وہاں جا کر ان وینڈرز کے پاس کھڑا ہی ہوا تھا اور بہت سی گاڑیاں اور موٹر سائیکل پہلے بھی کھڑی تھیں تو میں نے بھی وہاں جا کر ابھی گاڑی روکی اور میں اکیلا تھا میرے ساتھ ڈرائیور نہیں تھا۔ میں گاڑی سے اتر کر ابھی وینڈرز سے پوچھنے لگا تھا اور اس کی یہ رسید بھی میرے پاس ہے جو دو سو روپے مجھے جرمانہ ہوا لیکن بات یہ نہیں ہے اور میں ذاتی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ تو وہ ہے کہ شریفوں کی پگڑی عملے کی ملی بھگت سے اچھالی جاتی ہے۔ ہم اس عملے کو defend کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اس عملے کو بھی مورد الزام ٹھہرانا چاہئے اور اس کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی گاڑی کی پارکنگ صحیح تھی یا out of parking میں تھی؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارکنگ کی جگہ تو وہاں پر مخصوص ہی کوئی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر out of parking میں تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو ایک اچھی روایت ہے کہ ایک ایم پی اے کا انہوں نے چالان کیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر وینڈرز وہاں پر کھڑے ہیں یا بیٹھے ہیں اور غریب آدمی پھل وغیرہ بیچ کر اپنی روزی کما رہے ہیں اور۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو پھر ایک اچھی روایت ہے کہ اگر ایک بااثر آدمی نے غلط کام کیا ہے تو اس کا چالان ہوا آپ کو تو اسے سراہنا چاہئے کہ انہوں نے ایک اچھا کام کیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے بلکہ بات ان کی غنڈہ گردی کی ہے اور یہ میرے ساتھ ہی نہیں ہوا اور میرے ساتھ اس نے بدتمیزی نہیں کی لیکن میں نے دیکھا کہ وہ لفٹر بغیر پولیس والے کے آیا اور اس نے آکر گاڑی اٹھانے کی کوشش کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: عرض یہ ہے کہ برطانیہ میں آپ جاتے ہیں اور وہاں پر اگر غلط پارکنگ ہوتی ہے تو وہاں پر ٹکٹ لگ جاتا ہے اور چاہے کوئی بڑا آدمی ہو یا چھوٹا۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آج سیشن کے بعد کوئی سے دو حکومتی ممبرز مجھے دے دیں اور میں ان کے ساتھ چلا جاتا ہوں اور لاہور کے تمام پارکنگ سٹینڈز میں جا کر اپنی گاڑی پارک کروں گا اور ان سے ٹکٹ لے کر پیسے ادا کروں گا اور وہ دیکھتے رہیں کہ کتنے پیسے چارج کرتے ہیں۔ آج یہ میرے ساتھ طے کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں نے خود کہا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو بتائیں گے کہ غیر قانونی چارجنگ کرنے پر کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بہت خوبصورت رولنگ دی ہے کہ اگر ایم پی اے غلط پارک کرے گا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہئے لیکن ایک ٹاؤن ناظم میاں جاوید صاحب نے "سونو لال" کوئی ناچنے والی خاتون ہے، جس کی سالگرہ پر 8 لاکھ روپے "وارے" ہیں اور ہیرے کے سیٹ دیئے ہیں۔ میں وزیر لوکل گورنمنٹ اور وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی اس رولنگ کی روشنی میں یہ ٹاؤن ناظم میاں جاوید صاحب کے خلاف کیا

کارروائی کریں گے کہ وہ کہاں سے 8لاکھ روپے لے کرآئے ہیں اور یہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے، وہاں پر ڈانس اور مجروں کا اہتمام کیا ہے اور اس بارے میں اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ "سمن آباد سے منتخب نمائندے کی ڈیفنس کی کوٹھی میں مجرے میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت، ہزار کے نوٹ بیگ میں بھر کرلے آئے اور رات بھر جسم تھرکتے رہے اور جام چھلکتے رہے اور یہ ٹاؤن ناظم صاحب تقسیم کرتے رہے۔"

جناب سپیکر!اس میں یہ پوری تصویریں آئی ہوئی ہیں کہ وہ ناچنے والی کو گلے لگا کر کھڑے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور کوئی رولنگ ان کے بارے میں بھی دیں اور میرے بھائی حاجی اعجاز صاحب نے فرمایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سارے کے سارے ٹھیکے ٹاؤن ناظموں کے کارندوں کے پاس ہیں اور یہیں سے وہ ناجائز پیسے کماتے ہیں اور انہی سے وہ کمیشن لیتے ہیں اور یہ کمیشن کھا کر شراب اور اس طرح کی عیاشیاں کرتے ہیں۔ یہ آٹھ روپے کسی کو دینے والا نہیں ہے اور اس نے مجرے پر آٹھ لاکھ روپے "وار" دیئے ہیں تو ان کے خلاف بھی کارروائی کے لئے مہربانی کر کے کوئی ہدایت فرمائیں؟

(اس مرحلہ پر حاجی محمد اعجاز نے جناب قائم مقام سپیکر کو پارکنگ سٹینڈ فیس کی پرچی بھجوائی)

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی بات اور آپ نے جو اخبار دیکھی ہے تو یہ خبر کل بھی آئی تھی اور آج بھی آئی ہے اور سب نے دیکھی ہے لیکن آپ کی نظر سے بار بار گزر رہی ہے تو اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس خبر میں خاصے interested ہیں باقی میں نے کسی ٹاؤن ناظم کو defend نہیں کیا۔ میں نے تو ایک بات کی ہے کہ اگر کسی ایم پی اے کا چالان ہوا ہے۔ اگر غلط پارکنگ تھی تو میں نے اس کی بات کی تھی۔ میں نے کسی کو defend نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!اس میں آپ کے defend کرنے یا نہ کرنے کی بات نہیں ہے۔ راجہ صاحب وزیر قانون بھی ہیں اور وزیر بلدیات بھی ہیں اور بلدیات کے پورے محکمے جس میں ٹاؤن، ڈسٹرکٹ ناظم اور کونسلرز بھی آتے ہیں، ان کی کارکردگی کے وہ ذمہ دار ہیں اور انہیں ان کا خیال کرنا چاہئے اور اگر یہ خبر اتنی مستند طور پر شائع ہوئی ہے تو انہیں اس کا نوٹس لیتے ہوئے اس ہاؤس کو بھی آگاہ کرنا چاہئے کیونکہ بلدیات کا پورا سسٹم اس ہاؤس کے ماتحت ہے اور یہاں سے انہوں

نے بل اور باقی اختیارات لئے ہیں تو وہ اس بارے میں نوٹس لیں اور وضاحت کریں اور انکوائری کر کے بتائیں کہ کیا یہ درست ہے یا غلط ہے۔ دیکھیں آج سے کوئی تقریباً چھ ماہ پہلے بات ہوئی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ وقت گزر گیا کہ جب رشوت کے پیسے سے جیبیں بھری جاتی تھیں تو میں نے اس وقت عرض کیا تھا کہ نہیں اب وقت وہ آ گیا ہے کہ رشوت کے پیسے سے جیبیں نہیں بھری جاتیں بلکہ "بورے" بھرے جاتے ہیں تو دیکھیں یہ "بورا" بھر کے ہزار ہزار کے نوٹ وہاں پر لٹایا گیا ہے تو ان کی بطور وزیر بلدیات یہ ذمہ داری ہے کہ اس معاملے کا نوٹس لیتے ہوئے ایکٹ کے تحت ڈسپلنری کارروائی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ وزیر بلدیات کی ذمہ داری نہیں بنتی بلکہ وزیر ثقافت کی بنتی ہے۔(قہقہے)

اس کا جواب شوکت بھٹی صاحب دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر ثقافت تو اس رقاصہ کے خلاف ایکشن لیں گے لیکن اس ٹاؤن ناظم کے خلاف ایکشن لینا وزیر لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ جو ابھی میں نے آپ کو پارکنگ سٹینڈ کی پرچی دی ہے یہ گلشن راوی سٹینڈ کی پرچی ہے اور آپ ملاحظہ فرمالیں کہ اوپر دس روپے لکھا ہوا ہے اور دس روپے انہوں نے چارج کئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بارے میں تو وزیر بلدیات نے کہہ دیا ہے کہ اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اور چیک کر کے اس کے بارے میں نوٹس دیا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اصل میں بات یہ ہے کہ پارکنگ کے ٹھیکوں کے پیسے ناظموں کی جیبوں میں جا رہے ہیں اور وہاں ہیروں کے ایک نہیں بلکہ دو دو سیٹ دیئے جا رہے ہیں اخبار میں تو ایک کا لکھا ہے جبکہ انہوں نے دو سیٹ دیئے ہیں۔ جب ناجائز پیسے آئیں گے تو کسی نہ کسی غلط کام میں تو خرچ ہوں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ ہم سے ڈبل پیسے لیتے ہیں ناظمین کی جیبوں میں جاتے

ہیں۔آپ درست فرمارہے ہیں آپ کو اس وجہ سے تکلیف نہیں ہوئی کہ آپ کو اس طرح کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ہم اپنی گاڑی کے ڈبل پیسے دیتے ہیں وہ ان کی جیب میں چلے جاتے ہیں اور جاکر دو دو سیٹ ہیروں کے یہ تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وزیر بلدیات انکوائری کریں اور انہیں اس پر ایکشن لینا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ جو اس وقت لوکل گورنمنٹ کا لوکل باڈی آرڈیننس ہے اس میں باقاعدہ ایک کلاز misconduct کی ہے اور محترم راجہ صاحب اس بات کو جانتے ہیں اور اس misconduct کے زمرے میں یہ بات جس کی طرف سید احسان اللہ وقاص صاحب نے توجہ دلائی ہے وہ آتی ہے اور misconduct کے تحت on the recommendation of the Minister Local Bodies وزیراعلیٰ پنجاب یا سیکرٹری لوکل باڈی وہ بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں تو misconduct کی بنیاد پر وزیراعلیٰ کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی ٹاؤن ناظم کو یہاں تک کہ ڈسٹرکٹ ناظم کو without assigning any reasons اس کی discretionary power ہے کہ وہ اس کو suspend کر سکتا ہے اور suspension کے بعد اس misconduct میں within 90 days انکوائری ہو کر واپس ان کے پاس آئے گی اور اس کے نتیجے میں اگر وہ آدمی بے گناہ ثابت ہوا تو وہ بحال ہو جائے گا اور اگر گناہگار ثابت ہوا تو اس کو گھر بھیجا جا سکتا ہے۔یہ معاملہ بہت سنجیدہ ہے اگر یہاں پر نہ اٹھایا جاتا تو اور بات تھی لیکن جب احسان اللہ وقاص صاحب اس معاملے کو سامنے لے آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر بلدیات کو اس معاملے میں ہاؤس کو assure کروانا چاہئے وہ اس کی انکوائری کروائیں۔ ٹھیک ہے وہ پہلے suspend نہ کریں اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ misconduct ہے تو ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے اس کو تھوڑا سا مذاق میں لیا گیا اور سید احسان اللہ وقاص صاحب کی نظر سے شاید کل یہ خبر نہیں گزری تھی اور آج وہ بڑے غور سے ان حسینوں کو دیکھ رہے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج دوبارہ بھی خبر آئی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: وہ بہت غور سے پہچاننے کی کوشش کر رہے تھے۔ حاجی اعجاز صاحب نے بھی ایک سیٹ کی بجائے دو سیٹ کی بات کی ہے ان کو بھی میرے خیال میں کچھ اندرونی معاملات کا پتا ہے لیکن بہر حال ان سب کچھ کے علاوہ میں اس معزز ہاؤس کو assure کروانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ un-noticed نہیں چل رہا ہے اس کے لئے ہمارے پاس لوکل گورنمنٹ کمیشن اور انسپکشن ٹیم بھی موجود ہے بہر حال چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لایا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ this matter will not go un-noticed

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو ٹاؤن ناظم ہیں یہ جنرل مشرف صاحب کی سفارش پر کمانڈر ڈیڈ آئی کا son-in-law ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ ایکشن نہیں لے سکیں گے یہ ensure کریں کہ یہ ضرور ایکشن لیں گے کیونکہ یہ کل hash up ہو جانا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملات کو پھر خراب کرنے والی بات ہے جب ایک بات آپ کرتے ہیں اس پر بات ہوتی ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا اگر نہیں ہو سکتا تو پھر آپ کو پوائنٹ آؤٹ کرنے کی ضرورت کیا تھی آپ پوائنٹ آؤٹ نہ کرتے۔ آپ ہم پر چھوڑیں لیکن میں اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں جو میں نے پہلے کہا ہے اس کو دہرانا چاہتا ہوں کہ This will not go un-noticed

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! یہ لوکل باڈیز کی بات ہو رہی ہے تو پچھلے دنوں میرے حلقے میں ایک ناظم صاحب بجلی چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے ان کو جرمانہ ہوا اور انہوں نے 22 ہزار جرمانہ ادا کیا اخباروں میں آیا لیکن اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا وہ آج بھی ناظم ہے جبکہ قانون کہتا ہے کہ ایک پبلک نمائندہ اگر کرپٹ ہے He should not hold that office مجھے نہیں پتا کہ راجہ صاحب کو اس کا علم ہے یا نہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ ان کے خلاف move کریں ہمارے نوٹس میں

لائیں کیونکہ ہمیں تو تب ہی پتا چلے گا جب یہ پوائنٹ آؤٹ کریں گے اگر کوئی کسی moral offence میں involved ہے اس کو جرمانہ ہوا ہے آپ ہمیں بتائیں قانون کے مطابق اس کو دیکھیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: ٹھیک ہے، میں آپ کو بتادوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1808 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار ٹاؤن لاہور، ٹاؤن پلانرز کی تفصیل اور کارکردگی

*1808: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالامار ٹاؤن لاہور میں تعینات ٹاؤن پلانرز کا عرصہ تعیناتی اور ان کے ناموں کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں۔

(ب) متذکرہ ٹاؤن پلانرز نے اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران تاحال کل کتنی بلڈنگز کے نقشے پاس کئے ہیں۔

(ج) نقشہ جات کے بغیر تعمیر کی گئی کل بلڈنگز کی تعداد کیا ہے اور آیا اس ضمن میں ٹاؤن پلانرز کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، تفصیلاً آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) شالامار ٹاؤن جب معرض وجود میں آیا تو مورخہ 01-10-14 کو پہلی خاتون ٹاؤن آفیسر پی اینڈ سی مس شگفتہ سلامت کی تعیناتی عمل میں لائی گئی، بعد ازاں مورخہ 03-11-23 کو انہیں تبدیل کر دیا گیا اور ان کی جگہ محمد امین مغل کو تعینات کیا گیا۔

(ب) متذکرہ ٹاؤن پلانرز نے اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران اب تک 457 نقشہ جات پاس کئے ہیں۔

(ج) بغیر نقشہ کے تعمیر ہونے والی بلڈنگز کی تعداد تقریباً 680 ہے، ان کے خلاف قانونی کارروائی شروع کی جاچکی ہے۔ ان بلڈنگز میں خاصی تعداد ٹاؤن کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی ہے۔ اب تک ان کے خلاف 3208 چالان سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ

کی عدالت میں بجھوائے جا چکے ہیں جبکہ 106 بلڈنگز کے کیس برائے مسماری زیر کارروائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محمد امین مغل کو 23-11-2003 کو لگایا گیا تھا ان کو شالامار ٹاؤن سے کب ٹرانسفر کیا گیا اور دوبارہ کب واپس بلایا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ اس وقت بھی وہ شخص نہ صرف معطل ہے بلکہ انٹی کرپشن میں اس کے خلاف کیسز چل رہے ہیں اور اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ یہاں پر شالامار ٹاؤن میں date of posting اس طرح سے ہے کہ مس شگفتہ سلامت 14-10-01 تا 23-10-02، امین مغل 23-11-02 سے 04-07-04، ظفر مشتاق 05-07-04 سے 29-10-04، شوکت علی اظہر 01-10-04 سے 27-01-06 اور دوبارہ محمد امین مغل جس کا آپ نے سوال کیا ہے 28-01-06 سے 13-04-06 اور اس کے بعد پھر ظفر مشتاق 14-4-06 سے 23-07-06 اور اس وقت نوید اختر 24-07-06 سے وہاں پر پوسٹنگ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا تھا وہ خود ہی انہوں نے بتا دی ہے کہ محمد امین مغل کے خلاف انٹی کرپشن میں کیس چل رہا ہے۔ اس آدمی کو جب شالامار ٹاؤن میں لگایا گیا تو اس نے رشوت کی انتہا کر دی اور بہت سی بلڈنگز انہوں نے بغیر نقشے کے بنوائی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ 680 بلڈنگز لیکن میرے خیال کے مطابق کم از کم 2000 بلڈنگز بغیر نقشے کے بنی ہیں اور بغیر نقشے کے بنوانے کے بعد وہ پیسے لے کر چلا گیا اس کے خلاف اب cases چل رہے ہیں لیکن جن لوگوں کی بلڈنگز بن گئی ہیں اب ان کے خلاف مسماری کے آرڈر ہو گئے ہیں۔ ان بے چاروں کا قصور کیا ہے؟ 106 بلڈنگز کے خلاف مسماری کے آرڈر ہیں اور میرا خیال ہے کہ مسمار تو کوئی بلڈنگ کی گئی اور نہ کی جائے گی لیکن یہ صرف خزانے کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ میں ان سے دوسرا ضمنی سوال یہ کرتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے کہا کہ 3208 چالان سپیشل

جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھجوائے جا چکے ہیں ان چالانوں کا آج تک کیا بنا ہے؟
جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جو latest چالان ہیں وہ 4911 ہیں اور ان میں سے 3537 کیسز کا فیصلہ ہو چکا ہے جس میں سے 12 لاکھ 7 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے اور ابھی 1373 کیسز pending decision ہیں۔
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی۔
ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ 106 بلڈنگز کے کیسز برائے مسماری زیر کارروائی ہیں۔ اس کا جواب 29-07-2004 کو وصول ہوا تھا اس کو اڑھائی تین سال گزر گئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ عملی طور پر 106 میں سے کتنی بلڈنگز اب تک مسمار کی گئی ہیں؟
جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان 106 میں سے اس وقت تک کچھ litigations میں ہیں کچھ کے خلاف Stay Orders ہیں لیکن میں latest ان کو لے کر بتا سکتا ہوں کہ اس میں سے کتنی بلڈنگز demolish کی گئی ہیں کیونکہ اس وقت میرے پاس demolished بلڈنگز کا ریکارڈ نہیں ہے۔ شکریہ
راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی۔
راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میرا ابھی اسی قسم کا سوال کہ مری میں کتنی بلڈنگز demolish ہوئی ہیں، آگے آ رہا ہے اس کو بھی اگر اس کے ساتھ ہی پڑھ لیں کیونکہ اس سوال کا نمبر نہیں آئے گا۔ میں نے پہلے اس حوالے سے تحریک التوائے کار دی تھی براہ مہربانی آپ اجازت دے دیں سوال نمبر 2733 ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے پورے پنجاب میں پوری تحصیل مری میں وہاں پر پنجاب کے لوگوں کی آٹھ آٹھ دس دس منزلہ بلڈنگز ہیں وہ demolish ہو رہی ہیں یا نہیں یہ خواہ مخواہ کا ایک خوف ہے اگر آپ اس کو بھی ساتھ take up

کر لیں گے کہ وہاں کتنی بلڈنگز demolish کریں گے۔اس سوال نمبر 2733 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ تین بلڈنگز جبکہ وہاں جو لسٹ شائع ہوئی ہے سپریم کورٹ آف پاکستان میں تحصیل ناظم نے یقین دہانی کرائی ہے وہ 162 بلڈنگز کے متعلق ہے کہ ہم ان کو demolish کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اجازت مرحمت فرما دی ہے کہ انہوں نے اپنا سوال پڑھنا شروع کر دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی میں نے اجازت نہیں دی ابھی میں سن رہا تھا۔ جیسے میں آپ کو سن رہا ہوں۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے یہ سوال نمبر 2733 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ صرف اس کی وضاحت کریں ابھی میں نے آپ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں دی ابھی میں صرف آپ کو سن رہا ہوں کہ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو سوال گزر رہا تھا وہ لاہور کے حوالے سے تھا کہ یہاں کتنی بلڈنگز نقشے کے بغیر بنی مری شہر میں کتنی بلڈنگز پچھلے چار سال میں نقشے کے بغیر بنی ہیں۔ اس کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ پچاس کے قریب ہیں۔ یہ سوال بھی میرے سوال سے متعلقہ ہے اسے out of turn لیا جائے۔ اس پر مہربانی فرمائیں کیونکہ اس کا نمبر نہیں آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک ایک سوال پر پوائنٹ آف آرڈر کریں گے تو کسی کی بھی باری نہیں آئے گی۔ ابھی تک تین سوال بھی مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ اگر آپ چلنے دیں گے تو سب ہو جائیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس حوالے سے اخبارات نے اداریے لکھے ہیں کہ جو سپریم کورٹ نے ایکشن لیا ہے۔ کاش! یہ بات پنجاب اسمبلی میں کہی جاتی اور حکومت کی توجہ دلائی جاتی۔ میری جناب سے بہت مودبانہ گزارش ہے کہ اسے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جو سوال out of turn لینا چاہتے ہیں کیا اس کا جواب ان کے پاس ہے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جواب آیا ہوا ہے۔ یہ 2003 کا سوال ہے اور 2006 میں آپریشن چل رہا ہے۔ اس پر منسٹر صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میری تحریک التوائے کار کے جواب میں انھوں نے کہا تھا کہ سوال آیا ہوا ہے اس پر میں تفصیلاً جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان کے سوال سے پہلے کوئی دس یا بارہ سوالات ہیں۔ میں نے تو سب کے جواب دینے ہیں۔ اگر آپ ان کو out of turn لینا چاہتے ہیں تو معزز اراکین جو سارے ان کی سفارش کر رہے ہیں وہ اپنے سوالات چھوڑ دیں۔ آپ ان کو dispose of فرمادیں اور راجہ صاحب کا سوال لے لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی مفاد عامہ کا سوال ہے تو اس کے لئے رولز میں provision ہے کہ اس کے لئے یہ لکھ کر دیں اور پھر دو دن کے لئے اس پر clear cut discussion ہو سکتی ہے۔ ایک ایسا سوال جناب کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ اس پر لکھ کر دیں کہ یہ مفاد عامہ کا سوال ہے۔ اس کو coming Tuesday پر رکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح دوسروں کا حق مارا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! رول 62 ہے مگر یہ اس وقت لاگو ہوتا ہے جب question take up ہوتا ہے۔ جب تک آپ question take up نہیں کریں گے۔ اس کو نہیں کر سکتے آپ if it is of significance importance every Wednesday you can give two clear days notice and you can fix one hour for general discussion on that question, not before it is taken up ابھی تو question take up ہی نہیں ہوا۔ اس کو آپ کس طرح discussion کے لئے رکھ سکتے ہیں۔

After the question is taken up there is a provision. There are precedents that the questions have been taken out of turn

جناب سپیکر! ابھی یہ سوال take up ہی نہیں ہوا۔ یہ جب سوال take up کریں گے تو

اس کے بعد آپ اس کو notice دے سکتے ہیں۔آپ question کو out of turn take up کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے جیسے کہا ہے کہ اگر آپ اپنے باقی سوالات surrender کرتے ہیں تو these will be taken as disposed of.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: 16 سوالات dispose of ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جتنے بھی ہیں وہ dispose of ہوتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری گزارش ہے اور میں مستقبل کے لئے جناب سے رولنگ چاہوں گا۔آپ نے آج جو فیصلہ فرمایا ہے۔آئندہ اگر کوئی بھی out of turn question لیا جائے گا تو rest of the questions should be taken as disposed of

MR. ACTING SPEAKER: No. This is in this particular case and not in every case.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 2733 میں گزارش کروں گا کہ راجہ صاحب اس سوال کا جواب پڑھیں۔مجھے پتا ہے کہ وہ بوکھلائے ہوئے ہیں۔اس لئے کہ انھیں پتا ہے کہ اندر کی بات کیا ہے اور مری میں کیا ہو رہا ہے اور گزشتہ چار سالوں میں کیا ہوا ہے۔

تحصیل مری میں نقشہ کے بغیر / خلاف تعمیر عمارات کی تعداد اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*2733: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن مری نے 1999 سے آج تک کتنے نقشہ جات کی منظوری دی۔مری شہر میں نقشہ جات کی منظوری کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا رہا، کیا اس عرصہ میں کچھ عمارات منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کی گئیں اگر جواب ہاں میں ہے تو ایسی عمارات کی تفصیل اور ایسی عمارات کے مالکان کے خلاف کیا قانونی، تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی تفصیل بیان فرمائیں اگر کوئی کارروائی عمل میں

نہ لائی گئی ہو تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں کیا Local Government Ordinance 2001 کی دفعہ 141 سے منسلک شیڈول کے تحت کتنے افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 10 مرلہ سے کم جگہ کے لئے عمارت کا نقشہ منظور نہیں کیا جاتا اگر جواب ہاں میں ہو تو کیا یونین کونسل مری کی حدود میں 10 مرلہ سے کم جگہ پر تعمیر ہونے والی عمارات کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی جانب سے غیر قانونی تعمیر پر پابندی کے باوجود شہر میں تعمیرات عمل میں لائی گئی ہیں نیز گزشتہ 5 سالوں میں سال وار بلڈنگ فیس نقشہ جات کی فیس و بغیر منظوری نقشہ یا منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی میں تعمیرات کرنے والوں کے خلاف چالانوں کی تعداد و مجموعی جرمانہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) یونین کونسل مری کی حدود میں کتنی عمارات کو اب تک خطرناک قرار دیا جا چکا ہے۔ نیز انسانی جانوں کو لاحق خطرے سے نمٹنے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں، کیا ایسی خطرناک بلڈنگز کو گرایا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مری کی خوبصورتی و قدرتی حسن کو بے ہنگم و بے ترتیب تعمیرات نے بری طرح متاثر کیا ہے۔ حکومت مری کی خوبصورتی، قدرتی حسن و جمال کو preserve کرنے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں لیکن میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ میری مجبوری ہے اور محترم بھائی بھی جانتے ہیں کہ ہم نے جو تحریری طور پر جواب دیا ہے میں اسی تک اپنے آپ کو confine کروں گا۔ اس میں، میں ایک لفظ بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کر سکوں گا کیونکہ اس معاملے کو already suo moto سپریم کورٹ نے take up کیا ہوا ہے اور سپریم کورٹ ذاتی طور پر ان نقشوں کی approval کے معاملات کو بھی دیکھ رہی ہے اور جن بلڈنگز کے demolishing کے آرڈرز ہوئے ہیں ان آرڈرز کی implementations کو بھی دیکھ رہی ہے اور سپریم کورٹ نے پورے پنجاب میں جو ہمارے high raised buildings کے لئے Buildings By Laws اور Model By Laws بنانے کے لئے

کے لئے کہا ہے۔اس کی progress کی مانیٹرنگ بھی سپریم کورٹ کر رہی ہے اس لئے ہم نے یہی ریکارڈ سپریم کورٹ میں دیا ہوا ہے اس لئے اس سوال کا جواب جو تحریری طور پر گورنمنٹ نے دیا ہے۔میں معزز رکن کی تسلی کے لئے اوران کے حکم کے مطابق پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے سال 1999 سے آج تک 50 نقشہ جات کی منظوری دی ہے۔مری شہر میں نقشہ جات کی منظوری کے لئے باقاعدہ بلڈنگ بائی لاز موجود ہیں اور بائی لاز کے تحت ہی منظوری دی جاتی ہے۔تاہم چند ایک نے نقشہ کی خلاف ورزی کی ہے اوران کے خلاف قانونی وتادیبی کارروائی عمل میں لائی جاچکی ہے اور تین کے خلاف لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ 141 سے منسلک شیڈول کے تحت عمل میں لائی گئی، تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ حاجی یوسف وغیرہ اپر جھیکا گلی روڈ
2۔ ڈاکٹر صداقت، ڈاکٹر ناصر کارٹ روڈ، صداقت کلینک
3۔ کرنل (ر) ظفر چیمہ AEC اپارٹمنٹس بائی پاس روڈ

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ 10 مرلے سے کم اور زیادہ جگہ کا نقشہ بھی بائی لاز کے مطابق منظور ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ حکومت کی پابندی کے باوجود غیر قانونی تعمیرات ہوئی ہیں بلکہ پابندی اٹھنے کے بعد نقشہ منظوری کے بعد تعمیرات ہوئی ہیں، نیز گزشتہ 5 سالوں کی بلڈنگ پلان فیس بغیر منظوری نقشہ یا منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی و مجموعی جرمانہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	بلڈنگ فیس	جرمانہ	ٹوٹل
1۔	1998-1999	37,79,537/-	14,09,520/-	51,89,057/-
2۔	1999-2000	7,11,699/-	4,79,280/-	11,90,979/-
3۔	2000-2001	10,42,602/-	43,45,255/-	53,87,857/-
4۔	2001-2002	11,67,277/-	12,44,366/-	24,11,613/-
5۔	2002-2003	34,77,633/-	7,28,025/-	42,68,658/-

(د) مری شہر کی حدود میں تقریباً 50 بلڈنگ خطرناک قرار دی جاچکی ہیں۔نوٹس وغیرہ دیئے گئے ہیں انشاء اللہ جلد ہی ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہونے والی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ مری کی خوبصورتی وقدرتی حسن میں بے ترتیب تعمیرات نے متاثر کیا

ہے تاہم حکومت پنجاب مری کی خوبصورتی و قدرتی حسن و جمال کوpreserveکرنے کے لئے خصوصی اقدامات کر رہی ہے اور بے ترتیب تعمیرات کو بھی کنٹرول کیا گیا ہے، مزید ازاں محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب نے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی دفعہ 128 کے تحت ٹی ایم اے مری کو ہدایات جاری کی ہیں کہ کوئی بھی building plan منظور نہ کیا جائے لہذا اس پابندی کی موجودگی میں کوئی بھی تعمیراتی کام مری کی حدود میں نہیں ہو رہا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں 50 عمارتوں کو خطرناک قرار دیا گیا ہے اور صرف تین کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جبکہ تحصیل ناظم نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں جو جواب دیا ہے اس میں انھوں نے 162 عمارتوں کی فہرست پیش کی ہے کہ یہ عمارتیں خطرناک ہیں، by-laws کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے حوالے سے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ دوسرا کیا یہ درست ہے کہ 30۔ ستمبر 2003 کو حکومت پنجاب کی طرف سے مری میں عمارتوں کی تعمیر پر پابندی تھی۔ اس پابندی کے باوجود یہ ساری illegal کارروائیاں ہوئی ہیں۔ وہ لوگ جو اس میں involved تھے۔ by-laws کے تحت سابق نائب ناظم جو کہ building plan کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ جن کا مؤقف اب یہ ہے کہ میری مہر چوری ہو گئی تھی اور TMO نے میرے جعلی دستخط کئے ہیں۔ میں راجہ بشارت صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ لوگ جو اس ساری کارروائی میں ملوث رہے ہیں ان کے خلاف حکومت پنجاب یا ان کا محکمہ کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سارے معاملات سپریم کورٹ میں اس وقت زیر غور ہیں۔ یہ درست بات ہے کہ 162 عمارتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں سپریم کورٹ نے نوٹس وغیرہ جاری کئے ہیں اور ان کی demolishing کے لئے کہا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق اس پر عمل بھی شروع ہو چکا ہے اور اس کی باقاعدہ ایک regular report بھی ہم سپریم کورٹ میں داخل کر رہے ہیں۔ ابھی تین دن پہلے ضلعی ناظم اور ڈی سی او راولپنڈی اسی حوالے سے مری میں موجود تھے۔ وہ سپریم کورٹ کی directions کو implement کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر illegal نقشے کون پاس کرتا

رہاتو میں اس معاملہ میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ This is to be ascertained by the Supreme Court nowان کے بارے میں سپریم کورٹ کی طرف سے جو حکم جاری ہو گااس کے مطابق ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔یہاں میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا ساbiasedنہیں ہونا چاہئے۔اگر نائب ناظم غلط نقشہ پاس کرنے میں ملوث تھا تو وہاں پر سابق ناظم خود 14 منزل اپنی ذاتی عمارت تعمیر کرنے میں بھی ملوث ہے۔soایک کا نام لینااور دوسرے کا نہ لینا ہمیں یہbiasedرویہ نہیں رکھنا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ چاہے کوئی ناظم ہو یانائب ناظم جس کے خلاف بھی سپریم کورٹ ایکشنrecommend کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے آرڈر نہیں کیا۔یکم ستمبر کوایک عمارت گری،اس حوالے سے سپریم کورٹ نےSuo Motoنوٹس لیا۔وہاں تحصیل ایڈمنسٹریشن نے کہاکہ 162 عمارتیں خطرناک ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ پسند ناپسند کی بنیاد پر تحصیل ناظم نے کس اختیار کے تحت،اپنی مرضی سے 162 عمارتوں کوdangerous declareکر دیا ہے۔یہ دس دس منزلہ عمارتیں کوئی راتوں رات نہیں بنیں ہیں۔کیانیسپاک یا کسی آزادادارے سے اس بارے میں تحقیقات کروائی گئیں ہیں،اس کے بارے میں کوئیtechnical reportحاصل کی گئی ہے؟

جناب والا!یکم ستمبر کو عمارت گرتی ہے اور پانچ تاریخ کو وہ فہرست جاری کرتے ہیں کہ 162عمارتیں غیر قانونی ہیں۔میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ جوBuilding Plan Committeeکے چیئرمین تھے،جن کیmonitorکرنے کی ڈیوٹی تھی۔وہ موجودہ تحصیل ناظم کے بھائی ہیں۔اگر وہinvolveہیں،تحصیل ناظم یاTMO involveہے توان کے خلاف یہ کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔سپریم کورٹ میں کوئی معاملہpendingنہیں رہا۔انھوں نے معاملے کوdispose ofکر دیا تھاکہ آپ کارروائی کرنے کے بعد رجسٹرار کے پاس جواب داخل کریں تو میری گزارش یہ ہے کہ حکومت پنجاب ان تینوں کے خلاف کیاکارروائی کر رہی ہے۔یہ پچھلے سات سالوں میں حکومت کی طرف سے پابندی کے باوجود سب کچھ کرتے رہے ہیں،وہاں Writ of the Governmentقائم نہیں ہو سکی تو کیا یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کاارادہ رکھتے ہیں؟یہadministrativelyکارروائی کیوں نہیں کر رہے؟اس میں کیاامر مانع ہے،کیارکاوٹ

ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! کسی کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے، جو بھی سرکاری ملازم یا منتخب نمائندہ اس میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ عباسی صاحب فرمارہے ہیں کہ سپریم کورٹ میں کوئی معاملہ اس وقت pending نہیں ہے جبکہ سپریم کورٹ نے ہمیں چھ ہفتے کی مہلت دی تھی۔ چھ ہفتے کے بعد ہم نے وہاں پر رپورٹ دینی ہے اور سپریم کورٹ کی طرف سے ایکشن کے حوالے سے جو بھی احکامات ملیں گے ان پر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر رائے اعجاز احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں کوئی معاملہ pending نہیں ہے۔ انھوں نے معاملے کو اس حکم کے ساتھ dispose of کر دیا تھا کہ اس کی رپورٹ رجسٹرار کے پاس جمع کروائی جائے۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں نے اس سوال کے حوالے سے رول 62 کے تحت نوٹس دیا ہوا ہے کہ اگلے ہفتے اسے عام بحث کے لئے رکھ لیا جائے۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب چیئرمین! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

1999 تا 2002 محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں قواعد و ضوابط کے برخلاف بھرتیاں

*1994: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں

گے کہ:

(الف) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں اکتوبر 1999 سے ستمبر 2002 تک کتنی ایسی بھرتیاں کی گئیں جن میں قواعد وضوابط کا خیال نہیں رکھا گیا؟

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بیان فرمائیں جن میں تعلیمی معیار کو بھی نظر انداز کیا گیا، یہ بھرتیاں کس اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں، تمام بھرتی شدہ اہلکاروں کے نام اور عہدہ سے مطلع فرمایا جائے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنے لوئر گریڈ کے افسران بڑے گریڈ (Higher Grade) پر تعینات رہے اور کس اتھارٹی کے حکم پر یہ تعینات رکھے گئے یا کیسے کئے گئے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) اکتوبر 1999 سے ستمبر 2002 تک ایڈمنسٹریشن، انجینئرنگ اور ہیلتھ فنکشنل یونٹس لوکل کونسلز سروس میں کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) اس قسم کی کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران ایڈمنسٹریشن، انجینئرنگ اور ہیلتھ فنکشنل یونٹس لوکل کونسلز سروس کے افسران جو بڑے گریڈ کی پوسٹوں پر تعینات رہے ان کی لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پاکپتن میں پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کی تفصیل

*2194: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ صاف پانی صوبہ کے تمام اضلاع و شہریوں کو مہیا کرے۔ صاف پانی کے منصوبوں میں سے ضلع پاکپتن کو کیوں نکالا گیا ہے؟

(ب) تحصیل پاکپتن خصوصاً حلقہ پی پی۔228 کا زیر زمین پانی بھی پینے کے قابل نہ ہے۔ اس کی ٹیسٹنگ اور صاف پانی کی فراہمی کے لئے فوری کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ پاکپتن

شہر میں بھی صاف پانی میسر نہ ہے۔ پائپ ناقص اور پھٹ چکے ہیں اس کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ج) دیہاتوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے حلقہ پی پی۔228 کے لئے کتنے فنڈز کن کن منصوبوں کے لئے رکھے گئے ہیں، ان کی تفصیل یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کیا ہے؟

(د) پاکپتن شہر میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کن کن منصوبوں پر کتنی رقم صرف کی گئی ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ آئندہ بجٹ میں کون کون سے کہاں کہاں منصوبے رکھے جا رہے ہیں، ان کی مالیت کیا ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) وزیر ہاؤسنگ و اربن ڈویلپمنٹ کے متعلقہ ہے۔ تاہم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن بھی سفارش کرتی ہے کہ صاف پانی کے منصوبوں میں ضلع پاکپتن کو شامل کیا جائے۔

(ب) پی پی۔228 کے حلقہ میں زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے۔ اکثر چکوک میں صاف پانی کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے اور پرانے واٹر سپلائی پائپ جن کی مدت پوری ہو چکی ہے ان کی جگہ نئے واٹر سپلائی پائپ لگانے کی ضرورت ہے اور TMA پاکپتن شریف کی طرف سے سفارش کی جاتی ہے کہ ایشیئن ڈویلپمنٹ کی وساطت سے 26 اضلاع میں واٹر سپلائی کا کام جاری ہے، ان میں ضلع پاکپتن شریف کو بھی شامل کیا جائے تاکہ پاکپتن شریف کے عوام مختلف اقسام کی بیماریوں جن میں ہیپاٹائٹس، ملیریا، ہیچش اور Water born Disease سے نجات مل سکے۔ کیونکہ یہ علاقہ پسماندہ ہے گزشتہ ادوار میں ضلع پاکپتن کے حلقہ پی پی۔228 اور دیگر علاقوں کو سختی سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اپنے فنڈز نائب ناظمین / ممبر تحصیل کونسل کے لئے ترتیب دیتے ہیں، انہوں نے صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی منصوبہ نہ دیا ہے، کیونکہ ان کے حصے میں تقریباً 5 لاکھ روپے گرانٹ آتی ہے، جس سے 20/25 لاکھ روپے سے مکمل ہونے والی سکیم مکمل نہ کی جا سکتی ہے اس لئے ممبران فنڈز کی کمی کی وجہ سے چھوٹے منصوبوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(د) جولائی 2001 سے لے کر اب تک صاف پانی کی فراہمی کا جامعہ منصوبہ نہ بنا ہے۔اب گورنمنٹ کی گرانٹ سے کچی آبادی پیر کرماں اور کچی آبادی کارخانہ حاجی خورشید پاکپتن میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے نئے 446 ٹیوب ویل و پائپ لائنیں بچھائی جائیں گی جن پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔

ٹی ایم اے فیصل آباد پانی چھڑکاؤ والی گاڑیوں اور اخراجات کی تفصیل

*2246: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد کے پاس پانی چھڑکاؤ والی کتنی گاڑیاں ہیں اور کتنا تیل ان گاڑیوں میں ماہانہ خرچ ہوتا ہے؟

(ب) ان میں سے کتنی گاڑیاں صحیح اور کتنی خراب حالت میں ہیں اور ان کی مرمت کے لئے ماہانہ کتنا خرچ کیا جاتا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد (سٹی) کے پاس اس وقت چھڑکاؤ کے لئے کل پانچ عدد گاڑیاں ہیں۔ جن پر خرچ ہونے والے تیل کی ماہانہ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال 2002	واٹر گاڑی نمبر 101121	واٹر گاڑی نمبر 101280	واٹر گاڑی نمبر 17585	واٹر گاڑی نمبر 2251	واٹر گاڑی نمبر 2252	ماہانہ میزان
جولائی	825 لیٹر	741 لیٹر	950 لیٹر	1005 لیٹر	1180 لیٹر	4701 لیٹر
اگست	970 لیٹر	775 لیٹر	850 لیٹر	970 لیٹر	1365 لیٹر	4930 لیٹر
ستمبر	640 لیٹر	858 لیٹر	825 لیٹر	805 لیٹر	990 لیٹر	3845 لیٹر
اکتوبر	855 لیٹر	725 لیٹر	925 لیٹر	935 لیٹر	1145 لیٹر	4585 لیٹر
نومبر	750 لیٹر	670 لیٹر	815 لیٹر	880 لیٹر	1045 لیٹر	4160 لیٹر
دسمبر	845 لیٹر	960 لیٹر	1125 لیٹر	1140 لیٹر	1175 لیٹر	5245 لیٹر
جنوری 2003	600 لیٹر	600 لیٹر	750 لیٹر	750 لیٹر	925 لیٹر	3625 لیٹر
فروری	485 لیٹر	525 لیٹر	620 لیٹر	620 لیٹر	620 لیٹر	2870 لیٹر
مارچ	880 لیٹر	940 لیٹر	1090 لیٹر	1090 لیٹر	1140 لیٹر	5140 لیٹر
اپریل	1030 لیٹر	990 لیٹر	1340 لیٹر	1365 لیٹر	1400 لیٹر	6125 لیٹر
مئی	1090 لیٹر	1090 لیٹر	1410 لیٹر	1563 لیٹر	1700 لیٹر	6853 لیٹر
میزان	8970 لیٹر	8601 لیٹر	10700 لیٹر	11123 لیٹر	12685 لیٹر	52079 لیٹر

(ب) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد (سٹی) کی چھڑکاؤ والی تمام گاڑیاں درست حالت میں ہیں۔ مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	گاڑی رجسٹریشن نمبر	اخراجات مرمت 01-07-02تا30-06-03	ماہانہ اخراجات	قابل مرمت
1-	No.101121	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں
2-	No.101280	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں
3-	No.17485	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں
4-	No.2252	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں
5-	No.2251	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں

موضع بھٹی کے، تحصیل وزیرآباد میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*2451: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھٹی کے وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں تقریباً دس ہزار افراد پر مشتمل آبادی ہے، کی گلیاں اور نالیاں ٹوٹی پھوٹی ہیں۔ سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے گندے پانی کے نکاس کا مناسب انتظام نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سٹریٹ لائٹ کا انتظام بھی نہیں ہے، جس کی وجہ سے اکثر چوری کا خطرہ رہتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستی میں گلیاں، نالیاں اور سیوریج سسٹم تعمیر کرنے اور سٹریٹ لائٹ کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہ ہے کہ بھٹی کے گاؤں کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ بمطابق ریکارڈ مردم شماری 1998 موضع بھٹی کے کی آبادی 3774 افراد پر مشتمل ہے۔ اس موضع میں چند ایک گلیاں قابل مرمت ہیں، بھٹی کے گاؤں میں دیہاتی ایریا ہونے کی وجہ سے سیوریج سسٹم موجود نہ ہے۔ دیہی علاقوں میں سٹریٹ لائٹ مہیا نہ کی گئی ہے موضع ہذا میں شہری سہولیات میسر نہیں ہیں؟

(ب) موضع ہذا میں رورل ڈرینج سکیم کے تحت سال 2000-1998 میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی وساطت سے مبلغ 22 لاکھ روپے خرچ کئے۔ رورل ڈرینج سکیم بھٹی کے دو موضعات پر مشتمل ہے، دوسرے گاؤں ٹھٹھہ فقیر اللہ میں اسی سکیم کے تحت اب بھی

کام جاری ہے۔ علاوہ ازیں یونین کونسل بھٹی کے نے اپنے وسائل سے درج ذیل دو سکیمیں مکمل کی ہیں۔

نام سکیم	تخمینہ لاگت
i) تعمیر گلیاں، نالیاں بھٹی کے	70ہزار روپے
ii) تعمیر گلیاں، نالیاں مسجد بلال بھٹی کے	27ہزار روپے

جونہی اضافی فنڈز میسر ہوئے تو موضع ہذا میں مذکورہ سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔

یونین کونسل بھٹی کے، تحصیل وزیرآباد ترقیاتی فنڈز اور منصوبہ جات کی تفصیل

*2452: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

یونین کونسل بھٹی کے، تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو سال 2002-03 کے دوران کل کتنے ترقیاتی فنڈز دیئے گئے۔ یہ فنڈز کس کس ترقیاتی منصوبہ پر خرچ ہوئے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

یونین کونسل بھٹی کے، تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو سال 2002-03 کے دوران بذریعہ ضلعی "حکومت گوجرانوالہ مبلغ 7,84,190 روپے کی گرانٹ موصول ہوئی۔ ان میں سے ترقیاتی منصوبہ جات پر مبلغ 6,16,302روپے خرچ کئے گئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	تکمیل منصوبہ
1۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع بھٹی کے	70000/-روپے	69867/-روپے
2۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع ٹھٹھہ فقیر اللہ شرقی	90000/-روپے	89518/-روپے
3۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع ٹھٹھہ فقیر اللہ غربی	90000/-روپے	88793/-روپے
4۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع ڈھونیکی	90000/-روپے	88886/-روپے
5۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع وڈالہ چیمہ	90000/-روپے	41040/-روپے
6۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع علی نگر بشمولہ وڈالہ چیمہ	60000/-روپے	69268/-روپے
7۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع پھالوکی	60000/-روپے	60000/-روپے
8۔	تعمیر گلیاں نالیاں، موضع قبرستان روڈ ٹھٹھہ فقیر اللہ	83200/-روپے	83200/-روپے
9۔	تعمیر گلیاں نالیاں موضع بھٹی کے (مسجد بلال والی گلی)	27000/-روپے	27000/-روپے

10۔	تعمیر نالی موضع علی نگر بشمولہ وڈالہ چیمہ	8730/- روپے	8730/- روپے
		668930/- روپے	626302/- روپے

سیالکوٹ شہر کے بازاروں کی کشادگی اور متبادل جگہ کا مسئلہ

*2500: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ شہر میں تحصیل بازار، مین بازار اور اس کے ملحقہ خرید و فروخت کے مراکز انتہائی تنگ ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا مشترکہ بازار ہونے کے باعث رش اور ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے بازار کی تنگی کافی پریشانی کا سبب بنتی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بازاروں کو کھلا کرنے یا مارکیٹوں کے لئے کوئی متبادل جگہ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ سیالکوٹ شہر میں تحصیل بازار، مین بازار اور اس سے ملحقہ خرید و فروخت کے مراکز انتہائی تنگ ہیں، سیالکوٹ شہر کے قدیم ترین رہائشی و تجارتی علاقے ہیں، یہاں مارکیٹیں پرائیویٹ طور پر قائم شدہ ہیں، واقعی ان علاقوں میں بعض اوقات بہت زیادہ رش ہو جاتا ہے، تاہم مفاد عامہ کے پیش نظر ان علاقوں میں دن کے وقت بھاری ٹریفک جو کہ ٹریفک جام ہونے کا سبب بن سکتی ہے کا داخلہ ممنوع ہے اور اس سلسلہ میں ضلعی پولیس کی طرف سے باقاعدہ بندوبست کیا گیا ہے، پھر بھی معزز رکن اسمبلی کا مؤقف درست ہے کہ ان بازاروں کی تنگی کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جہاں تک عارضی تجاوزات کو ہٹانے کا تعلق ہے، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کا عملہ بڑی مستعدی سے ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔

(ب) سردست تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ ان بازاروں کو کھلا کرنے یا مارکیٹوں کے لئے کوئی متبادل جگہ مہیا کرنے کا کوئی منصوبہ نہ رکھتی ہے اور نہ ہی اس کے دائرہ اختیار میں ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان بازاروں میں زیادہ تر کام مختلف النوع کی تجارت

سے متعلقہ ہے، کسی ایک خاص چیز کی تجارت نہ ہوتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ نے شہر سے باہر غلہ منڈی بنائی ہے، مختلف اقسام، کپڑا، پنساری، کاسمیٹکس، جنرل سٹور، جیولری وغیرہ کے کاروبار کے لئے کوئی علیحدہ شہر سے باہر مارکیٹیں نہ ہیں، لہذا یہ کاروبار اندرون شہر ہی ہو رہے ہیں۔

رحمان پورہ لاہور سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور سیوریج کا مسئلہ

*2503: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحمان پورہ لاہور کی مین روڈ اور سلطان احمد روڈ پر ہر وقت گٹروں کا گندا پانی کھڑا رہتا ہے، جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رحمان پورہ (اے) بلاک کی تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں؟

(ج) کیا حکومت ان کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) رحمان پورہ اور سلطان احمد روڈ پر سیوریج سسٹم تسلی بخش طور پر چل رہا ہے۔ تاہم اس جگہ بارش کے پانی کی نکاسی کا مسئلہ ہے۔ اس مقصد کے لئے 7 لاکھ روپے کی مالیت سے ایک سکیم زیر عمل ہے۔ 80 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ توقع ہے کہ باقی ماندہ کام دو ہفتوں میں مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) اے بلاک کی سڑکوں کو درست کرنے کے لئے یونین کونسل کی طرف سے اور ٹاؤن کی طرف سے کوشش جاری ہے۔ جونہی فنڈز مہیا ہوئے تو ان سڑکوں پر کام کروا دیا جائے گا۔

سٹی گورنمنٹ لاہور کے فوڈ انسپکٹرز کی تعداد، نام اور دیگر تفاصیل

*2533: محترمہ عابدہ جاوید: کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سٹی گورنمنٹ لاہور میں تعینات فوڈ انسپکٹروں کی تعداد، نام، مقام، تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی جگہ پر تعینات انسپکٹروں کے نام، ان کی ٹرانسفر نہ ہونے کی وجہ سفارش، رشوت یا قابلیت تفصیل فراہم کریں۔ نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں اس وقت ایک ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر فوڈ، 6 چیف فوڈ انسپکٹرز اور 5 فوڈ انسپکٹرز تعینات ہیں۔ چیف فوڈ انسپکٹر بھی بطور فوڈ انسپکٹر کام کرتے ہیں، سینئر ہونے کی بناء پر انہیں چیف فوڈ انسپکٹر بنایا گیا ہے، ہر تین سے چھ ماہ کے بعد ان کو ایک ٹاؤن سے دوسرے ٹاؤن میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ سفارش کی بناء پر کوئی تعیناتی اور تبدیلی نہیں ہوتی۔

سٹی گورنمنٹ لاہور میں ورک چارج ملازمین کی بھرتی و دیگر تفاصیل

*2534: محترمہ عابدہ جاوید: کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے سال 2003 تک جو ورک چارج ملازمین محکمہ ہذا میں بھرتی کئے ان کی تفصیل اور جو اخراجات ماہانہ ہوئے ان کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ب) کیا جب ورک چارج بھرتی ہوئے تو بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی۔ اگر پابندی ختم ہو چکی تھی تو تاریخ اور نوٹیفکیشن نمبر، اتھارٹی کا نام، تاریخ، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) جس اخبار میں اشتہار ہوا، اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں۔ نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے سال معرض وجود میں آنے کے بعد 14-08-01 سے 2003 تک جو ورک چارج ملازمین بھرتی کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ محکمہ ریونیو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے شعبہ (سالڈ ویسٹ مینجمنٹ) نے 15-اگست 2001تا2003 جو نئے ورک چارج ملازمین بھرتی کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

عرصہ تعیناتی	تعداد ورک چارج ملازمین	ماہانہ اخراجات
15-08-01تا26-12-03	275	7,28,750/-
2002	582	19,45,375
24-06-03	193	7,41,250/-
ٹوٹل	1050	34,15,375/-

2۔ محکمہ صحت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے آئی ڈی ہسپتال میں مستقل خالی اسامیوں کے محاذ سینٹری ورکروں کو بطور ورک چارج ملازم بھرتی کیا گیا اور اب تک رکھے گئے 10 سینٹری ورکروں کو رولز کے مطابق 150 روپے یومیہ کے حساب سے تنخواہ کی ادائیگی کی جارہی ہے۔

3۔ محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے شعبہ الیکٹریکل اینڈ مکینیکل میں سال 2001تا2003 دورانیہ میں 3عدد ورک چارج الیکٹریشن 2عدد ہیلپر الیکٹریشن ایک عدد میٹر ریڈر ایک عدد لائیٹ چیکر اور دو عدد وائر لیس آپریٹر بھرتی کئے گئے۔ ان ملازمین کی تنخواہوں کے ماہانہ اخراجات مبلغ -/61,800 روپے ہیں یہ تمام ملازمین منظور شدہ اسامیوں کے محاذ بھرتی کئے گئے نیز شعبہ فائر بریگیڈ میں 65 عدد فائرمین اور 9 عدد ڈرائیور ورک چارج رکھے گئے ہیں، جن کے ماہانہ اخراجات مبلغ -/4,50,000 روپے ہیں۔

4۔ محکمہ فنانس اینڈ پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور مورخہ 15-08-2001 کو حکومت کے نئے سیٹ اپ کے تحت وجود میں آیا۔ سابقا ایم سی ایل کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے گیارہ کمپیوٹر آپریٹر (ڈیلی ویجز) اس محکمہ میں ٹرانسفر کئے گئے۔ ان کمپیوٹر آپریٹرز کی منظوری لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ لاہور کی چٹھی نمبر SOII(LG)5-19/98 کے تحت کی گئی نیز ستمبر 2001 تا جون 2003 ان کمپیوٹر آپریٹرز پر 14,33,850 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) حکومت نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو مختلف چٹھیوں (جن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) کے تحت درج ذیل ورک چارج ملازمین رکھنے کی اجازت دی

ہوئی ہے۔

(ج) ورک چارج ملازمین کی بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دینے کا کوئی مجوزہ قانون نہ ہے۔ بمطابق رپورٹ متعلقہ شعبہ جات ورک چارج ملازمین کی بھرتی حسب ضابطہ وضرورت 89دن کے لئے کی جاتی ہے۔

ضلع اوکاڑہ سال 03-2002 کے دوران سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی تفصیل

*2547: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے بجٹ برائے سال 03-2002 کی بہت زیادہ رقم (فنڈز) بغیر استعمال کئے (Lapse) ضائع ہو گئی، کل بجٹ کتنا تھا؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کون کون سے منصوبے پایۂ تکمیل تک پہنچے، کتنی نئی سڑکیں بنیں۔ کتنی سڑکوں کی مرمت کی گئی، نام مع تخمینہ مفصل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بصیر پور تا محمد نگر سڑک کا ابتدائی حصہ کئی سالوں سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کیا صرف اس سڑک کی مرمت کے لئے فنڈز نہ ہیں یا یہ سیاسی انتقام کا نشانہ بنی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، مذکورہ سڑک کا ابتدائی چار کلومیٹر حصہ مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع اوکاڑہ کے بجٹ مالی سال 03-2002 میں مختص کردہ رقم مبلغ 121.244/- ملین روپے میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوئی اور یہ تمام درج ذیل تفصیل کے مطابق خرچ کی گئی۔

نمبر شمار	بجٹ برائے سالانہ تعمیر وترقی 03-2002	مختص کردہ رقم	خرچ
1۔	خوشحال پاکستان پروگرام (مکمل سڑکات)	28.185 ملین روپے	28.185 ملین روپے
2۔	خوشحال پاکستان پروگرام (زیر تعمیر سڑکات)	14.166 ملین روپے	14.166 ملین روپے

3۔	سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) مکمل سڑکات	13.647ملین روپے	13.647ملین روپے
4۔	سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) مکمل سڑکات	13.969ملین روپے	13.969ملین روپے
	کل رقم	69.967ملین روپے	69.967ملین روپے
نمبر شمار	بجٹ برائے سالانہ تعمیر وترقی 03-2002	مختص کردہ رقم	خرچ
1۔	ری سرفیسنگ پروگرام	19.672ملین روپے	19.672ملین روپے
2۔	بحالی سڑکات پروگرام	7.967ملین روپے	7.967ملین روپے
3۔	خصوصی مرمت پروگرام	2.295ملین روپے	2.295ملین روپے
4۔	سالانہ مرمت پروگرام	21.343ملین روپے	21.343ملین روپے
	کل رقم	51.277ملین روپے	51.277ملین روپے

(ب)

1۔ مذکورہ عرصہ میں خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت موصولہ رقم میں 21 سڑکات مکمل ہوئیں جبکہ زیر تکمیل سڑکوں کی تعداد 13 ہے۔

2۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 10 عدد سڑکیں مکمل ہوئیں۔اس کے علاوہ 13 عدد زیر تکمیل ہیں۔

3۔ سالانہ مرمت کے تحت کل 264 سڑکات کی مرمت کی گئی جس میں 33 سڑکات کی Resurfacing کی جبکہ 14 سڑکوں کی بحالی کا کام کیا گیا۔ خصوصی مرمت کے تحت 9 سڑکات پر کام کیا گیا۔ باقی 210 سڑکات پر مختلف نوعیت کی مرمت کا کام کیا گیا۔ جس میں ورک چارج لیبر کا معاوضہ بھی شامل ہے، کیونکہ دفتر ہذا کے پاس سڑکوں کی لمبائی کے مطابق مستقل لیبر دستیاب نہ ہے۔

(ج) سیاسی انتقام کا مفروضہ طور پر درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ضلعی حکومت کی تشکیل کے بعد مقررہ ترجیحات کے مطابق سڑک مذکورہ کی بحالی کا تخمینہ مبلغ 1.692 ملین روپے منظور کیا گیا اور سڑک ہذا کی مرمت جون 04-2003 میں کر دی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ مذکورہ بالا جز (ج) میں وضاحت کی گئی ہے کہ سڑک ہذا کی مرمت جون 04-2003 میں کر دی گئی ہے۔

کچی آبادی رسالہ نمبر 12 فیصل آباد۔سروے مکمل کرنے کا مسئلہ

*2605: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی آبادی رسالہ نمبر 12 Declared (اعلان شدہ) کچی آبادی ہے۔ جس کے کچھ حصہ کا سروے کر کے رہائش پذیر افراد کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں جبکہ اسی کچی آبادی کے کچھ حصہ کا سروے نامکمل ہے۔ جس کی وجہ سے اس بقیہ

حصہ کے لوگوں کو مالکانہ حقوق اب تک نہ ملے ہیں؟

(ب) کیا حکومت متذکرہ کچی آبادی کے عدم سروے حصہ کا سروے کروانے کو تیار ہے۔اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت کی مروجہ پالیسی کے مطابق کچی آبادی رسالہ نمبر 12 فیصل آباد ایک declared(اعلان شدہ) کچی آبادی ہے اس کا سروے 1986 میں کیا گیا تھا، آبادی ہذا مربع نمبر 40 خسرہ نمبر 13 میں واقع ہے، کچی آبادی کے مکینوں کے زیر قبضہ رقبہ کو ٹرانسفر کی استدعا کی گئی تھی اور 92 کنال 18 مرلہ رقبہ ایف ڈی اے کو ٹرانسفر کر دیا گیا، اس رقبہ پر واقع سروے ہولڈرز کو حسب پالیسی مالکانہ حقوق وغیرہ دیئے گئے ہیں۔

(ب) کچی آبادی رسالہ نمبر 12 کی بابت مروجہ حکومتی پالیسی کے مطابق 1985-03-23 کی حتمی تاریخ کے حوالے سے دوران سال 1986 مکمل سروے کے بعد رقبہ تعدادی 92 کنال 18 مرلے، ایف ڈی اے کو ٹرانسفر کیا گیا اور اس رقبہ پر واقع سروے ہولڈرز کو حسب پالیسی مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں۔

عدم سروے شدہ حصہ کی بابت موصولہ رپورٹ کے مطابق بعد از سروے بعض افراد نے آبادی ہذا کے قرب و جوار میں واقع خالی جگہ جو کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے، پر تجاوزات کی ہیں۔

حکومتی پالیسی کے مطابق حتمی تاریخ 1985-03-23 کے بعد معرض وجود میں آنے والی تجاوزات کو کچی آبادی کے تحت مالکانہ حقوق کا استحقاق حاصل نہ ہے۔ لہذا ایسی تجاوزات کی بابت مروجہ حکومتی پالیسی برائے کچی آبادی کے تحت سروے کا جواز نہ ہے۔

فضل کالونی بند روڈ لاہور کے ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز کی تفصیل

*2608:جناب محمد آجاسم شریف:کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے فضل کالونی بند روڈ لاہور کی معراج سٹریٹ،آصف سٹریٹ، عمر فاروق روڈ اور عمر کالونی کے سیوریج اور سولنگ کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادیوں کے لئے موجودہ یا اگلے مالی سال میں سیوریج اور سولنگ کے لئے فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

فضل کالونی بند روڈ لاہور کی معراج سٹریٹ، آصف سٹریٹ، عمر فاروق روڈ، عمر کالونی اور دیگر ایسے علاقوں میں جو کہ بند کے پار ہیں سیوریج لائن بچھانے کے لئے کنسلٹنٹس کی خدمات درکار ہوتی ہیں۔

جس کے لئے واسا نے سٹی گورنمنٹ کی طرف رجوع کیا ہے تاکہ ایسے علاقوں کی جامع پلاننگ ہو سکے۔

فنڈز کی دستیابی پر اس پر عملدرآمد کیا جا سکے گا۔جہاں تک سولنگ کا تعلق ہے ایسی تجاویز سیوریج لائن بچھانے کے بعد ہی زیر غور آ سکتی ہیں۔

پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے شہری مسائل

*2700:چودھری محمد اشرف کمبوہ:کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ پیپلز کالونی ہاؤسنگ سکیم، گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو دے دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیپلز کالونی کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ سیوریج اور واٹر سپلائی آپس میں مکس ہو گئے ہیں اور شہری گندا پانی پینے پر مجبور ہیں جس سے ہیپاٹائٹس B اور C کے پھیلنے کا خطرہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے مسائل

کے حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) جزوی طور پر درست نہ ہے۔ پیپلز کالونی ہاؤسنگ سکیم گوجرانوالہ واسا(جی۔ڈی۔اے) کو صرف واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام مورخہ 2000-07-10 کو ٹرانسفر کیا گیا تھا۔جب کہ یہ سکیم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن(سٹی) گوجرانوالہ کے زیر انتظام رہی ہے۔

(ب) جب سے پیپلز کالونی کی سکیم ڈویلپ ہوئی ہے اس وقت سے ہی سڑکات اور گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ بلکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن (سٹی) گوجرانوالہ کو ٹوٹی پھوٹی سڑکات / گلیاں ورثہ میں ملی ہیں۔

یہ درست نہ ہے کہ سیوریج اور واٹر سپلائی آپس میں مکس ہو گئے ہیں۔اصل صورتحال یہ ہے کہ بعض صارفین کو ان کی واٹر سپلائی لائن کی خرابی کی وجہ سے یہ مسئلہ درپیش ہے۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن (سٹی) گوجرانوالہ پیپلز کالونی میں اپنے محدود وسائل کے پیش نظر ریکارڈ ترقیاتی کام کروا رہی ہے۔ جس میں سڑکات بھی شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	سال 02-2001 تک کروائے گئے کام مبلغ	-/76,50,000 روپے
2	سال 04-2003 منظور شدہ منصوبہ جات مبلغ	-/20,00,000 روپے
3۔	سال 04-2003 زیر غور منصوبہ جات مبلغ	-/20,00,000 روپے

حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ میں سیوریج کے لئے 250 ملین روپے کا اعلان کیا ہے، جس میں سے 37 ملین روپے پیپلز کالونی کے سیوریج اور پانی کی درستی کے لئے مختص کئے ہیں۔ سکیم کی منظوری کے بعد اور فنڈز جاری ہونے کے بعد پیپلز کالونی میں کام کا آغاز ہو جائے گا۔

کچی پمپ والی آبادی گوجرانوالہ کے مسائل

*2700-A: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کچی پمپ والی آبادی کے نزدیک واقع تالاب کے لئے انڈر پاس تعمیر ہونا تھا۔اس تالاب کو ختم کرنے کے لئے کروڑوں روپے کی مٹی ڈال دی گئی

ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب گوجرانوالہ شہر کا سارا کوڑا کرکٹ اس تالاب میں پھینکنے کی وجہ سے سخت بدبو اور تعفن پھیلا ہوا ہے۔ ارد گرد کی آبادیوں کے لوگ سخت پریشان ہیں اور موذی بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادیوں کے مکینوں کی مشکلات کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) گوجرانوالہ کچی پمپ والی آبادی کے نزدیک واقع تالاب کو ختم کرنے کے لئے ورلڈ بنک امدادی پراجیکٹ کے تحت مٹی ڈال دی گئی تھی۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ معرض وجود میں آنے سے پہلے Solid Waste Management تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن (سٹی) گوجرانوالہ کا فنکشن رہا ہے جب کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اگست 2006 میں Takeover کیا۔ یہ درست ہے کہ وہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا رہا ہے لیکن اب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے وہاں کوڑا کرکٹ پھینکنے سے سختی سے منع کر دیا ہے اور وہاں پہلے سے موجود کوڑے کو Dump کرنے کی سکیم تیار کی جارہی ہے جس پر جلد ہی عملدرآمد ہو جائے گا۔

(ج) اس سوال کا جواب جز(ب) میں بیان کر دیا گیا ہے۔

ضلع خوشاب/سال 01-2000 تا 03-2002 رسائی آب کی سکیمیں، مختص فنڈز اور موجودہ صورتحال کی تفصیل

*2719: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خوشاب میں مالی سال 01-2000 تا 03-2002 واٹر سپلائی کی مد میں کس کس سکیم کے لئے کتنی کتنی رقم مخصوص کی گئی، ان میں سے کتنی سکیمیں مکمل ہو گئیں اور کتنی سکیمیں ابھی تک نامکمل پڑی ہیں؟

(ب) جز(الف) میں مذکور نامکمل واٹر سپلائی سکیمیں کس وجہ سے ابھی تک نامکمل پڑی ہیں کس کس ٹھیکیدار کو ان کا ٹھیکہ دیا گیا نیز کیا نامکمل چھوڑی جانے والی سکیموں کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے یا نہیں، تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

I۔ ضلع خوشاب میں مالی سال 01-2000 و 02-2001 میں واٹر سپلائی کی مد میں کوئی سکیم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خوشاب میں مخصوص نہ کی گئی ہے۔

II۔ ضلع خوشاب میں مالی سال 03-2002 میں واٹر سپلائی کی مد میں مکمل ہونے والی سکیموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 03-2002 میں نامکمل سکیموں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خوشاب، سال 02-2001 تا 03-2002 میں ترقیاتی فنڈز اور سکیموں کی تفصیلات

*2720: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خوشاب کے لئے مالی سال 02-2001 اور 03-2002 میں کتنا بجٹ ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ ترقیاتی بجٹ میں سے ضلع خوشاب کے چاروں صوبائی حلقہ جات پی پی۔39 تا 42 کے کس کس گاؤں میں کتنی کتنی مالیت کے کون کون سے ترقیاتی کام مکمل کروائے گئے۔ صوبائی حلقہ وار تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ضلع خوشاب کے لئے مالی 02-2001 اور 03-2002 ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کی گئی رقوم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ترقیاتی بجٹ میں ضلع خوشاب کے چاروں صوبائی حلقہ جات پی پی۔39، 40، 41، 42 کے جن دیہات میں ترقیاتی کام کروائے گئے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت اداروں کا قیام
اور پی پی۔1 کے ترقیاتی کاموں اور فنڈز کی تفصیل

*2734: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی دفعہ 93 کے تحت ضلع راولپنڈی میں دیہی اور محلہ کونسلوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جو ناظمین یونین کونسلز کے الیکشن کے 90روز کے اندر قائم کرنی تھیں اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجہ نیز یہ کب تک قائم کر دی جائیں گی؟

(ب) اسی طرح مذکورہ بالا قانون کی دفعہ 98 کے تحت مجلس شہریاں و دفعہ 134 کے تحت ضلعی محتسب کا انتخاب/تقرری عمل میں لائی گئی ہے اگر جواب نفی ہو تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں اس جانب حکومت پنجاب و ضلع راولپنڈی نے کیا اقدام کئے ہیں؟

(ج) ضلع راولپنڈی پی پی۔1 (تحصیل مری، تحصیل کوٹلی ستیاں) میں 1999 تا 2004 سال وار ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل اور کتنے ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے تکمیل کے مرحلہ میں ہیں، سکیم وار تفصیل، تاریخ، نام ٹھیکیدار مع الگ الگ تخمینہ بتایا جائے۔

(د) نیز حلقہ پی پی۔1 میں جن علاقوں/یونین کونسلز میں بجلی کی سہولت نہ ہے، وہاں (ضلعی و پنجاب) حکومت خصوصی پروگرام کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ آئندہ سالوں میں کوئی علاقہ بجلی کے بغیر نہ رہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) دیہی اور محلہ کونسلوں کا قیام عمل میں نہیں آ سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ناظمین لوکل گورنمنٹ سسٹم سے پوری طرح آشنا نہ تھے البتہ تمام تحصیل میونسپل آفیسرز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ فوری طور پر دیہی اور محلہ کونسلوں کا قیام عمل میں لائیں۔

(ب) مجلس شہریاں کا قیام عمل میں نہیں ہو سکا نہ ضلعی محتسب کی تقرری ہو سکی ہے۔ اس ضمن میں مزید وضاحت یہ کی جاتی ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے مکمل نفاذ کے لئے صوبائی اور مرکزی حکومت کی سطح پر Devolution Support

Programme بنائے گئے ہیں جو کہ مندرجہ بالا قانون کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔

(ج) صوبائی حلقہ وار فنڈز کی فراہمی کا سلسلہ تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت مالی سال 2002 سے شروع ہوا۔ سال وار ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص فنڈز کی تفصیل اور سکیموں اور ٹھیکیداروں کے نام کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے تحصیل مری کی ترقی کے لئے 200 ملین مخصوص کئے ہیں جس میں کثیر رقم بجلی کی فراہمی کے لئے استعمال کی جارہی ہے اور اس سلسلہ میں جامع پروگرام تیار کیا جارہا ہے۔

ملتان، اندرون شہر Slow Traffic کے متبادل انتظامات

*2737: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اندرون شہر ملتان کے قدیمی گیٹ، پاک گیٹ، حرم گیٹ، بوہڑ گیٹ، خونی برج اور دہلی گیٹ کے چوکوں میں گھوڑا تانگہ، بیل گاڑی اور ہاتھ گاڑی وغیرہ جو کہ Slow Traffic ہیں، کی وجہ سے تمام دن رش رہتا ہے اور وہاں سے گزرنے والوں کو بہت پریشانی کا سامنا رہتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس Slow Traffic کی جگہ اندرون شہر ملتان میں کوئی دوسرا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) دن کے چند مخصوص اوقات میں متذکرہ جگہوں پر رش کا لوگوں کے لئے باعث پریشانی ہونا درست ہے۔

سست رفتار ٹریفک کے علاوہ شہر کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور گاڑیوں کی تعداد میں روزافزوں اضافہ اور آس پاس اہم کاروباری مراکز کی موجودگی بھی رش اور لوگوں کی پریشانی کی وجہ ہیں۔ سست رفتار گاڑیاں ابھی تک نہ صرف سواری اور بار برداری کا کام کرتی ہیں بلکہ اندرون شہر کی تنگ گلیوں سے کوڑا کرکٹ اٹھانے کے کام بھی آتی ہیں۔

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، ملتان سٹی، کوڑا کرکٹ اٹھانے کی بہت سی مشینری خریدنے کے ایک منصوبے کی منظوری حاصل کر چکی ہے اور ان جگہوں پر ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے ٹریفک انجینئرنگ کی بہتر منصوبہ بندی، تجاوزات کے خلاف مسلسل کارروائی اور سڑکوں کی مناسب دیکھ بھال بھی اہمیت رکھتی ہے اور اس حوالے سے کام جاری ہے۔ تاہم سست رفتار گاڑیوں کو ختم کرنے اور ان کی جگہ مناسب موٹر وہیکل فراہم کرنے پر بھی غور و خوض جاری ہے اور آئندہ مالی سال میں وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار پروگرام کے تحت کارروائی کا منصوبہ بنایا جائے گا۔

(ب) جز(الف) کا جواب کافی ہے۔

پسرور روڈ گوجرانوالہ۔ شیرانوالا پھاٹک تا پل نہر اپر چناب سڑک کی تعمیر و مرمت

*2774: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پسرور روڈ گوجرانوالہ از شیرانوالا پھاٹک تا پل نہر اپر چناب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت یا دوبارہ تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلعی حکومت گوجرانوالہ نے سڑک ہذا از چوک ریس کورس روڈ تا پل نہر اپر چناب برائے مرمت منظور کی ہے اور اس پر کام جاری ہے۔

مزید فنڈز دستیاب ہونے پر سڑک ہذا کا حصہ از شیرانوالہ پھاٹک تا پونڈا والہ چوک مرمت کیا جائے گا۔

ملتان روڈ لاہور کی سمن آباد تا چوک یتیم خانہ تک کشادگی کا مسئلہ

*2779: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور کی مصروف ترین سڑک ہے لیکن سمن آباد تا چوک یتیم خانہ سڑک انتہائی تنگ ہے، جس کی وجہ سے ٹریفک اکثر بلاک رہتی ہے اور عوام کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ملتان روڈ لاہور کی انتہائی مصروف شاہراہ ہے۔ سمن آباد موڑ چوک یتیم خانہ بلڈنگ لائن سے بلڈنگ لائن تک سڑک کی چوڑائی 92تا95 فٹ ہے۔ البتہ ٹریفک بلاک ہونے کی زیادہ تر وجہ بے ترتیب اور بے ہنگم ٹریفک ہے جس میں ویگنیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(ب) موجودہ حالات میں سڑک کو کشادہ کرنا ممکن نہ ہے۔ چونکہ سڑک کے دونوں اطراف شہریوں کی ملکیتی پکی عمارات تعمیر ہیں۔

ملتان روڈ لاہور (چوبرجی تا یتیم خانہ) روڈ لائٹس کی تنصیب

*2781: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور (چوبرجی تا یتیم خانہ) پر سٹریٹ لائیٹ نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرا رہتا ہے، جس سے عوام کو کافی پریشانی رہتی ہے اور اس وجہ سے کئی حادثات بھی ہوئے ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملتان روڈ پر لائیٹ لگانے اور ان کو روشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف،ب) ملتان روڈ بشمول سٹریٹ لائیٹ کی تنصیبات محکمہ ہائی وے پنجاب کے ذمہ تھی لیکن کافی عرصہ سے اس روڈ کی سٹریٹ لائٹ روشن نہ تھی۔ اب یہ سڑک سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے اور اس سڑک (چوبرجی تا یتیم خانہ) کی سٹریٹ لائٹ کی

بحالی کا کام الاٹ کیا جا چکا ہے اور اب تک تقریباً نصف کام جس میں مسنگ پول، تار اور لائٹ فٹنگ وغیرہ کی تنصیب شامل ہے، مکمل ہو چکا ہے اور امید ہے کہ بقایا کام ماہ ستمبر تا اکتوبر کے اوائل میں مکمل ہو جائے گا اور سٹریٹ لائٹ روشن کر دی جائے گی۔

شالامار باغ سے ملحقہ آبادیوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*2784: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ باغبانپورہ اور شالا مار باغ سے ملحقہ آبادیاں، القادر ہاؤسنگ سکیم، شالامار ہاؤسنگ سکیم، عمر پارک، عاطف پارک، ملتانی کالونی اور گل بہار کالونی میں بجلی اور پانی جزوی طور پر، جبکہ سوئی گیس کی سہولت مکمل طور پر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادیوں میں سیوریج اور سڑکیں جزوی طور پر ہیں جو مکمل نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادیوں میں سولنگ اور پکی گلیوں کی سہولت بالکل نہ ہے؟

(د) اگر جز(الف)تا(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ آبادیوں میں زندگی کی بنیادی سہولیات کب تک مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) باغبانپورہ، شالامار باغ اور ملحقہ آبادیوں میں القادر ہاؤسنگ سکیم، شالامار ہاؤسنگ سکیم، عمر پارک، عاطف پارک، ملتانی کالونی اور گلبہار کالونی میں پانی کی سہولت پہنچا دی گئی ہے۔ ان میں صرف عاطف پارک، ملتانی کالونی اور گلبہار کالونی میں صرف چند گلیوں میں پانی کی لائنیں لگانا باقی ہیں کیونکہ یہ گلیاں ابھی تک مکمل آباد نہیں ہوئیں۔ جیسے ہی یہ گلیاں آباد ہوں گی ان میں بھی فنڈز کی دستیابی کے بعد پانی کی لائنیں لگا دی جائیں گی۔ ملتانی کالونی اور گل بہار کالونی کے کچھ علاقوں میں بجلی کی سہولت موجود نہ ہے جبکہ سوئی گیس مکمل طور پر نہ ہے۔ بجلی محکمہ واپڈا نے سپلائی کرنی ہے جبکہ سوئی گیس محکمہ سوئی گیس والوں کے ذمہ ہے۔

(ب) مذکورہ آبادیوں میں سیوریج اور سڑکیں کئی جگہوں پر موجود ہیں اور کچھ آبادیوں میں سیوریج اور سڑکیں بننا درکار ہیں۔

(ج) ایسا نہیں ہے بلکہ ان آبادیوں میں اکثر جگہوں پر سولنگ اور پکی گلیاں ہیں اور کچھ جگہیں ایسی ہیں کہ وہاں پر پکی گلیاں بننا باقی ہیں۔

(د) جہاں تک سولنگ، سڑکات اور پکی گلیاں بننے کا تعلق ہے تو مذکورہ آبادیوں میں سے جو آبادیاں شالامار ٹاؤن کی تحویل میں آتی ہیں، ٹاؤن انتظامیہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق گاہے بگاہے ان آبادیوں میں ترقیاتی کام کرواتی رہتی ہے۔ جیسے ہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز دستیاب ہوں گے۔ ان آبادیوں میں ترقیاتی کام کروا دیئے جائیں گے۔

گلی نمبر 25 وارث پورہ فتح گڑھ لاہور میں سیوریج کا مسئلہ

*2818: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 25 وارث پورہ نزد حمید پورہ فتح گڑھ لاہور کا سیوریج کافی عرصہ قبل منظور ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وارث پورہ کے اکثر علاقے میں سیوریج ڈال دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز (الف، ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک گلی نمبر 25 وارث پورہ میں سیوریج ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہیں ہے۔ گلی نمبر 25، وارث پورہ نزد حمید پورہ فتح گڑھ لاہور کا سیوریج ابھی منظور نہیں ہوا کیونکہ یہاں پر سطح ڈرین کے ذریعے نکاسی آب ہو رہی ہے۔

(ب) درست ہے۔ وارث پورہ کے اکثر علاقے میں سیوریج ڈال دیا گیا ہے۔ جن میں فتح گڑھ، رشید پورہ، حمید پورہ کی دیگر گلیاں جو کوٹلی پیر عبدالرحمن میں ہیں، فنڈز کی دستیابی پر سیوریج ڈال دیا گیا ہے۔

(ج) جہاں تک وارث پورہ گلی نمبر 25 اور حمید پورہ، فتح گڑھ کے بقیہ علاقوں میں سیوریج ڈالنے کا تعلق ہے واسا اس کا ارادہ رکھتا ہے جو کہ فنڈز کی دستیابی پر ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

ملتان شہر میں واقع پارکس، متعین عملہ اور رقبہ کی تفصیلات

*2837: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شہر ملتان میں اس وقت عوام کی تفریح کے لئے کتنے پارک ہیں۔ کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے کتنا عملہ کام کر رہا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا ان پارکوں میں داخلہ کے لئے کوئی ٹکٹ بھی ہے اگر ہے تو تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا ملتان میں کوئی پارک صرف خواتین کے لئے بھی مخصوص ہے تو تفصیل بیان کی جائے؟

(د) کیا ان پارکوں میں کیفے ٹیریا/کنٹین بھی ہیں تو ان کے ٹھیکے کب دیئے گئے اور گزشتہ تین سالوں میں ہونے والی آمدنی اور اخراجات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت کا ملتان کے شہریوں کے لئے مزید پارک تعمیر کرنے کا ارادہ ہے، مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ملتان میں عوام کی تفریح کے لئے ٹی ایم اے کے کنٹرول میں کل 36 پارکس ہیں اور یہ تمام پارکس 1439 (کنال) رقبہ پر مشتمل ہیں جب کہ گرین بیلٹس / روڈ 50 کلومیٹر رقبہ پر مشتمل ہیں اور دیکھ بھال پر 175 بیلداران اور دیگر عملہ 30 ٹیکنیکل / سکیورٹی گارڈ ہے۔

(ب) ٹی ایم اے کے زیر کنٹرول قاسم پارک پر ٹکٹ بڑوں کے لئے 2 روپے، 3 سال سے کم عمر کے بچوں اور صبح کی سیر کے لئے فری ہے۔

(ج) لیڈیز کے لئے ملتان میں 2 پارکس مختص ہیں، 1۔ فاطمہ جناح گلگشت کالونی، 2۔ لیڈیز پارک شمس آباد

(د) تفصیل آمدنی کیفے ٹیریا/ کینٹین / سٹال شعبہ باغیات ٹی ایم اے ملتان سٹی۔

			سال		
نمبر شمار			2000-01	2001-02	2002-03
1۔	کینٹین ابن قاسم پارک	اگست 2002	49,500	107553	21,6000

2۔	کیفے عرفات، قاسم باغ	اپریل 2001		48,000	19,6000
3۔	سٹال زکریا پارک چوک چونگی نمبر 9	مئی 1996	8796	9720	10,692
4۔	سٹال زکریا پارک چوک		15972	17,580	19344
5۔	سٹال گول باغ گلگشت	01-01-1999	23760	26,136	28755
6۔	ٹوٹل		98028	2,08989	4,70788
	کل سالانہ آمدن تین سال	7,77,805			

تفصیل اخراجات ٹی ایم اے پارکس

	2000-01	2001-02	2002-03
تنخواہیں	1,17,00,000	1,22,00,000	1,42,00,000
مصارف	6,53,000	1,16,581	26,13,000
تعمیرات	9,75,000	10,18,000	15,00,000
ٹوٹل	1,33,28,000	1,33,34,581	1,83,13,000

(کل اخراجات) تین سال 4,49,75,581

(ہ) حکومت ملتان شہریوں کے لئے درج ذیل پارک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے:۔

نمبر شمار	پارک کا نام
1۔	فیصل مختیار پارک ممتاز آباد وہاڑی روڈ (پارٹ فسٹ برائے خواتین پارٹ ٹو برائے مرد حضرات)
2۔	زکریا پارک خانیوال روڈ (پارٹ فسٹ برائے خواتین پارٹ ٹو برائے مرد حضرات)
3۔	شمس آباد پارک نزد پٹرول پمپ خانیوال روڈ (پارٹ فسٹ برائے خواتین پارٹ ٹو برائے مرد حضرات)
4۔	علامہ اقبال پارک نواں شہر
5۔	گول باغ گلگشت
6۔	مدنی پارک
7۔	فاطمہ جناح نرسری / پارک
8۔	عام خاص باغ

9۔ حسن پروانہ پارک
10۔ ویلفیئر پارک نیو ملتان
11۔ حسن پروانی تکونی پارک
12۔ فرید آباد پارک
13۔ ولایت آباد پارک نمبر 1 ولایت آباد پارک نمبر 2
14۔ بودلہ ٹاؤن پارک

ضلعی حکومت وہاڑی کے بے جا ٹیکس وصولی کے نوٹیفکیشن کی منسوخی اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*2847: ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت وہاڑی نوٹیفکیشن نمبر 1691/L-1 مورخہ 01-05-02 کے تحت مختلف ٹیکس بشمول ٹال ٹیکس وصول کرتی رہی ہے۔اگر ایسا ہے تو اس نوٹیفکیشن کے تحت کس کس سڑک اور جگہ پر کون کون سا ٹیکس ضلعی حکومت وصول کرتی رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹیکس کے خلاف اس ضلع کی عوام اور ٹرانسپورٹر حضرات کے احتجاج پر یہ ٹیکس جو کہ ضلعی حکومت ناجائز طور پر وصول کر رہی تھی اس کی وصولی ختم کر دی گئی ہے؟

(ج) آج تک اس ضلع میں اس نوٹیفکیشن کے تحت جو ٹیکس وصول کیا گیا ہے، اس کی مالیت کتنی ہے اور یہ رقم کس کے اکاؤنٹ میں کس بنک میں پڑی ہے؟

(د) کیا حکومت اس ضلع کی غریب عوام سے یہ ناجائز ٹیکس وصول کرنے کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت وہاڑی بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 2451/L مورخہ

29-06-2002 درج ذیل سڑکات پر ٹال ٹیکس وصول کرتی رہی ہے۔

1۔ ٹال ٹیکس بوریوالہ ساہوکا روڈ

2۔ ککو شیخ فاضل روڈ

3۔ اربن ایریا بورے والہ

(i) لاہور روڈ

(ii) وہاڑی روڈ

(iii) چیچہ وطنی روڈ بورے والہ

(iv) معصوم شاہ روڈ

(v) 505/EB

(vi) کڈن روڈ

4۔ اربن ایریا وہاڑی

(i) ملتان روڈ

(ii) بورے والہ روڈ

(iii) لڈن روڈ

(iv) خانیوال روڈ

(v) 537/EB روڈ

(vi) پکھی موڑ میاں پکھی روڈ

(vii) پکھی موڑ، رتہ ٹبہ روڈ (تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔)

(ب) ٹال ٹیکس پر محکمہ شاہرات نے اعتراض کیا تھا کہ بعض سڑکات ضلعی حکومت کی ملکیت نہ ہیں۔ لہذا اس ٹیکس کو بذریعہ قرارداد نمبری 5 مورخہ 28.4.2003 واپس لے لیا گیا۔ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) اس نوٹیفکیشن کے تحت 88,63,365 روپے وصول ہوئے تھے اور یہ رقم اکاؤنٹ نمبر iv ضلعی حکومت سرکاری خزانے میں ہے۔

(د) چونکہ یہ ٹیکس باقاعدہ نوٹیفکیشن کے بعد وصول کیا جاتا رہا ہے۔ لہذا کسی ذمہ دار کے خلاف کارروائی نہیں کی جا رہی۔

بہاولنگر کے ستلج پارک میں تفریحی سہولیات کی فراہمی اور خواتین کے لئے علیحدہ پارک کا قیام

*2870: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں بہت پرانا صرف ایک ہی پارک ہے جو کہ ستلج پارک کے نام سے موسوم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں خواتین کے لئے علیحدہ کوئی پارک نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ پارک میں سیر و تفریح کے لئے کوئی سہولت موجود نہ ہے؟

(د) اگر جز (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بہاولنگر شہر میں خواتین کے لئے علیحدہ پارک بنانے اور موجودہ پارک میں سیر و تفریح کی سہولتیں فراہم کرنے کو تیار ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) بہاولنگر شہر میں دو تفریحی پارک ہیں۔ایک شہر کے مشرق کی جانب وائلڈ لائف پارک ہے دوسرا شہر کے وسط میں ہے۔ جس کا نام ستلج پارک ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں خواتین کے لئے علیحدہ کوئی پارک نہ ہے۔

(ج) موجودہ پارک میں جوگنگ ٹریک، بچوں کے لئے جھولے اور فوارے نصب ہیں۔

(د) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولنگر ضلعی حکومت کے تعاون سے موجودہ ستلج پارک میں جدید ترین سہولیات کی فراہمی اور پارک کو جدید تقاضوں کے مطابق بہتر بنانے کے لئے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ جس کا تخمینہ لاگت تقریباً تیس لاکھ روپے ہے جو کہ منظوری کے مرحلہ میں ہے۔ منظوری کے بعد اس منصوبہ پر جلد کام شروع ہو جائیگا۔ خواتین کے لئے علیحدہ پارک کی فی الحال کوئی تجویز نہ ہے۔
جونہی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے تو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بہاولنگر خواتین کے لئے علیحدہ پارک تعمیر کرے گی۔

بہاولپور۔کمرشل ایریا سیٹلائیٹ ٹاؤن کی گراؤنڈ کے ترقیاتی کاموں اور فنڈز کی تفصیلات

*2875: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کمرشل ایریا سیٹلائیٹ ٹاؤن بہاولپور میں واقع گراؤنڈ پر ترقیاتی کام کی منظوری کب، کتنی لاگت میں ہوئی ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہونے کا اندازہ ہے؟

(ب) کیا اس گراؤنڈ میں ترقیاتی کام مکمل کروانے کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو اخبارات کے نام اور ان کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) اس کام کے لئے کون کون سی پارٹی نے ٹینڈر جمع کروائے۔ ہر پارٹی کا نام، ٹینڈر کی مالیت اور ہر پارٹی نے کتنے عرصہ میں کام مکمل کرنے کی offer کی؟

(د) یہ کام کس پارٹی کو الاٹ کیا گیا ہے۔ اس پارٹی کا نام اور ٹینڈر کی رقم کی تفصیل نیز اس نے کام کتنے عرصہ میں مکمل کرنے کی offer دی ہے؟

(ہ) آج تک اس گراؤنڈ پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ موقع پر کتنا اور کون کون سا کام مکمل ہوا ہے۔ یہ کام محکمہ کے کن کن اہلکاران / افسران کی زیر نگرانی مکمل ہوا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں؟

(و) اس گراؤنڈ میں کون کون سے ترقیاتی کام کروانے کا منصوبہ ہے، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟ کیا اس گراؤنڈ میں گھاس، پھول اور جاگنگ ٹریک وغیرہ کا منصوبہ بھی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) مذکورہ کام کی منظوری ضلعی ترقیاتی کمیٹی نے مورخہ 2002-10-05 کو مبلغ 3.907 ملین روپے میں دی۔ اس کے بعد دوبارہ منظوری مورخہ 03-08-02 کو 5.175 ملین روپے میں ہوئی اور اس کے بعد پھر مورخہ 03-12-08 کو مبلغ 5.447 ملین روپے میں منظوری ہوئی۔ یہ کام تین فرموں کو الاٹ کیا گیا اور اس کی تکمیل میعاد بالترتیب 6 ماہ، 6 ماہ اور ½1 سال رکھی گئی ہے۔

(ب) اس گراؤنڈ میں ترقیاتی کام کروانے کے لئے اشتہار روزنامہ ''نوائے وقت'' میں مورخہ 2۔نومبر 2002 کو دیا گیا تھا۔

(ج) اس کام کے ٹینڈروں میں حصہ لینے والے ٹھیکیداران کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	پارٹی کا نام
1۔	مسٹر نذیر احمد
2۔	میسرز حسنین اینڈ کمپنی
3۔	میسرز محمد رفیق بھٹی
4۔	میسرز کامران شبیر اینڈ کو
5۔	حاجی منیر احمد
6۔	چودھری عبید اللہ
7۔	چودھری محمد اسلم
8۔	مسٹر محمد صابر
9۔	مسٹر محمد محمود عبداللہ
10۔	مسٹر اللہ وسایا
11۔	مسٹر محمد عتیق الرحمن
12۔	میسرز امانت علی اینڈ کو
13۔	میسرز الائیڈ انٹر پرائزرز
14۔	حاجی محمد اسلم
15۔	مسٹر محمد خالد
16۔	میسرز بھٹی ٹریڈرز
17۔	میسرز کامران شبیر اینڈ کو
18۔	مسٹر عبدالطیف
19۔	مسٹر محمد غوث
20۔	مسٹر غلام نبی
21۔	احمد الیکٹرک ورکس
22۔	مسٹر محمد محمود عبداللہ

(د) یہ کام درج ذیل فرموں کو الاٹ کیا گیا۔

نمبر شمار	ٹھیکیدار کا نام	ٹینڈر کی مالیت	تاریخ	میعاد تکمیل
1۔	میسرز الائیڈ انٹر پرائزرز	26,97,647	11-02-03	6ماہ

2۔	میسرز کامران شبیر اینڈ کو	18,19,748	22-09-03	1½ ماہ
3۔	مسٹر محمد محمود عبداللہ	6,86,183	12-12-02	6 ماہ

(ہ) اس گراؤنڈ پر اب تک مبلغ 4.382 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں، کام کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	باؤنڈری مع آہنی گرل	100فیصد
2۔	آہنی گیٹ مع آہنی پلر	100فیصد
3۔	تعمیر واک وے	80فیصد
4۔	تعمیر جاگنگ ٹریک	100فیصد
5۔	واٹر سپلائی پائپ لائن	100فیصد
6۔	سٹریٹ لائٹس (الیکٹرک ورک)	100فیصد

یہ کام درج ذیل افسران / اہلکاران کی زیر نگرانی ہو رہا ہے:۔

1۔ جناب انور علی ملک، ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز
2۔ جناب بابر یاسین خان، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز
3۔ سید محمد اسلم شاہ، سب انجینئر بلڈنگز

(و) اس سکیم میں مندرجہ بالا آئٹمز کے علاوہ درج ذیل کام کروانے شامل ہیں:۔

1۔	تعمیر کمرہ برائے چوکیدار	1عدد
2۔	مہیا کرنا سٹیل پر گولہ (چھتری)	2عدد
3۔	تعمیر فوارہ	1عدد
4۔	پودہ جات	
5۔	واٹر سپلائی پمپ مع بورنگ	2عدد
6۔	Sprinklers for irrigation of plants	

ڈھولن وال ملتان روڈ لاہور۔ سیوریج کا مسئلہ

*2878: محترمہ مصباح کوکب: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈھولن وال، ملتان روڈ لاہور کے رہائشی گزشتہ دس سال سے سیوریج سسٹم کے درست نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح پریشان ہیں، کیونکہ مین سیوریج سے چھوٹی لائنوں / پائپوں کے ذریعے گندا پانی علاقہ کی گلیوں اور رہائش گاہوں میں داخل

ہو جاتا ہے / کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے رہائشی متعدد بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ مین سیور یج پائپ لائن کو درست کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ڈھولن وال ملتان روڈ کے بعض علاقوں میں جہاں پرائیویٹ سیور لائن ڈالا گیا ہے۔ وہاں سیور کی بلاکیج کی کمپلینٹ واسا کو موصول ہوتی ہے، واسا فوراً ہنگامی بنیادوں پر ان کی صفائی کرتا ہے اور سیور کو چالو حالت میں رکھتا ہے۔

(ب) واسا نے ان علاقوں میں سیور درست کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا ہے، جس کا تخمینہ لاگت دس لاکھ کے قریب ہے، جو کہ سٹی ڈویلپمنٹ پیکیج میں شامل کیا جا رہا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر اس کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

موضع کلسوں اور چک نمبر 5/61 تحصیل ننکانہ نالیوں اور سولنگ کی تعمیر و مرمت

*2911: محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کلسوں اور چک نمبر 5/61 تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں نالیاں / سولنگ کافی عرصہ پہلے بنائی گئی تھیں جو ناکارہ ہو چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹوٹی نالیوں اور سولنگ کی وجہ سے گھروں کے سامنے کئی کئی دن پانی کھڑا رہتا ہے جس سے کئی متعدی بیماریاں پھیل چکی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نالیاں اور سولنگ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ جگہوں پر نالیوں اور سولنگ کی تعمیر کا کام کافی عرصہ پہلے مکمل کیا گیا تھا جن میں سے کچھ نالیاں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہیں اور بازار میں سولنگ بھی خراب ہو چکا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹوٹی ہوئی نالیوں کی وجہ سے گھروں کے سامنے پانی کھڑا رہتا ہے۔
(ج) حکومت نالیاں اور سولنگ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ TMA ننکانہ صاحب کے پاس فنڈز نہ ہیں، جونہی اضافی فنڈز میسر ہوئے تو نالیاں اور سولنگ تعمیر ہو جائیں گے۔

پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں واقع پارکوں اور عملہ صفائی کی تفصیلات

*2919: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں کتنے پارک ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟
(ب) پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں پارکوں کی دیکھ بھال کس محکمہ کے پاس ہے۔ جو مالی ان کی دیکھ بھال کے لئے بھرتی کئے گئے ہیں ان کی تعداد، نام مع پتا جات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے تمام پارک دیکھ بھال نہ ہونے کے سبب تباہ ہو چکے ہیں اور گندگی کے ڈھیر بن چکے ہیں؟
(د) کیا حکومت ان پارکوں کی مناسب دیکھ بھال کرنے اور انہیں مثالی پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں چھوٹے بڑے 13 عدد پارک ہیں۔
(ب) اس وقت پیپلز کالونی کے پارکوں کی دیکھ بھال تحصیل کونسل سٹی گوجرانوالہ کے پاس ہے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے کوئی عملہ بطور خاص بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔ مذکورہ پارک انتظامی حکم کے تحت بغیر عملہ تحصیل کونسل سٹی کے زیر انتظام دیئے گئے تھے۔
(ج) تحصیل کونسل سٹی اپنے دیگر پارکوں کے لئے بھرتی کئے گئے عملہ ہی سے ان پارکوں کی جزوقتی دیکھ بھال کر رہی ہے۔
(د) تحصیل کونسل اپنے ذرائع سے پارکوں کی دیکھ بھال کا انتظام کر رہی ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں پارکس کے لئے مختص جگہوں کی ڈویلپمنٹ اور دیکھ بھال کا مسئلہ

*2921:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ):کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مبارک شاہ روڈ گوجرانوالہ گلستان کالونی کے سامنے اور محلہ محمد نگر اور چاہ حاجی امان اللہ کے درمیان حکومت نے پارکوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پارکوں میں جا بجا گندگی کے ڈھیر اور گندا پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے یہ پارک جوہڑ کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور یہ گندا پانی علاقہ میں موذی امراض پھیلا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان پارکوں کی دیکھ بھال کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کیونکہ پارک کے لئے چھوڑی گئی زمین پر مٹی ڈلوا کر پارک کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور کسی جگہ پر گندگی نہ ہے پارک میں مٹی ڈالنے کی وجہ سے جوہڑ ختم ہو چکا ہے اور پارک کی تعمیر کا کام تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

(ج) زیر تعمیر پارک کے کام کی باقاعدگی نگرانی کی جا رہی ہے۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ: جناب چیئر مین! ابھی وزیر قانون صاحب لوکل گورنمنٹ کے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ میں لاہور کے حوالے سے بات کرتے ہوئے وزیر قانون صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ لاہور کے شہریوں کو ہر روز ان مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ روزانہ کا معمول بن چکا ہے کہ لاہور کے کچھ علاقوں میں کئی کئی گھنٹے ٹریفک جام رہتی ہے۔ خاص طور پر گلبرگ کے علاقے میں جہاں پر واسا کے پائپ بچھائے جا رہے ہیں۔ پائپ ویسے ہی سڑکوں پر رکھ دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے زیادہ تر سڑکیں بلاک ہو چکی ہیں۔ Specially during the rush hours وہاں پر اتنی زیادہ ٹریفک جام ہوتی ہے کہ شہری کئی کئی گھنٹے کھڑے رہتے ہیں اور انھیں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو میں وزیر صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ وہ اس سلسلے میں ہدایات جاری کریں۔ متعلقہ محکمہ جات کو یہ کہیں کہ گلبرک

اور باقی لاہور کی سڑکیں جو کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں انھیں جلد از جلد repair کروایا جائے اور واسا کو ہدایات دیں کہ وہ اپنا کام جلد از جلد مکمل کریں۔ کئی مہینوں سے یہی صورتحال ہے، اس میں کوئی تبدیلی یا بہتری دکھائی نہیں دے رہی۔ شکریہ

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ نے جو point اٹھایا ہے اس کا جواب کس وزیر صاحب نے دینا ہے؟ کیا راجہ بشارت صاحب نے اس کا جواب دینا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ: جی ہاں! راجہ بشارت صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! واسا میرے متعلقہ نہیں ہے۔ واسا والوں نے سڑکیں اکھیڑی ہوئی ہیں اور پائپ پڑے ہوئے ہیں ان کو کہنا ہے کہ کام جلد مکمل کروائیں۔ یہ میرے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! متعلقہ وزیر صاحب تو آج نہیں ہیں تو کیا اس کا جواب کیانی صاحب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں گزارش کرتا ہوں کہ متعلقہ سیکرٹری کو مشتاق کیانی صاحب حکم دے دیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: پلیز! تشریف رکھیں۔ ایک بات مکمل ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ: جناب چیئر مین! میں کہنا چاہ رہی ہوں کہ لاہور میں جو دھڑا دھڑ بلڈنگز بنتی جا رہی ہیں ان سے پارکنگ کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئر مین! وہ معاملہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے متعلقہ ہے لیکن محترمہ نے جو سڑکوں کا معاملہ take up کیا ہے وہ راجہ بشارت صاحب کے under ہے۔ اگر کہیں سیوریج نہیں ہے تو پھر واسا سے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ خود واسا کا فرما رہی ہیں۔ اگر آپ غور فرمائیں تو وہ فرما رہی ہیں کہ واسا کے پائپ باہر پڑے ہوئے ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ انھوں نے واسا کا نام لے کر کہا ہے کہ واسا کے پائپ باہر پڑے ہوئے ہیں اور اس کام کو expedite کرایا جائے۔ چونکہ سیکرٹری ایک ہے

اور کیانی صاحب اس کو حکم دے دیں گے۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب چیئرمین! although میں واسا کا وزیر نہیں ہوں لیکن میں اپنے سیکرٹری کو آج ہی یہ ہدایت دوں گا کہ میری بہن نے جو چیزیں point out کی ہیں ان پر فوری عمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اس وقت ایک انتہائی اہم معاملہ ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ گزارش ہے کہ پنجاب میں بہت بڑے رقبے پر گنا کاشت ہوتا ہے اور جب گنا کاشت ہوتا ہے تو پھر گندم کی بوائی شروع ہوتی ہے۔ محکمہ زراعت کے statistics کے مطابق اگر 15۔نومبر تک گندم کاشت ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ پیداوار ہوتی ہے لیکن ہر سال کی طرح اس بار بھی شوگر ملوں نے کرشنگ سیزن delay کیا ہوا ہے۔ انھوں نے پہلے یکم نومبر اور پھر 15۔نومبر کی بات کی لیکن اب وہ 25۔نومبر کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں غریب کاشتکار جو ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے بھی کم رقبے والا ہے سب سے زیادہ نقصان اس کو ہوتا ہے کیونکہ اب گنا کھیت میں کھڑا ہے جب کٹے گا اور وہاں پر جب گندم کاشت ہو گی تو اس کی پوری پیداوار نہیں ہو گی۔ جس سے ایک تو اس کو ذاتی طور پر نقصان ہو گا دوسرا پنجاب میں over all گندم کی پیداوار بھی کم ہو جائے گی۔۔۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ یہ ایک انتہائی serious معاملہ ہے اور یہ پنجاب کا ایوان ہے جس میں اکثریت کا تعلق زراعت سے ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب! اس بارے میں ہماری PAC نے بھی پیشرفت کی تھی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے بار بار کھاد کے بارے میں اعلان کیا ہے کہ یہ subsidize کر کے کسانوں کو دی جا رہی ہے لیکن ایسا نہیں

ہے۔پورے پنجاب میں کہیں بھی subsidized rate پر کھاد کسانوں کو میسر نہیں ہے۔ابھی کل ہی وفاقی وزیر سکندر بوسن صاحب نے اس بات کو admit کیا کہ کسانوں تک سبسڈی نہیں پہنچ رہی اور ہم اس بارے میں پریشان ہیں۔میں آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ کسانوں کے حوالے سے یہ دو انتہائی اہم معاملے ہیں لہذا ان کو address کیا جانا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔تشریف رکھئے۔رانا آفتاب خان! ہماری کمیٹی میں کین کمشنر صاحب آئے تھے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! وزیر خوراک کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ تشریف رکھیں۔ڈاکٹر صاحب بات تو سنیں۔میں آپ سے ہی متعلقہ بات کر رہا ہوں کہ ہماری PAC کی میٹنگ میں کین کمشنر صاحب آئے تھے اور انھوں نے کوئی یقین دہانی کرائی تھی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ بھی اس کمیٹی میں تشریف فرما تھے اس میں سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر بھی تشریف لائے تھے۔زمینداروں کا یہ مسئلہ تھا کہ جب شوگر کین جائے گا تب مزید فصل کاشت کی جا سکے گی۔انھوں نے ہمیں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ 15۔نومبر تک شوگر ملز چل جائیں گی۔مگر چونکہ شوگر مافیا کسی کے کنٹرول میں نہیں ہے۔اب next problem یہ ہو گا کہ آپ کی wheat sowing ٹارگٹ meet نہیں کر سکے گی۔اب آپ Chair پر تشریف فرما ہیں اس لئے کوئی ایسی direction دیں جس پر implement ہو سکے۔اب یہ کہہ دیا جائے گا کہ انھوں نے وفاقی حکومت سے بات کرنی ہے۔چونکہ ابھی وزیر خوراک بھی بیٹھے ہیں اگر ان کی کوئی بات ہوئی ہے تو بتا دیں۔ہمارے لئے تو یہی فورم ہے جس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، تشریف رکھیں۔جی، چودھری اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ شوگر ملز مافیا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ایسی صورتحال نہیں ہے۔جب یہ مسئلہ ہمارے نوٹس میں آیا تھا تو میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ایک میٹنگ بلائی تھی جس میں سارے DCOs کو بھی بلایا تھا۔

جس جس کی domain میں جو جو شوگر مل آتی ہے انھیں چلانے کے لئے کہہ دیا گیا ہے اور شیڈول کے مطابق ملیں process میں ہیں اور وہ چلا رہے ہیں لیکن اس area میں آ کر تھوڑا سا difference ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ کماد پوری طرح سے mature نہیں ہے اور اس کے contents پورے نہیں ہیں اس لئے ہمیں اس میں نقصان ہوتا ہے۔ مگر ہم نے انھیں ہدایت کر دی ہے۔ ملیں on process ہیں، چل رہی ہیں اور چلنی شروع ہو جائیں گی۔ اب کاشتکاروں کو اس طرح کی شکایت نہیں ہے جس طرح سے پہلے ہو رہی تھی۔

جناب چیئرمین: آپ کوئی تاریخ دیں کہ کب تک یہ ملیں چلیں گی؟

وزیر خوراک: 15۔نومبر کا بتایا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: 15۔نومبر تو گزر گیا ہے۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! 15۔نومبر سے ایک دو ملیں چلنا شروع ہو گئی ہیں اور باقی بھی چل رہی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر کو۔۔۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! اس process میں لیبر بھی آنی ہوتی ہے اور ملوں کا باقی سارا process بھی جاری کرنا ہوتا ہے اس لئے دو چار دن لگ جاتے ہیں۔ وہ سارے 15۔نومبر سے on the job ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! آپ ان کو direction دیں کہ 20۔نومبر تک ملیں چلائیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! ہم 20۔نومبر نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے 15۔نومبر کی direction دی ہوئی ہے کہ وہ ملیں چلا دیں۔

جناب چیئرمین: لیکن آج تک تو ملیں نہیں چلیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! کچھ ملیں چل پڑی ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! آپ 20۔نومبر بروز سوموار ایوان میں رپورٹ کریں گے کہ کتنی ملیں چلی ہیں اور باقیوں کا کیا کیا process چل رہا ہے۔

وزیر خوراک: جی، میں ساری رپورٹ ایوان میں پیش کر دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: Well-done بہت شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آج صبح بھی وقفہ سوالات میں ڈینگی بخار کے معاملے میں بات ہو رہی تھی لیکن چونکہ وقفہ سوالات تھا اس لئے میں اس کے بارے میں تفصیل سے بات نہیں کر سکا۔۔۔

جناب چیئرمین: مخدوم اشفاق صاحب! پلیز باتیں مت کریں۔ اگر باتیں کرنی ہیں تو پھر لابی میں لے جائیں اور ہاؤس کو in order کریں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پورے پاکستان میں ڈینگی بخار کے ڈیڑھ ہزار مریض detect ہوئے ہیں کہ وہ اس میں involve ہیں۔ گورنمنٹ بڑے اچھے طریقے سے اسے patronize کر رہی ہے اور لوگوں میں awareness پیدا کر رہی ہے۔ وفاقی وزیر نے بھی یہ admit کیا تھا کہ اس بخار کو پھیلانے میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور ٹی ایم اے کا حصہ ہے کیونکہ ان کی لاپروائی کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل سٹوروں پر لکھا ہوا ہے کہ ڈینگی بخار کی ویکسین موجود ہے جبکہ ابھی تک اس کی ویکسین بنی ہی نہیں ہے۔ اب awareness تو پیدا ہو چکی ہے لیکن اس وائرس کو ختم کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے یا جس طرح حفظان صحت کے اصولوں کو organize کرنے کی ضرورت ہے وہ ڈسٹرکٹ اور ٹی ایم اے کی سطح پر نہیں ہو رہا۔ وفاقی اور صوبائی حکومت اس پر بڑی تگ و دو کر رہی ہے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ حکومت کو پابند کیا جائے کہ وہ اس مرض کو ختم کرنے کے لئے تدابیر اختیار کرے تاکہ جو یہ لعنت بڑھ رہی ہے اسے ختم کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بگو صاحب! آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ حکومت اس میں پیشرفت کر رہی ہے۔ ہم سیکرٹری ہیلتھ کو direction دیتے ہیں کہ جن میڈیکل سٹوروں پر لکھا ہوا ہے کہ ویکسین موجود ہے ان کے خلاف کارروائی کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں نے بھی اسی سلسلے میں بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ بات تو اب close ہو گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! relevant بات ہے ذرا سن تو لیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! بگو صاحب نے ڈینگی بخار سے ہلاکتوں اور اس کے پھیلاؤ میں اضافے کے لئے بات کی ہے۔ میں بگو صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈینگی بخار صاف پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس ڈینگی بخار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حکومت نے اپنی عوام کو پینے کے لئے صاف پانی فراہم کیا ہے۔ اب جس چیز میں ان کی کامیابی ظاہر ہوتی ہے اس وائرس کو کیسے ختم کیا جائے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس پر تو حکومت کو appreciate کیا جائے اور انھیں کہا جائے کہ ڈینگی وائرس میں مزید اضافہ کرے۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ محترمہ لیلیٰ مقدس کی تحریک پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے اس کا جواب pending تھا۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آج میں نے متعلقہ اہلکاروں کو بلایا ہوا ہے اور وہ میرے آفس میں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: تو کیا اسے سوموار تک pending کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جناب!

جناب چیئرمین: یہ تحریک سوموار تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا!یہ سال مبارکبادوں کا سال ہے۔ میں نے کل بھی ایک مبارکباد دی تھی اور آج پھر آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ جمہوری حکومتیں یہ (ن) لیگ، یہ پیپلز پارٹی اور جتنی جماعتیں ہیں۔ان کو کبھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ کوئی ڈیم بنالیا جائے لیکن یہ خوشخبری میں آپ کو سناتا ہوں کہ آج جس کو یہ فوجی ڈکٹیٹر کہتے ہیں اس نے وہ کام کر دکھایا ہے جو جمہوری حکومتیں نہیں کر سکتیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس نے اعلان کیا ہے کہ 2016 تک تمام ڈیمز بنیں گے includingکالا باغ ڈیم۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پاکستان بننے سے آج تک جو کسی حکومت کو یہ خیال نہیں آیا اور میں نے اس ہاؤس میں سب کے سامنے کہا تھا کہ "بن کر رہے گا کالا باغ" میری دعا قبول ہو گئی اور اسی لئے میں اٹھا ہوں کہ آپ سب کو مبارکباد دے دوں کیونکہ یہ commonمسئلہ غریب اور امیر کا ہے۔اس سے سب کو فائدہ ہے۔

جناب چیئرمین: دستی صاحب آپ صدر صاحب کو مبارکباد کے لئے قرار داد لائیں کیونکہ انہوں نے یہ ڈیم بنایا ہے اور اصل کام تو انہوں نے کیا ہے۔جناب ابراہیم خان!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میں اب ابراہیم خان صاحب کو Floor دے چکا ہوں۔

تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

جناب محمد ابراہیم خان: جناب والا!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم واقعہ اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 2006-11-09 کو میں نے تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی حاجی محمد سے ایک عوامی مسئلہ کے سلسلہ کے بارے میں ٹیلیفون پر بات کی اور کہا کہ موضع سرور شاہ کوٹ میں دو پارٹیوں کی لڑائی میں جو نامزد ملزمان ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں لیکن اس میں کسی بے گناہ کو شامل کریں اور نہ ہی تنگ کریں۔اے ایس آئی مذکورہ نے مجھے کہا کہ مجھے اپنے ڈی ایس پی سرکل مخدوم رشید حبیب احمد کا حکم ہے۔انہوں نے مجھے جن لوگوں کے نام بتائے ہیں میں ان کو بھی اس میں شامل کروں گا۔ چاہے ان کا نام ایف آئی آر میں ہے یا نہیں۔ میں تو اپنے صاحب کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے صاحب کے حکم کی تعمیل ضرور کریں

لیکن بے گناہ لوگوں پر ظلم نہ کریں۔اس پر اے ایس آئی مذکورہ غصے میں آگیا اور کہا کہ آپ میرا زیادہ سے زیادہ تبادلہ کروا سکتے ہیں۔اس سے زیادہ آپ کچھ نہیں کر سکتے۔میں نے آپ جیسے کئی ایم پی ایز دیکھے ہیں میں کسی اور تھانے میں چلا جاؤں گا لیکن میں وہ کام کروں گا جس میں میرے ڈی ایس پی صاحب کی مرضی ہوگی۔جس پر میں نے ڈی ایس پی مخدوم رشید سرکل حبیب احمد سے ٹیلی فون پر بات کی اور کہا کہ آپ کا اے ایس آئی بے گناہ لوگوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسا رہا ہے۔اسے سمجھائیں کہ بے گناہ لوگوں کو تنگ نہ کرے جس پر مذکورہ انتہائی غصے میں آگیا اور کہا کہ تم کون ہوتے ہو مجھے مشورہ دینے والے۔ہم وہی کریں گے جو ہمارا جی چاہے گا اور ساتھ ہی گالی گلوچ اور نازیباالفاظ کا استعمال شروع کر دیا جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین میں شارٹ سٹیٹمنٹ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور اس میں تھوڑی سی مزید وضاحت کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: جب جواب آئے گا اس وقت کر لیں۔راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! معزز رکن سے میری کل ہی بات ہوئی تھی انہوں نے کل ہی یہ تحریک دی تھی تو میں نے اسی وقت اس کو جواب کے لئے بھیج دیا تھا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اسے سوموار تک مؤخر کر دیں۔سوموار کو جواب بھی آ جائے گا اس کے مطابق پھر کوئی فیصلہ بھی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ صدر پرویز مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے قرارداد لائی جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس فلور پر اگر آپ اجازت دے دیں تو جو میرانی ڈیم، پانی کا ایک بہت بڑا ڈیم جس کا افتتاح جنرل پرویز مشرف نے کیا ہے۔پانی کا استعمال اور پانی کا لوگوں کے لئے مہیا

کرنا۔اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ہم نے پانی میں سے زندگی پیدا کی ہے اور زندگی کا اہتمام کرنا ایک بہت احسن قدم ہے۔آپ اگر اجازت دیں تو ہم یہاں پر ویسے صدر پرویز مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کریں۔

جناب چیئرمین: خراج تحسین پیش ہو گیا ہے کیا آپ کوئی resolution move کر رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: خراج تحسین پیش ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ قرار داد لانا چاہتے ہیں ان کو آپ out of turn اجازت دے دیں اور یہ قرار داد لے آئیں۔اگر یہ ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ان کو بھی موقع دیں یہ خراج تحسین پیش کریں اور ہم بھی جو سات سال کی ان کی غلط کاریاں ہیں ان کے متعلق بھی عرض کریں گے۔

جناب چیئرمین: ابھی انہوں نے move تو نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی move نہیں کی۔

جناب چیئرمین: ابھی move نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی یہ move کرنے کے لئے اٹھے تو تھے۔

جناب چیئرمین: تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! ابراہیم خان صاحب سٹینڈنگ کمیٹی ہوم دے ممبر نیں اور شریف آدمی نیں۔انہاں دی تحریک استحقاق admit ہونی چاہیدی اے۔

جناب چیئرمین: جواب آلینے دیں انشاء اللہ تعالیٰ admit بھی ہو جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! اے بڑے معقول آدمی نیں اے غصے دا اظہار کر دے ای نئیں۔اناں نال اے بڑی زیادتی اے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! کل یہ بات ہو رہی تھی کہ 27 ایڈوائزرز فارغ ہوئے۔راجہ بشارت صاحب نے یہ کہا تھا کہ آپ ان میں سے سولہ

co-ordinators جو کہ ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں ان کے صرف نام بتادیں۔ وہ سولہ نہیں ہیں میری اطلاع کے مطابق وہ 19 ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! وزیر قانون نے کل مجھے یہ کہا تھا کہ آپ سولہ کے نام بتادیں تو یہ انیس ہیں۔ میں ان کے نام بھی پڑھ دیتا ہوں۔ سید ظہیر الدین نقوی کوآرڈینیٹر۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار ارشد محمود بگو صاحب، شیخ تنویر احمد!۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ 19 لوگ ہیں، 16 نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ نام آپ راجہ صاحب کو بھیج دیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! انہوں نے کل کہا تھا کہ آپ لسٹ فراہم کریں وہ میں نے فراہم کر دی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ان کو نام بھیج دیں۔ جی، جناب ارشد محمود بگو کی تحریک التوائے کار نمبر 835/06 ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں بیواؤں کو بنیوولنٹ فنڈ کی بندش

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اکتوبر 2006 کو ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق شیخوپورہ ضلع میں بیواؤں کو ایک سال سے بینوولنٹ فنڈ سے گرانٹ نہیں ملی ہے۔ یہ گرانٹ بغیر کسی قانونی وجہ سے ادا نہ کی جارہی ہے جبکہ اس ضلع سے بینوولنٹ فنڈ سے گرانٹ حاصل کرنے والی بیواؤں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ جو اپنے

شوہروں کی وفات کے بعد یہ گرانٹ حاصل کرنے کی مجاز ہیں۔ان کی یہ گرانٹ بند ہونے کی وجہ سے سینکڑوں کی تعداد میں یہ بیوائیں اوران کے بچے شدید اضطراب میں مبتلا ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، میں عرض کرتا ہوں۔جناب والا!اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ صوبائی بہبود فنڈز بورڈ لاہور کا مالی سال کیلنڈر سال کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔بورڈ ہر سال اپنا سالانہ بجٹ دسمبر کے مہینے میں منظور کرتا ہے۔یہ منظور کردہ بجٹ تمام ضلعی بہبود فنڈ بورڈوں کو جن کے چیئرمین ڈی سی او ہوتے ہیں ان کو چار قسطوں میں جاری کیا جاتا ہے۔اس جاری کردہ بجٹ سے تمام گرانٹس جن میں میرج گرانٹ، تعلیمی وظائف، تجہیز و تکفین اور بیواؤں کے لئے ماہانہ گرانٹ شامل ہے۔beneficiary کو جاری کی جاتی ہے۔اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے دو فیصد بینوولنٹ فنڈ کی کٹوتی کی جاتی ہے اور اس کٹوتی سے حاصل کردہ رقوم سے صوبائی بہبود فنڈز بورڈ اپنا سالانہ بجٹ ترتیب دیتا ہے۔صوبائی بہبود فنڈ بورڈ ضلعی بہبود فنڈ شیخوپورہ کو مندرجہ ذیل بجٹ جاری کر چکا ہے۔2005 میں ہم نے 99 لاکھ 93 ہزار روپے جاری کئے۔اس کے بعد پھر دوبارہ 49 لاکھ روپے جاری ہوئے اوراس کے بعد 43 لاکھ روپے جاری ہوئے۔ان کے چیک نمبر بھی باقاعدہ دیئے گئے ہیں۔2006 میں پھر ہم نے 24 لاکھ 55 ہزار 365 روپے ایک جاری کیا۔22 لاکھ 40 ہزار روپے ایک جاری کئے۔24 لاکھ 55 ہزار روپے ایک جاری کئے اور 89 لاکھ 55 ہزار روپے ایک جاری کئے۔اس ضمن میں مزید عرض یہ ہے کہ اگست 2006 تک ضلعی بہبود فنڈ شیخوپورہ بیواؤں کی ماہانہ گرانٹ کی 1916 running cases تھے جن کو بینوولنٹ فنڈ کی قانون کے مطابق ادائیگی کی جا رہی ہے۔لہذا وہ چیک جاری ہو چکا ہے اگر یہ confusion تھی دور ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم مزید بھی دور کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن محکمے کے جواب کے مطابق فنڈز جاری ہو چکے ہیں اور آگے لوگوں کو اس کی اقساط بھی جاری ہو رہی ہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں نے دو مہینے پہلے بھی اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار یہاں پر جمع کروائی تھی اور اس میں بھی اسی طرح کا مسئلہ تھا اور جب میں نے تحریک التوائے کار جمع کروائی تو پھر اس پر عملدرآمد ہوا۔اب اس میں میری درخواست یہ ہے کہ یہ

مسئلہ ایک سال سے pending تھااور جس طرح راجہ صاحب نے فرمایاہے پنجاب گورنمنٹ نے اس پر فنڈ بھی جاری کر دیئے ہوں گے میں نے اس تحریک میں یہ کہاہے کہ انہوں نے ان بیواؤں کو بینوولنٹ فنڈ کی ادائیگی کر دی ہے پنجاب گورنمنٹ نے تو فنڈز جاری کر دیئے ہوں گے۔ راجہ صاحب مجھے on the floor of the House یہ بتادیں کہ ان بیواؤں کوادائیگی ہو گئی ہے۔

جناب چیئر مین: یہ چیک کرکے Monday کوآپ کو بتادیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے،جناب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ چیک جاری کئے جارہے ہیں لیکن ہمیں sure ہے کہ جو رقم ہم نے دے دی ہے اس کی آگے disbursement بھی ہو گی۔

جناب چیئر مین: جناب ارشد محمود بگو!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!یہ معاملہ کل Call Attention Notice پر discuss ہو چکاہے،so اس کو dispose of فرمادیں۔

جناب چیئر مین: جناب ارشد محمود بگو!

مجاہد روڈ سیالکوٹ میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر دکاندار کی ہلاکت

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 17۔اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق تھانہ نیکاپورہ،سیالکوٹ کے علاقہ علامہ اقبال روڈ پر گزشتہ شب مجاہد روڈ پر لوہے کی دکان کے مالک 38 سالہ عطاء الرحمٰن سے موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے اسلحہ کی نوک پر موبائل فون چھیننے کی کوشش کی اور مزاحمت پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے عطاء الرحمٰن کو شدید زخمی کر دیا جبکہ ایک ڈاکو اپنے ہی ساتھی کی فائرنگ سے زخمی ہو گیا۔ دونوں ملزمان موقع سے فرار ہو گئے۔ بعد ازاں زخمی عطاء الرحمٰن ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ پولیس

نے ملزمان کو گرفتار کر کے ان سے آلہ قتل، موبائل فون اور موٹر سائیکل برآمد کر لی ہے۔ مگر ان کے خلاف قتل، ڈکیتی اور دہشت گردی کے مقدمات کا اندراج نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ان سے مزید تفتیش کی جارہی ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! جواب میرے پاس موجود ہے۔ میں اس میں انتہائی مختصر وضاحت کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن نے جس واقعہ کی نشاندہی فرمائی ہے وہ واقعہ درست ہے لیکن ان کا یہ فرمانا کہ وہاں پر مقدمات درج نہیں ہوئے یا مقدمات میں relevant sections کا اطلاق نہیں کیا گیا تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مقامی پولیس نے تھانہ میں اس بابت مقدمہ نمبر 368/2006 مورخہ 06-10-15 بجرم 34/324-392-302 تھانہ نیکا پورہ سیالکوٹ درج کیا جس کی تفتیش خالد محمود سب انسپکٹر تفتیشی افسر نے زیر نگرانی ایس ایچ او تھانہ نیکا پورہ تفتیش عمل میں لائی اور ہم نے ہر ممکن کوشش کر کے ان ملزمان کو بھی گرفتار کر لیا ہے اور اس کے بعد آلہ قتل 06-10-16 اور مال مسروقہ موبائل فون مع نقدی بھی ہم نے برآمد کر لی ہے۔ دوران interrogation ملزمان کی نشاندہی پر موٹر سائیکل جو دوران واردات استعمال ہوئی تھی وہ بھی برآمد کر لی گئی ہے اور ملزمان کے خلاف اسلحہ برآمدگی کے علیحدہ علیحدہ مقدمات زیر دفعہ 20/65-13 آرڈیننس تھانہ رنگ پورہ میں درج کروائے چونکہ وقوعہ دو کس ملزمان نے کیا لہذا ان کے خلاف مقدمات درج ہو چکے ہیں، تفتیش ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئر مین: اس تحریک التوائے کار کے mover بگو صاحب جواب سے مطمئن ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئر مین! شکریہ۔ چونکہ بگو صاحب کی تحریک التوائے کار پولیس کے حوالے سے تھی لہذا میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک نہایت اہم اور سنگین

واقعے کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں میرے حلقہ کی ایک آبادی میں ڈکیتی ہوئی، دونو جوانوں اور ایک 40/45 سالہ ڈاکو تھا اور وہ کل جب اس ڈکیتی کے مقدمے کے لئے تھانے گئے تو جس بندے کے ساتھ ڈکیتی ہوئی تھی اس نے اس تیسرے ڈاکو کو پہچان کر پکڑ لیا کہ ڈکیتی اس بندے نے کی تھی۔ یہ تھانہ شاہدرہ کا واقعہ ہے وہ سارے لوگ کل جب وہاں اکٹھے ہوئے کہ یہ کون ہے اس کو پکڑ و تو بعد میں پتا چلا کہ وہ اختر نامی شخص ہے اور میں جناب لاء منسٹر سے خصوصی طور پر کہوں گا کہ وہ اس وقت تھانہ شفیق آباد میں اے ایس آئی کے طور پر تعینات ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت وہاں پر تھانے کے اندر بہت ہنگامہ ہوا، وہاں پر اس آبادی کے 200/250 لوگ موجود تھے۔ حق نامی بندے کے ساتھ اس کی گلی میں ڈکیتی ہوئی تھی، اس سے 25 ہزار روپیہ لوٹا گیا اور اس کے بعد اس علاقے کا پوراوفد ڈی ایس پی رانا عظیم صاحب کے پاس گیا اور ان کے knowledge میں لے کر آئے۔ میں اس اہم اور نہایت سنگین واقعہ کے حوالے سے کہوں گا کہ روایتی طور پر تو یہ کہا جاتا ہے کہ وردی میں ملبوس پولیس ڈاکو ہے لیکن تھانہ شاہدرہ کا یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ 100/150 بندے کے درمیان اس مدعی نے اس اختر نامی اے ایس آئی کو پکڑ کر وہاں ہلہ گلہ کر دیا کہ یہ میرا ملزم ہے۔ انہوں نے جب مجھے سیشن کے بعد فون کیا تو میں وہاں پر گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ یہ کوئی ان کے ساتھی ہیں جب ساری تحقیق ہوئی تو پتا چلا کہ وہ تھانہ شفیق آباد کا اے ایس آئی ہے تو میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب اس پر چیک کروا کر پرسوں آپ کو بتادیں گے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

حکومت کی طرف سے ترقیاتی منصوبوں کی کنسٹرکشن کے ریٹ بڑھانے پر ٹھیکیداروں کا کام میں لیت ولعل

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے سرکاری سطح پر تعمیراتی منصوبہ جات کے لئے طے کیا ہے کہ ہر چھ ماہ بعد تعمیراتی کام کے نئے ریٹ طے کئے جائیں گے۔ جس کے نتیجہ میں ہر چھ ماہ بعد کام کا ریٹ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات ٹھیکیدار اسی بنیاد پر کام بھی چھوڑ جاتا ہے کہ نئے ریٹ کے مطابق وہ

گھاٹے میں جاتا ہے یعنی کم منافع حاصل کر پاتا ہے۔اس پالیسی سے عملی مشکلات میں محکمہ جات کے اہلکاران وافسران میں اسی پالیسی سے خوش نہ ہیں بلکہ اس کو کام میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔ لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میرے محترم بھائی ہمیشہ بہت مناسب نشاندہی فرماتے ہیں تو اس میں بھی تھوڑی سی میری وضاحت کی ضرورت تھی تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کر دیتا ہوں۔ حکومت پنجاب سرکاری سطح پر تعمیراتی منصوبہ جات کے ریٹس میں ہر تین ماہ بعد مارکیٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ردوبدل کرتی ہے۔تاہم ٹھیکیدار انہی ریٹوں کاحقدار ہوتا ہے جو ٹینڈر میں درج کرتا ہے اور جس کی بنیاد پر وہ محکمہ کے ساتھ معاہدہ طے کرتا ہے۔ تمام معاہدہ جات میں accelerationکی شق موجود ہے جس کی بنا پر منتخب تعمیراتی مٹیریل کی قیمت میں کمی بیشی ہونے پر معاہدہ میں درج شدہ آئٹمز پر accelerationادا کی جاتی ہے۔ ٹھیکیدار اور محکمہ کے اہلکاران اس پالیسی سے مطمئن ہیں۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں چند ایک آئٹمز ہیں جس کی باقاعدہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائیٹ کے اوپر ہر ماہ آتی رہتی ہیں کہ اس میں accelerationکتنا ہو گیا ہے وہ اسی کے بارے میں صرف حقدار ہوتے ہیں لیکن contract میں جو accelerationدی گئی ہے اس کے علاوہ کسی چیز پر نہیں ہوتا اس لئے ٹھیکیدار اور محکموں میں کوئی بے چینی نہیں پائی جاتی۔

جناب چیئر مین: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین!ظہیر صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں کہ ہر تین ماہ بعد یہ ریٹس determineہوتے ہیں۔اس میں لکھتے وقت مجھ سے کوئی غلطی ہوئی یا سیکرٹریٹ میں اس میں کچھ ہو گیا، اصل میں پہلے یہ ہر مہینے ہوتا تھا اور اس سے بڑے problemsہوتے تھے اب یہ تین مہینے بعد شروع ہو گیا ہے۔اب بھی عملی پوزیشن یہ ہے کہ ایک پراجیکٹ کی ,estimation designing and feasibility reportکے بعد بعض کیسز کے اندر چار چار، پانچ پانچ مہینے لگ جاتے ہیں اب جب وہ final tendering stageپر پہنچتا ہے تو پتا لگتا ہے کہ تین ماہ کے بعد ریٹس reviseہو گئے ہیں تو اب ان ریٹس کے اوپر کام نہیں ہوتا۔

جناب چیئر مین: وسیم صاحب! میری اطلاع کے مطابق ریٹس کم ہو گئے ہیں لیکن ٹھیکیدار ریٹس تبدیل نہیں کرنا چاہتے اس کی تفصیل میرے پاس ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو تین، تین مہینے والا معاملہ ہے یہ چھ چھ مہینے تک لے جایا جائے تاکہ عملی طور پر کام شروع ہوں۔ میں اپنے حلقے میں تین چار ایسے منصوبوں کی نشاندہی کر سکتا ہوں جو اس وجہ سے ٹھیکیدار چھوڑ گئے ہیں، وہ سڑک پر پتھر ڈال کر چلے گئے ہیں اور اب اس پر دو دو سال سے کوئی کام نہیں ہو رہا۔

جناب چیئر مین: آپ وزیر صاحب کو ان سڑکوں کی لسٹ دے دینا، یہ چیک کروا کر آپ کو بتا دیں گے یہ تحریک dispose of ہوئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے مل کر بات کر لوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں ٹھیک ہے جی۔

902/06

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میری تحریک التواء نمبر 902/06 بہت ہی important قسم کی ہے اگر جناب! اسے پیش کرنے کی اجازت دے دیں تو۔۔۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک وزیر صحت کے متعلق ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میں اس تحریک کو Monday کو out of turn پڑھنے کے لئے pending کر دیتا ہوں کیونکہ وزیر صاحب نہیں ہیں اس لئے آج اس کو پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں اور آپ اسے pending کر دیں۔

جناب چیئر مین: آپ کو اجازت ہے اس کو Monday کے لئے سر فہرست کر دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جناب!

جناب چیئر مین: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

بہاولپور ڈگری کالج میں داخلہ کے لئے میرٹ کو نظر انداز کیا جانا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور شہر میں موجود ڈگری کالجز نے اپنے طور پر اصول طے کیا ہوا ہے کہ گریجویٹ سال اول کی کلاسز میں داخلہ کے لئے طلبہ وطالبات کے لئے نوے فیصد کوٹا اپنے ہی کالج کے طلبہ وطالبات کے لئے مختص کر دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں قریب دیہات میں موجود ہائر سیکنڈری سکول کے طلبہ وطالبات باوجود اچھے نمبروں کے داخلہ سے محروم ہو جاتے ہیں اور کم نمبروں والے طلبہ وطالبات اسی کالج کے ہونے کی وجہ سے داخل ہو جاتے ہیں۔اس ناانصافی سے بہت سے طلبہ وطالبات ہر سال متاثر ہوتے ہیں۔اس ظلم کی اصلاح ہونی چاہئے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب! یہ تحریک آپ سے متعلقہ ہے۔آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اس کو Monday تک pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: Monday کو یہاں سیکرٹری سکولز اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن بھی آجائیں گے ان کی موجودگی بھی یہاں ضروری ہے لہذا اس کو Monday تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت 04-2003 پر بحث ہے۔اس پر بحث کا آغاز وزیر بیت المال کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین بھی بحث میں حصہ لے سکتے ہیں لہذا جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں بھجوادیں۔

وزیر بیت المال، بیت المال بابت سال 04-2003 کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک پیش کریں اور بحث کا آغاز کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پونے بارہ ہو گئے ہیں اگر آپ اس میں بحث شروع کروائیں گے اور میرا خیال ہے کہ آج وزیر بیت المال اعجاز شفیع صاحب

صبح کے تیار ہو کر ڈنڈ شنڈ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں تو میری یہ درخواست ہے کہ آج جمعہ ہے اس پر بحث بھی نہیں ہو سکے گی اور آپ اراکین کی تعداد بھی ملاحظہ فرمالیں اور گورنمنٹ کے پاس بزنس نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس ایجنڈا آگیا ہے لہذا میری درخواست ہے کہ اگر اس کو Monday or Tuesday پر کر دیا جائے تو یہ بڑا بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: وزیر بیت المال صاحب اپنی تحریک پڑھ دیں اور بحث Monday کے لئے رکھ لیں گے۔وزیر صاحب! آپ اپنی رپورٹ put up کریں۔

سرکاری کارروائی

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

محکمہ بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر بیت المال: شکریہ۔جناب چیئرمین! میرے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ میں آج ایوان میں بیت المال بابت سال 04-2003 کی رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔مجھے یہ بتاتے ہوئے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ پرویزالٰہی صاحب نے عوام کے ساتھ غربت کے خاتمے کی جو commitment کی ہے اس کو ہم نے بیت المال کے محدود وسائل سے کم کرنے کی کوشش کی۔گو کہ ہمارے وسائل کم تھے لیکن اس کے باوجود ہم نے کوشش کی کہ ہم غربت میں کمی لا سکیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نے اس میں بہت حد تک کمی لے آئے ہیں لیکن ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اس کو کم کیا جائے کیونکہ ہمارے وسائل کم تھے اس لئے first come, first serve کے اصول کے تحت ہم نے غریب، نادار اور بے سہارا لوگوں کو مالی امداد، میرج گرانٹ، تعلیمی وظائف اور medical treatment کی شکل میں انہیں facilitate کیا ہے۔

جناب چیئرمین! بیت المال کی سالانہ پراگریس رپورٹ 2003 معزز اراکین کو 2005-03-28 اور سال 2004 کی سالانہ رپورٹ 2006-06-09 کو پیش کر دی گئی تھی۔اب میں اپنے محکمے کی کمیٹیز کی پراگریس رپورٹس آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اس میں سال 2003 کے اندر محکمہ فنانس نے ہمیں 5 کروڑ روپیہ دیا جو ہمارے محکمے کو 31۔اکتوبر 2003 کو وصول ہوا۔اسی سال 5 کروڑ کے علاوہ ہمارے پاس کچھ

سرمایہ کاری پر profit تھا اور کچھ ہمارے پاس بقایا جات تھے ان سب کو اکٹھا کر کے ہم نے سال 2003 کے اندر کل 8 کروڑ 84 لاکھ 84 ہزار روپے 16 ہزار 186 مستحقین میں تقسیم کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے سوشل سیکٹرز میں عوامی فلاح و بہبود کا کام کرنے والی 440 این جی اوز کو 2 کروڑ 79 لاکھ 51 ہزار روپے کے فنڈز دیئے۔اسی طرح ہم نے تعلیمی وظائف میں بچوں کو تقریباً 33 لاکھ 81 ہزار 5 سو روپے دیا، اسی طرح قرضہ حسنہ کی شکل میں 2003 میں 93 لاکھ 43 ہزار روپیہ اور میرج گرانٹ کی صورت میں ہم نے 33 لاکھ 46 ہزار روپیہ دیا۔

جناب چیئرمین! اسی طرح 2004 کے اندر پھر پنجاب حکومت نے ہمیں 5 کروڑ روپے کی گرانٹ دی چونکہ ہماری صوبائی بیت المال کونسل کا tenure تین سال کا ہوتا ہے جو last کونسل تشکیل پائی تھی اس کی تشکیل نومبر 2000 میں ہوئی تھی جو نومبر 2003 میں expire ہو گئی۔ ہماری کونسل کی جو نئی تشکیل ہوئی وہ 11-دسمبر 2003 میں ہوئی۔اسی طرح دسمبر 2003 میں، میں نے بطور وزیر اس محکمے کا چارج سنبھالا اور اس دوران کمیٹیوں کی مدت بھی مکمل ہو چکی تھی جو کہ تین سال ہوتی ہے۔ نئی کمیٹیوں کی ہم نے تشکیل کی اور اس سال ہم نے تقریباً دو کروڑ 67 لاکھ 36 ہزار روپے 6882 مستحقین میں تقسیم کئے۔چونکہ کمیٹیاں کچھ عرصہ کے لئے نہیں بنی تھیں اس دوران ہم نے اس سسٹم کی continuity کے لئے ہماری جو کونسل کی انتظامی کمیٹی ہے اس کے ذریعے ہم نے عوام کی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تقریباً 84 لاکھ 37 ہزار روپیہ 287 مستحقین میں تقسیم کیا۔اسی دوران ہم نے این جی اوز کو جو کہ عوامی فلاح و بہبود کے کام کرتی تھیں، ان کو ایک کروڑ 7 لاکھ 57 ہزار روپیہ تقسیم کیا۔ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی commitment ہے کہ ہماری حکومت عوام دوست، غریب دوست حکومت ہے اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ محکمہ جو سابق ادوار میں ہمیشہ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہوتا رہا، ہمیشہ اس کے فنڈز منظور نظر لوگوں کو دیئے گئے لیکن جب سے ہماری موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا اس وقت سے لے کر آج تک اس کو پوری دیانتداری اور پوری ایمانداری کے ساتھ ہمارے محکمے اور ہماری حکومت نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ بیت المال کا فنڈ صحیح تقسیم ہو۔یہ وہ فنڈ ہے جو خالصتاً غریب، نادار اور بے سہارا لوگوں کی امانت ہوتی ہے، اس امانت کو ہم نے پوری دیانتداری اور ایمانداری کے ساتھ عوام تک پہنچایا ہے۔ گو کہ ہمارے وسائل کم ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ ہم اس کو پوری transparent طریقے سے ان مستحق لوگوں تک پہنچایا جائے

جواس کے حق دار ہیں۔

جناب چیئر مین! جیسا کہ ابھی بگو صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس پر discussion پیر والے دن رکھ لیں تو میں نے جو اپنی open speech کی ہے اس کو windup کرتا ہوں اور انشاء اللہ میں امید کروں گا کہ ہمارے معزز اراکین اس کی improvements کے لئے جو بہتر تجاویز دیں گے اس پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ غور کریں گے اور اس میں جو improvements لانی ہوں گی ان کو ہم آگے لا کر اس پر عملدر آمد کریں گے کیونکہ ہماری commitment غریب عوام کے ساتھ ہے، اس عوام کی بھلائی کے لئے میں امید کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن اور حکومت کے دوست بھی اپنے غریب عوام کی بھلائی کے لئے جو بہتر تجاویز دیں گے ان تجاویز کو ہم adopt کریں گے اور جو ہمیں اچھی رہنمائی ملے گی ہم اس کو adopt کریں گے اور ان کو facilitate کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ بات یہ ہے کہ آپ کے پاس فنڈز بہت کم ہیں، آپ اس میں سے کسی کو کیا دیں گے۔ آپ اس کے دس پندرہ گنا فنڈز بڑھائیں بے شک اس ہاؤس سے قرارداد پاس کروائیں۔ اس وقت آپ کے پاس جو فنڈز ہیں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 20۔نومبر 2006 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

197

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور مصدرہ 2006

199

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

سوموار، 20۔نومبر 2006

(یوم الاثنین، 27۔شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ
يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ
لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۸
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۹

سورة التّحريم آيات 8 تا 9

مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ اس دن پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا۔ اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف

کرنا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (8) اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے (9)

وما علینا الا البلاغo

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ زکوٰۃ وعشر اور آبکاری و محصولات کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلے سوال نمبر 3914 محترمہ ثمینہ نوید!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کی کارروائی شروع کر لیں پھر اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ You don't have to read the question number آپ صرف نام لیا کریں This is the job of the Member, to say my question number is so and so.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے اقدامات کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پرسوں بھی ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی کہ ڈینگی فیور نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں بہت بری طرح سے پھیل رہا ہے۔اس کی صورتحال یہ ہے کہ ہسپتالوں میں دن بدن مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور محکمہ صحت کی کوئی پالیسی ہے اور نہ ہی ان کو پتا ہے کہ کتنے لوگ پنجاب میں ڈینگی فیور سے متاثر ہوئے ہیں ان کی تعداد کیا ہے اور کس طرح سے ہم نے اس کو tackle کرنا ہے۔آج کے اخبارات آپ ملاحظہ فرمالیں اس میں وزیر صحت نے محکمہ صحت کے افسران پر بڑی ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے وزیر موصوف کو غلط اعداد وشمار فراہم کئے تھے۔

جناب سپیکر! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر اگر پنجاب میں قابو نہ پایا گیا تو شاید یہ مسئلہ کافی آگے چلا جائے۔میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ کہوں گا وزیر صحت اگر موجود ہیں تو میں ان سے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے بھی درخواست کروں گا کہ یہ اس پر کوئی policy statement دیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور اس وقت کتنے مریض ڈینگی بخار میں مبتلا ہیں اور حکومت پنجاب ڈینگی فیور کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے رونا آرہا ہے اپنے معزز رکن کی کم علمی پر کہ جنہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ حکومت نے ڈینگی فیور کے خاتمہ کے لئے کیا کیا اقدامات کئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے صرف تنقید کرنی ہوتی ہے کام تو انہوں نے کرنا نہیں ہوتا۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ حکومت نے سب سے پہلے Awareness Programme شروع کیا، اخبارات میں اشتہارات دیئے اور اس میں اس کی احتیاطی تدابیر بتائی اور اس کے causes بتائے گئے کہ یہ ڈینگی فیور کیسے ہوتا ہے اور یہ کہاں کہاں پایا جاتا ہے یہ صاف پانی کا وائرس ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک بڑی walk arrange کروائی تھی جس میں تقریباً ایک ہزار لوگ شامل تھے اور یہ صرف عوام کی awareness کے لئے۔ اس کے علاوہ تمام ٹیچنگ ہسپتال، تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں یہ Awareness Programme کروائے گئے ہیں اور ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ڈینگی وائرس کے لئے baseline investigation کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے تمام ہسپتالوں میں blood examination ہو رہے ہیں جس میں total leucocytes count کروائے جاتے ہیں جو کہ normally چار ہزار سے گیارہ ہزار تک ہوتے ہیں۔ اس بخار میں وہ کم ہو کر دو ہزار تک ہو جاتے ہیں platelet count کم ہو جاتے ہیں۔ یہ سہولت تو ہر ہسپتال میں موجود ہے۔ اس کے بعد جہاں تک اس کے علاج کا تعلق ہے اس کی دو اقسام ہیں ایک کلاسیکل ڈینگی فیور ہے اور ایک hemorrhagic ہے۔ جتنے بھی آج تک مریض آئے ہیں میں نے تمام ہسپتالوں میں visit بھی کیا ہے اگر انہوں نے اخبارات کا مطالعہ کیا ہوتا یا اپنے آپ کو انہوں نے کسی ہسپتال میں جانے کی زحمت دی ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا۔ وہاں مریضوں کو صرف پیرا سیٹامول دی جا رہی ہے کیونکہ انہیں isolation کی ضرورت نہیں ہے اور یہ man to man transfer نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اس کو ختم کرنے کے لئے سپرے بھی کروایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں 19 ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور ہم نے 19 fog machines بھی رکھی ہیں۔ نارتھ لاہور کے علاوہ تمام پنجاب میں بھی سپرے کروایا گیا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مریضوں کی تعداد بتدریج کم ہو رہی ہے۔ پنجاب میں 232 مریض detect ہوئے تھے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔بی بی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا!میں تو ابھیvisitکرکے آئی ہوں ابھی میں راولپنڈی میں ہولی فیملی ہسپتال میں گئی ہوں۔میں اس کیfigures tipsپر آتی ہیں۔انہیں خود کوئی پتا نہیں ہے۔اس کے علاوہ میں لاہور جنرل ہسپتال،گنگارام ہسپتال تمام جگہوں پر گئی ہوں اور اب تک جو سپرے کروائے گئے ہیں جوpremeditationsکروائی گئی ہیں اور ویسے بھی یہ summerکاوائرس ہے اور بہت زیادہawarenessکی وجہ سے یہ کم ہوگیا ہے اور مریض بتدریج کم ہورہے ہیں۔اپوزیشن کا کام صرف شور مچانا ہے۔

سوالات

(محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔بی بی!آپ تشریف رکھیں۔میرا خیال ہے کہ بگو صاحب نے جو پوائنٹraiseکیا ہے آپ اس چیز سےaware ہیں اور اس کے لئے کوشش بھی کر رہی ہیں۔ان کا پوائنٹ آؤٹ کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ کم از کم نوٹس لیں۔Alreadyآپ کے نوٹس میں یہ بات ہے اور آپ محنت بھی کر رہی ہیں انشاء اللہ اس پر عمل بھی ہوگا۔سوال نمبر3914 محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):سوال نمبر3914۔

ضلع بہاولنگر زکوٰۃ وعشر کی مد میں ملنے والی گرانٹ اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3914: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) زکوٰۃ وعشر کی مد سے ضلع بہاولنگر کو سال03-2002اور04-2003میں کل کتنی رقم دی گئی؟

(ب) ضلع کو ملنے والی رقم کو تحصیل وار تقسیم کیا جاتا ہے یا آبادی کے لحاظ سے، تفصیلاً بیان کیا جائے؟

(ج) مذکورہ سالوں میں تحصیل بہاولنگر کو کل کتنی رقم دی گئی یہ رقم کتنے لوگوں میں تقسیم کی گئی مستقل بحالی سکیم کے تحت کتنے لوگوں کی امداد کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) زکوٰۃ و عشر کی مد سے ضلع بہاولنگر کو سال 03-2002 اور 04-2003 میں کل رقم مبلغ -/23,00,99,174 روپے دی گئی۔

(ب) ضلع کو ملنے والی رقم کو تحصیل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے مساوی تقسیم کیا جاتا ہے تاہم صوبائی زکوٰۃ کونسل نے اپنے 63ویں اجلاس مورخہ 2003-08-09 میں ہدایت فرمائی کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو آبادی کی بنیاد پر رقم کا اجراء کیا جائے۔

(ج) مذکورہ سالوں میں تحصیل بہاولنگر کو مبلغ -/6,66,59,171 روپے کی رقم فراہم کی گئی یہ رقم -/27,074 مستحقین میں تقسیم کی گئی۔ مستقل بحالی زکوٰۃ سکیم کے تحت 1745 مستحقین کی مدد کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سوال کے جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ مذکورہ سالوں میں تحصیل بہاولنگر کو مبلغ -/6,66,59,171 روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ یہ رقم -/27074 مستحقین میں تقسیم کی گئی ہے اور مستقل بحالی زکوٰۃ سکیم کے تحت 1745 مستحقین کی مدد کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تحصیل منچن آباد جو میرے ڈسٹرکٹ بہاولنگر کی ایک تحصیل ہے اور یہیں سے میرے بھائی وزیر صاحب کا بھی تعلق ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ مذکورہ سالوں میں کتنی رقم ان کے اپنے حلقے میں مستحقین کو دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مستقل بحالی کے لئے جو سکیم ہے اس سے کتنے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے؟ پلیز! اس کی مجھے تفصیل بتائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! بہاولنگر سب سے بڑی تحصیل ہے 04-2003 میں یہاں 6 کروڑ 66 لاکھ روپے ان سالوں میں دیئے گئے اور چشتیاں میں 5 کروڑ 10 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ ہارون آباد میں 4 کروڑ 36 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ منچن آباد میں 3 کروڑ 75 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں فورٹ عباس 3 کروڑ 20 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم یونین کونسل لیول پر آبادی کی بنیاد پر فنڈز تقسیم کرتے ہیں۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ہر یونین کونسل میں انہوں نے جو آبادی determine کی ہے اس کی مجھے تفصیل بتادی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! ہم جو تقسیم کرتے ہیں وہ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے حساب سے کرتے ہیں یونین کونسل کے حساب سے نہیں کرتے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! انہوں نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ ہم یونین کونسل میں آبادی کی بنیاد پر فنڈز تقسیم کرتے ہیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ابھی چھ یونین کونسلوں کے نام لئے ہیں کہ یہ رقم ہم نے تقسیم کی ہے۔ یہ مجھے بتادیں کہ ان چھ یونین کونسلوں کی آبادی کتنی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! میں نے تو یونین کونسلوں کا ذکر ہی نہیں کیا۔ میں نے تحصیلوں کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! انہوں نے یہ تو لکھا ہے کہ تحصیل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے مساوی تقسیم کیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اضلاع کے درمیان یہ جو زکوٰۃ فنڈ کی تقسیم ہے یہ کس بنیاد پر کی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی جاتی ہے۔ ہمیں جو رقم مرکز سے وصول ہوتی ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ملتی ہے اور ہم ضلع میں بھی آبادی کی بنیاد پر رقم دیتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پنجاب میں جب گرانٹ آتی ہے تو پنجاب کے 35اضلاع ہیں ان میں آبادی کی بنیاد پر رقم تقسیم کی جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کوئی ایسا فارمولہ ہے جس کے تحت جو زیادہ پسماندہ علاقہ ہے یا جہاں پر غربت زیادہ ہے وہاں پر امداد کا کوئی سپیشل تناسب نہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! اگر فیڈرل زکوٰۃ کونسل میں کوئی انفرادی کیس بھجوایا جائے تو اس کے لئے منظوری آسکتی ہے otherwise ہمارے پاس اس کا اختیار نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے جو محترم بھائی وزیر صاحب ہیں جن کا تعلق منچن آباد سے ہے جتنا فنڈ وہاں پر دیا گیا ہے میرے خیال کے مطابق بہاولنگر کی باقی چار تحصیلوں میں اتنا فنڈ نہیں گیا۔ اگر گیا ہے تو مجھے اس کی تفصیل بتا دیں کہ منچن آباد میں کتنا فنڈ گیا ہے اس کے علاوہ چشتیاں، فورٹ عباس، ہارون آباد اور بہاولنگر کو کیا دیا ہے؟ پھر آپ اس کا موازنہ کر لیں تو آپ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ زیادتی کہاں ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ منچن آباد کے حلقے کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا کارڈ نہ بنا ہو جس کو انہوں نے اس سکیم کے تحت oblige نہ کیا ہو۔ ہمارے بہاولنگر کے لوگ جو چکر لگا لگا کر رہ جاتے ہیں۔ پچھلے ہی دنوں ایک خاتون چکر لگا لگا کر جب وہ ڈاکخانے سے نکلی تو بس کے نیچے آ کر مر گئیں اور صرف زکوٰۃ کے لئے اس محکمے کا یہ حال ہے۔ دعوے سے کہا جا رہا ہے کہ ہم آبادی کے لحاظ سے ان کو فنڈز تقسیم کر رہے ہیں۔ اس سے بڑا جھوٹ اور زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ جب سارے کے سارے فنڈز منسٹر صاحب اپنے حلقے میں لے جائیں گے تو دوسرے لوگ کیا کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ آپ نے تفصیل بتا دی ہے ان کے جواب آنے سے پہلے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے جو ڈیمز کے متعلق زبانی گزارشات کی ہیں اس کی لکھ کر قرارداد پیش کریں تا کہ جو بات ہاؤس میں متفقہ طور پر پاس کی جائے اور اخباروں میں بھی آئے۔ میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تو وقفہ سوالات ہے اگر آپ قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو بعد میں پیش کر دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! اس کا کریڈٹ آپ کو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں گزارش کرتا ہوں کہ میں قرارداد پاکستان، قرارداد کالا باغ ڈیم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دستی صاحب کی عمر کے تقاضے کے پیش نظر ہمیں کبھی کبھی ان کو رعایت دینی پڑتی ہے۔ ہم آپ سے بھی توقع رکھیں گے کہ آپ بھی ان کا احترام کریں، عمر کا تقاضا ہے کوئی ایسی بات نہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ سب سے سینئر ہیں مگر ایک ضابطہ کار ہے، Rules of Procedure ہے، مجھے تو افسوس ہے کہ یہ اتنے سینئر ہیں اور ان کو چاہئے تھا کہ پہلے move کرتے، rules suspend ہوتے مگر وہ پڑھ رہے ہیں۔ مجھے تو بڑا افسوس ہے۔ آپ اس House کو Rules of procedure کے مطابق چلائیں۔ آپ ان کو پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں مجھے کلو صاحب پر بھی افسوس ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ پڑھنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ آپ اٹھ کر مجھے direction دے دیتے ہیں تو ان کو بھی سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں آپ کو direction نہیں بلکہ تجاویز دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے تو direction دے دی ہے اور میں نے سن لی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہم نے آپ assist کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بجا ہے مگر میں rules کے خلاف نہیں کر رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے ایمان سے کہہ دیں کہ آج تک انہوں نے rules کی کتنی پابندی کی ہے اگر ایک بزرگ کسی مسئلے پر اپنی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو ان کو نہیں بولنا چاہئے۔ باقی فیصلہ آپ پر ہے جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کی رائے ہو سکتی ہے۔ایسی کوئی بات نہیں، میں یہ عرض کروں کہ میں نے ابھی دستی صاحب سے یہ نہیں کہا کہ وہ قرارداد پیش کریں۔ میں نے ان کی بات سننے کے لئے کہا ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور میں ان کی بات سننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ قرارداد پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد نہیں، یہ بات ہو رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! قرارداد کی بات نہیں ہے۔اس کا بھی ایک ضابطہ کار ہے جیسا کہ کلو صاحب نے کہا ہے کہ چار سال کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ مجھے یہ بتادیں کہ میں نے rules کو کس سطح پر violate کیا ہے تو میں ان کو جواب دے سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں رانا آفتاب صاحب کی بات نہیں کر رہا، میں تو ان بنچوں کی بات کر رہا ہوں جن سے وہ خود ہی آگاہ ہیں۔ رانا صاحب اپنی بات نہ کریں انہوں نے تو مجھے point out کیا ہے تو میں انہیں point out کر سکتا ہوں کہ یہاں ان بنچوں سے کیسے کیسے rules violate ہوتے رہے اور Chair ان کو اجازت دیتی رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بات یہ ہے کہ اگر rules کی violation ہوتی ہے تو یہ Chair کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ یہ غلط ہے یا صحیح ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ایک رائے آپ کی اور ایک ان کی بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ دستی صاحب بزرگ آدمی ہیں اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ قرارداد نہیں، یہ ان کی اپنی ذاتی بات ہے تو اس کو سن لینے میں کیا حرج ہے۔ جی، دستی صاحب! آپ فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: قرارداد۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دستی صاحب! قرارداد کے لئے آپ کو باقاعدہ اجازت لینا پڑے گی اور یہ بعد کی بات ہے۔آپ قرارداد کے لئے پہلے نوٹس دیں گے اس کے بعد اس پر عمل ہو گا بہر حال آپ جو کہنا چاہتے ہیں، وہ کہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ پاکستان کے لئے یہ خوشیوں کا سال ہے۔ قائداعظم مسلم لیگ کی کاوش، درست سوچ اور بے پناہ حب الوطنی کے جذبہ کے تحت

جس کا سہرا پاکستان مسلم لیگ اصلی اور سکہ بند مسلم لیگ کے سر پر ہے کہ انہوں نے اس ملک ،یہاں کے باشندوں کے لئے ایسے اچھے کام کئے جو تاریخی ہیں اور اس حکومت کی یادگار رہیں گے۔ میں ان سب کو، مخالفت کرنے والوں کو بھی، سارے House کو اور خاص طور پر جناب صدر پاکستان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جو اس حکومت اور پارٹی نے سرانجام دیئے ہیں ان کارہائے نمایاں میں سب سے اہم فیصلہ جو حکومت نے کیا ہے جناب صدر کا میرانی ڈیم کے افتتاح کے موقع پر یہ اعلان کہ میں نے ڈیمز بنانے کا کام شروع کر دیا ہے اور تمام ڈیمز انشاء اللہ 2016 تک مکمل ہو جائیں گے۔

(اپوزیشن کی طرف سے شور،2016)

آپ لوگ جو اچھی بات کہتے ہو ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔آپ نے اصلاح کی ہے لیکن جو بات میں نے گزارش کی ہے اگر وہ اچھی ہو تو وہ بھی سن لیا کریں اور اگر نہیں سننا چاہتے تو کان میں روئی ڈال کر بیٹھا کرو۔(قہقہے)

اگر آپ کو اس ملک کی بھلائی کی ضرورت نہیں ہے تو اس House سے چلے جاؤ یا کانوں میں روئی ڈال لیا کرو۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔دستی صاحب!آپ جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں عرض کر رہا تھا کہ جناب صدر کا یہ اعلان ہے کہ میں نے ڈیمز بنانے کا کام شروع کر دیا ہے اور تمام ڈیمز انشاء اللہ 2016 تک مکمل ہو جائیں گے جن میں سب سے بڑا ڈیم کالا باغ ڈیم ہے اور اس ڈیم کے بننے کا پاکستان کے لوگوں کو شدت سے انتظار تھا اور پاکستان بننے کے بعد آج تک کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کالا باغ ڈیم بنائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس ڈیم کی تعمیر و تکمیل کے لئے کسی جمہوری حکومت کو مع (ن) لیگ، مع پیپلز پارٹی، مع جماعت اسلامی، کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اتنا اہم کام کریں اور میرے دوستوں کو یاد ہو گا کہ میں نے اسی House میں اس کا ذکر کیا تھا تو تمام House نے اتفاق رائے سے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ یہ ضرور بننا چاہئے۔آج کیا ہو گیا کہ آپ مخالفت کرتے ہیں۔میں اس قرارداد کے ذریعے سب سے پہلے جناب صدر پاکستان اور سب سے اہم پاکستان کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔اب وقفہ سوالات continue ہوتا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں پہلے سوال کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ فیڈرل زکوٰۃ کونسل کے علاوہ کسی کو پیسے تقسیم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ فیڈرل زکوٰۃ کونسل ہی تقسیم کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔
چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو بات انھوں نے ایوان کے اندر کہی ہے کہ ہر زکوٰۃ کونسل کو برابر کے فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ اگر کسی ضلع کے اندر یہ بات نہ ہو تو ان کو کیا اختیار ہے کہ زکوٰۃ کے ضلع انچارج کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ کیا ان کو اس کا اختیار ہے؟
جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب!
وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ہر ضلع میں آبادی کے لحاظ سے پیسے دیئے جاتے ہیں۔ وہ پیسے آگے زکوٰۃ کمیٹیوں کو دیئے جاتے ہیں۔
چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ ضلع کے اندر جو زکوٰۃ کونسلیں مقرر ہیں ان سب کو برابری کی بنیاد پر پیسے دیئے جاتے ہیں اور زکوٰۃ کونسلیں بھی آبادی کی بنیاد پر بنائی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب کو برابر پیسے دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی ضلع کے اندر آبادی کی بنیاد پر یا زکوٰۃ کونسلوں کی بنیاد پر برابر تقسیم نہ کی گئی ہو تو ضلع کے ذمہ داران کے خلاف یہ کیا ایکشن لیں گے؟ کیا یہ ایکشن لے بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ میں ابھی پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔
وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! گزارا الاؤنس ہر کمیٹی کو فی کس کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فنڈز case to case دیئے جاتے ہیں۔ ہر مد کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر تعلیم کے لئے 18 فیصد، شادی کے لئے 4 فیصد ہیں اس لئے فنڈز پورے نہیں آتے۔ گزارا الاؤنس فی کمیٹی دس بندوں کے لئے دیا جاتا ہے۔
جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بات کو وٹو صاحب گول کر گئے ہیں۔ میں جز (ب) کو پڑھ دیتا ہوں کہ ضلع کو ملنے والی رقم کو تحصیل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے مساوی تقسیم کیا جاتا ہے تاہم صوبائی زکوٰۃ کونسلوں نے اپنے 63 ویں اجلاس مورخہ 03-09-08 میں ہدایت فرمائی کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو آبادی کی بنیاد پر رقم کا اجراء کیا جائے۔ انھوں نے خود اس میں آبادی کی بنیاد پر تسلیم کیا ہے۔ اب اگر کوئی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا

چیئرمین ان رولز کی خلاف ورزی کرتا ہے تو کیا یہ اس کے خلاف ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ ہر کمیٹی دس آدمیوں کو گزارا الاؤنس دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی درخواستیں ہوتی ہیں مثال کے طور پر سکولوں اور مدارس سے درخواستیں آتی ہیں۔ یہ پوری درخواستیں نہیں آتیں لیکن اس بات کی تنبیہہ کی جاتی ہے کہ کسی علاقے کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جہاں کوئی خامی ہو تو کیا وہاں اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: بالکل ایکشن لیا جا سکتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: کسی کمیٹی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور ان کا جواب صحیح ہے آبادی کے لحاظ سے فنڈز دیئے جاتے ہیں تو میں یہ نشاندہی کرتا ہوں کہ ضلع لیہ کے اندر ایسا نہیں ہوا۔ یہ پتا کریں اور ایوان میں بتائیں کہ ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ وہاں پر کئی کونسلوں کو محروم کر دیا گیا ہے اور ایک پیسا بھی نہیں دیا گیا اور کئی کونسلوں کو ہزاروں روپے سے نوازا گیا ہے تو ایسا کیوں ہے؟ اگر ہے تو پھر ضلعی چیئرمین زکوٰۃ کے خلاف ایکشن لیں اور ایوان کے اندر اس کا جواب بھی دیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! ہم اس پر جانچ پڑتال کرنے کے بعد آپ کو آگاہ بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک زکوٰۃ فنڈ سے کتنے مستحق لوگوں کا علاج کروایا گیا ہے اور کتنے لوگوں کو حج پر بھیجا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4235 سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 4235 ہے۔

لاہور۔ پراپرٹی ٹیکس سروے اور ریٹنگ ایریاز کی تفصیل

*4235: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس کب کیا گیا تھا اور کب دوبارہ کیا جائے گا؟

(ب) لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کے کتنے ریٹنگ ایریاز ہیں اور ان ریٹنگ ایریاز کی تشخیص کن بنیادوں پر کی جاتی ہے؟

(ج) لاہور میں کچی آبادی مکہ کالونی، گوپال نگر میں پراپرٹی ٹیکس کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کن ریٹنگ ایریاز میں شامل ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) لاہور شہر کو چھ ریٹنگ ایریاز میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ریٹنگ ایریا I (Zone-XII (Walled city)

2۔ ریٹنگ ایریا II (Zone-I,II&XI)

3۔ ریٹنگ ایریا III (Zone-III&IV)

4۔ ریٹنگ ایریا IV (Zone-V,VI&VII)

5۔ ریٹنگ ایریا V (Zone-XIII,IX&X)

6۔ ریٹنگ ایریا VI (Extended Area)

ریٹنگ ایریا 1 کی تشخیص نو 2000-1999 کے دوران کی گئی جس کا اطلاق 01-07-2000 سے ہوا اور آئندہ سروے 01-07-2004 میں ہو گا جبکہ ریٹنگ ایریا 2 تا 6 کی تشخیص نو 2001 میں کی گئی جس کا اطلاق 01-01-2002 سے ہوا اور اس کا دوبارہ سروے 01-01-2006 میں ہو گا اور اطلاق 01-01-2007 سے ہو گا۔

(ب) لاہور کو چھ ریٹنگ ایریاز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ریٹنگ ایریا 1 کی تشخیص پراپرٹی ایکٹ 1958 کی دفعہ 75 کے تحت جبکہ ریٹنگ ایریا 2 تا 6 کی تشخیص نو Valuation Tables کی بنیاد پر پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 5-A کے تحت کی گئی ہے سروے کیلنڈر کے مطابق ریٹنگ ایریا 1 کی بھی تشخیص نو Valuation Tables کی بنیاد پر پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 5-A کے تحت مورخہ 01-07-2004 سے ہو گی۔

(ج) مکہ کالونی میں رہائشی جائیداد کی تشخیص Category D کے مطابق کی جاتی ہے اور کمرشل جائیداد کی تشخیص Category E کے مطابق کی جاتی ہے گوپال نگر میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی تشخیص Category D کے مطابق کی جاتی ہے پنجاب اربن ایمووایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 3 کے تحت پراپرٹی ٹیکس کی سالانہ تشخیص -/20000 روپے ہونے پر ٹیکس کی شرح 20 فیصد ہے اور سالانہ تشخیص -/20000 روپے سے زیادہ ہونے کی صورت میں ٹیکس کی شرح 25 فیصد ہے گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے علاقہ جات ریٹنگ ایریا نمبر 4 میں شامل ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف اس بارے میں رہنمائی فرمائیں گے کہ جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ 07-2006 میں نئے سرے سے سروے ہو رہا ہے۔ اس سروے میں -/50 روپے کے اشٹام پر بیان حلفی لیتے ہیں۔ اس کو تیار کروانے میں لوگوں کو کافی دقت ہو رہی ہے۔ کیا بیان حلفی کو حکومت ختم کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس کی assessment کے دوران تین طرح کی بے ضابطگیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو Misapplication of category جس کے لئے ہم سٹاف پر سختی کرتے ہیں۔ دوسرا Miscalculation! اور تیسرا Misstatement! ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی پراپرٹی کرایہ پر دے رکھی ہوتی ہے اور اس کے لئے ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ میں خود رہتا ہوں اس کے لئے یہ تجویز تھی لیکن قانون کے مطابق کوئی بیان حلفی نہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ۔ اگر قانون کے تحت نہیں ہے تو وہ لوگوں کو اس -/50 روپے کے اشٹام کے حوالے سے بڑا تنگ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شہر کے اندر مختلف رہائشی علاقے ہیں۔ ان کے ٹیکس کی مختلف categories ہوتی ہیں۔ فاضل وزیر موصوف نے جز (ج) میں A,B,C,D,E کا بتایا ہے۔ کسی علاقے کو کسی category میں ڈالنا کہ اس علاقے سے B Category کے مطابق ٹیکس لیا جائے گا اور اس علاقے سے E Category کے مطابق لیا جائے گا۔ اس کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! کسی شہر کا آپ جائزہ لیں تو یکساں طور پر نہ وہاں پر سہولیات ہوتی ہیں اور نہ قیمت ہوتی ہے اور نہ کرایہ ہوتا ہے۔ اب مال روڈ کا اگر کچی آبادیوں سے مقابلہ کرنا چاہیں تو وہ ناممکن ہے۔ اسی طرح گلبرگ ہے اور اسی طرح کی دوسری آبادیاں بھی ہیں وہاں پر ٹیکس زیادہ ہوگا اور چھوٹی آبادیوں میں غریب آبادیوں میں ٹیکس کم ہوگا۔ یہ categories اسی حساب سے بنائی جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 5239 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5052 لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 5052۔

راولپنڈی، 2003، 2004 پراپرٹی ٹیکس کی وصولی سے متعلقہ تفصیلات

*5052: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راولپنڈی سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 2003 اور 2004 کا ٹارگٹ کیا مقرر گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر کتنے اخراجات آئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) راولپنڈی سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 2003 اور 2004 کا ٹارگٹ درج ذیل ہے۔

سال	ٹارگٹ
2002-03	300,000,000/- روپے
2003-04	310,000,000/- روپے
میزان	610,000,000/- روپے

(ب) راولپنڈی سے جتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا اس کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

سال	وصولی پراپرٹی ٹیکس
2002-03	262,030,565/- روپے
2003-04	274,696,550/- روپے
میزان	536,727,115/- روپے

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر اخراجات درج ذیل ہیں۔

سال	اخراجات
2002-03	-/5,853,928روپے
2003-04	-/5,940,000روپے
میزان	-/11,793,928روپے

(د) تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص صحیح نہ کرنے پر کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اس لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے ٹارگٹ مقرر کرنے کا کیا طریق کار ہے۔2002-03 کے لئے 30 کروڑ اور 2003-04 میں 31 کروڑ کا مقرر کیا گیا تھا۔یہ کن بنیادوں پر کیا گیا تھا اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر!اس کے بعد کیٹیگریز کی جو fixation ہوتی ہے اور ایک ایک مکان،ایک ایک دکان کا دورہ کرنے کے بعد اس کی assessment ہوتی ہے اس کی بنیاد پر اس کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور بعد میں اس کے خلاف درخواستیں وصول کی جاتی ہیں،اپیلوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ٹیکسز میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ٹارگٹ مقرر کیا جاتا ہے یہ سروے کرنے کے بعد کیا جاتا ہے یا پہلے کیا جاتا ہے۔اگر سروے کرنے کے بعد کیا جاتا ہے تو یہ جو ریکوری ہوئی ہے یہ ٹارگٹ سے پانچ کروڑ ایک سال کی کم ہے اور اسی طرح چار کروڑ ایک سال کی کم ہے،اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ ٹارگٹ کا تعین سروے کے بعد ہو گا لیکن اس کے بعد ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم نے جو assessment کی ہے اس کے خلاف وہ اپیل کر سکتا ہے اور اگر اپیل میں اسے ریلیف ملتا ہے کہ غلط assessment ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے یہ کم ہو سکتا ہے۔دوسرا میں یہ قبول کرتا ہوں کہ کچھ ہمارے سٹاف کی سستی بھی ہو سکتی ہے کہ جس کی وجہ سے ٹیکسز کی وصولی کم ہوتی ہے لیکن عموماً ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں یہ

practice ہے کہ اگر 90 فیصد تک ٹیکسز کی وصولی ہو جائے تو اسے تسلی بخش قرار دیا جاتا ہے اور تقریباً 90 فیصد وصولی ہوئی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی بناء پر میں نے یہ ضمنی سوال کیا تھا کہ جن ملازمین نے غلط تشخیص کی ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! کم وصولی کرنے پر 03-2002 کے مالی سال کے دوران چھ انسپکٹرز کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے گئے، دو کو چارج شیٹ کیا گیا اور جہاں تک 04-2003 کا تعلق ہے دو انسپکٹرز کو شوکاز نوٹس جاری کئے گئے اور ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے انسپکٹرز کو شوکاز جاری کر دیا۔ جو آفیسر انچارج تھا، وہ ای ٹی او تھا یا ڈائریکٹر تھا، کیا ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہوئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ جو کنٹرولنگ آفیسر ہے اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ٹارگٹ کتنا achieve ہوا، اگر وہ 90 فیصد کے قریب ہے تو وہ تسلی بخش قرار دیا جاتا ہے۔ باقی انفرادی طور پر جس جس علاقے سے جس انسپکٹر نے اپنا کام صحیح نہیں کیا اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: یہ غلط بیانی کر رہے ہیں، یہ قانون نہیں ہے۔ جو کنٹرولنگ آفیسر ہے جس نے overall سارے علاقے کو کنٹرول کرنا ہے، آپ نے اکیلے انسپکٹر کو تو سزا نہیں دے دینی، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کنٹرولنگ آفیسر ہے ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟ کیونکہ جو کرپشن ہوتی ہے وہ سارے مل کر کرتے ہیں، انسپکٹر مر جاتا ہے اور ای ٹی او بچ جاتا ہے۔ Why action has not been taken against the concerned Excise and Taxation Officer?

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! rating areas کے جو زون مقرر کئے جاتے ہیں اس کے جو سب یونٹس ہوتے ہیں وہ سرکلز ہوتے ہیں اور سرکل کا انچارج ہی ایکسائز انسپکٹر ہوتا ہے۔ جس سرکل کی وصولی کم ہوگی اسی کے خلاف ایکشن ہوگا۔

رانا آفتاب احمد خان: اس کا مطلب ہے کہ Inspector is the final authority اے ای ٹی او یا ای ٹی او اس کو چیک کرنے کا مجاز ہی نہیں ہے۔ انہوں نے تو chain of command ہی ختم کر دی ہے، انہوں نے تو انسپکٹر کو ہی overall انچارج بنا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر انسپکٹر ہی اس rating area کا انچارج ہے تو پھر آپ کو تو ای ٹی او کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ under the rules ETO is equally responsible اور اس کی ڈیوٹی ہے کہ ریکارڈ کو چیک کرے اور دیکھے اور spot پر جانے کے لئے بھی اس کی ڈیوٹی ہے۔ اگر آپ نے انسپکٹر کو انچارج بنا دیا ہے تو پھر ان کی تو ضرورت ہی نہیں ہے اور پھر انسپکٹر کی assessment کو فائنل ہی سمجھ لیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! فاضل ممبر ضرورت سے زیادہ جذباتی ہو رہے ہیں۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ یا کسی زون کا کوئی انچارج ہے تو اس کی overall performance دیکھنی ہوتی ہے اور اس کے بعد ماہانہ بنیادوں پر ڈائریکٹرز اور ای ٹی اوز کی میٹنگ ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ان کی سرزنش ہوتی رہتی ہے لیکن بات کارروائی کرنے کی ہو رہی ہے تو جہاں پر ہمیں ایسی غلطیاں نظر آئی ہیں جو ضرورت سے زیادہ ہیں تو وہاں پر ایکشن ہوتا ہے۔ ہماری جو وصولی ہے اگر وہ 90 فیصد تک ہے تو اسے ہم تسلی بخش قرار دیتے ہیں اور پھر اس کے بعد کارروائی اس کے خلاف نہیں کی جاتی۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ طریق کار دو تین سال پہلے یہ تھا کہ جس علاقے میں سروے ہوتا تھا، وہ سروے اس علاقے کا انچارج انسپکٹر یا ای ٹی او نہیں کرتا تھا بلکہ دوسرے اضلاع سے یا کسی دوسری جگہ سے ٹیمیں وہاں پر جاتی تھیں اور سروے کرتی تھیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی یہی طریق کار ہے کہ کوئی دوسرے شہر سے آفیسر سروے کرتے ہیں یا اسی علاقے کا انچارج انسپکٹر یا ای ٹی او کرتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! اس کے لئے قوانین کے اندر کوئی ایسی ہدایات نہیں ہیں کہ کیا کرنا چاہئے۔ ہم نے کیٹیگریز بنا دی ہیں اور انسپکٹرز کے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیئے ہیں کہ پہلے وہ خود ہی ٹیکس assess کیا کرتے تھے، اب ایک پوری آبادی کو ہم اے، بی اور سی کیٹیگریز میں

شمار کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے دو جز ہیں ایک ٹوٹل ایریا ہے اور ایک covered ایریا ہے، جس کی بنیاد پر ٹیکس کی assessment ہوتی ہے اس لئے اس میں ایسی ضرورت نہیں ہے کہ ہم باہر سے لوگوں کو تعینات کریں۔ جہاں تک شہریوں کی شکایات کا تعلق ہے تو میں نے عرض کیا ہے کہ پورا سال سروے ہوتا ہے اور اس کے بعد پورا سال ہم شکایات سنتے ہیں۔ جس شہری کو جس لیول پر بھی انصاف مہیا کرنا ہے یا اس کی شکایت کو سننا ہے تو ہم اس کا تدارک کرتے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ہ) کے جواب میں کچھ اور بیان کیا گیا ہے اور یہاں پر زبانی کچھ اور جواب دیا گیا ہے۔ جز(ہ) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص صحیح نہ کرنے پر کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اس لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ اسمبلی میں تحریری طور پر جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہتے ہیں کہ کسی کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی لہذا کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ اب چھ انسپکٹرز یا دوسرے جو اہلکاران ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے تو وہ کس بناء پر کی گئی ہے یا اگر جواب غلط دیا گیا ہے تو محکمے نے یہاں پر جواب کیوں غلط تحریر کروایا ہے؟ اس میں میری گزارش ہے کہ جن کے خلاف شکایت موصول ہوئی ان کا یہاں پر ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! فاضل ممبر سوال پر غور فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟ جہاں تک تشخیص کا تعلق ہے وہ صحیح ہوئی ہے اس پر کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ کم وصولی ہونے پر ہم نے کارروائی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 6922 سید مجاہد علی شاہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: On his behalf سوال نمبر 6922۔

ضلع پاکپتن، زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کے چیئرمینوں / ممبران کے چناؤ اور طریق کار کی تفصیل

*6922: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن میں زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران کا چناؤ کب ہوا؟

(ب) چیئرمین اور ممبران کے چناؤ کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے؟

(ج) ضلع پاکپتن میں چیئرمینوں زکوٰۃ و عشر کن کن کی سفارشات پر بنائے گئے ان کے نام و پتاجات کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع پاکپتن میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کا چناؤ 07-01-2005 سے شروع ہو کر 30-09-2005 کو مکمل ہوا۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کا چناؤ زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کی شق 18(4) کے مطابق کیا گیا ہے ضلع زکوٰۃ کمیٹی نے ایک ممبر ضلع زکوٰۃ کمیٹی یا اس کا نمائندہ، ایک گزیٹڈ افسر اور ایک عالم دین پر مشتمل سہ رکنی کمیٹیاں تشکیل دیں ان کمیٹیوں نے ضلع بھر کے ہر علاقے میں جا کر مقامی لوگوں کا اجتماع وہاں کے سکول یا مسجد میں منعقد کیا۔ مقامی لوگوں نے اکثریت رائے سے سات مرد اور دو خواتین ممبران کا چناؤ کیا ان ممبران نے بعد از اں اتفاق رائے سے ایک چیئرمین کا انتخاب کیا۔

(ج) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل جز(ب) میں مذکورہ الیکشن ٹیموں کی سفارشات پر کی گئی۔ الیکشن ٹیموں کے نام و پتاجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہر علاقے میں چیئرمین جو ممبران زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں ان کے چناؤ سے متعلق ہے۔ انہوں نے جواب میں اس کا ایک طریق کار بیان کیا ہے کہ رولز کے مطابق ضلع سے ساؤتھ کمیٹی کا ایک گزیٹڈ آفیسر اور ایک عالم دین پر مشتمل ایک کمیٹی بیٹھتی ہے اور وہ الیکشن کراتی ہے۔ میں اس ایوان میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ یہ صرف دکھانے کا طریق کار ہے ورنہ حقیقت میں گراؤنڈ پر لسٹیں بنتی ہیں، nominations ہوتی ہیں اور اگر میں کہوں کہ پنجاب میں 80 فیصد سے زیادہ جگہوں پر nominations ہوئی ہیں اور انہوں نے اپنے لوگوں میں سیاسی رشوت کے طور پر اس کو استعمال کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے چیک اینڈ بیلنس کا کیا طریق کار ہے؟ مثلاً آپ کے پاس لسٹیں آجاتی ہیں تو صوبے کی سطح پر آپ کے پاس کیا چیک اینڈ بیلنس ہے کہ واقعی انتخاب ہوا ہے

یاnominationہوئی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! اس کے لئے چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی کے پاس اپیل کی جاتی ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود یہ ڈھیلا ڈھالا سسٹم اس لئے بنایا ہوا ہے کہ اپنے لوگوں کو اس میں نوازیں۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ اس میں 200 زکوٰۃ کمیٹیاں بنی ہیں اور ہر کمیٹی میں سات سات ممبران ہیں یعنی چودہ سو لوگوں کو انہوں نے nominate کیا ہوا ہے اور ان کے ذریعے سترہ لاکھ روپے انہوں نے گزشتہ سال تقسیم کئے ہیں جس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے اور اس پر کوئی ایسا نظام نہیں ہے کہ اس میں کوئی transparency قائم ہو۔ خدا کے لئے غریبوں کا یہ پیسا ہے اور لوگ اس لئے یہ حکومت کو دیتے ہیں کہ غریبوں تک پہنچے یہ بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ہاں جواب دہی کا احساس ہے اس پر اپنی سیاست نہ چمکائیں۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گی کہ میں کب سے یہ بات سن رہی ہوں کہ "منصفانہ بنیاد پر بات ہو رہی ہے۔" یہاں پر جتنے بھی ہمارے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے محترم بھائی جو فرما رہے ہیں کہ ہر بات ہم منصفانہ تقسیم پر کرتے ہیں اور برابری کی سطح پر کرتے ہیں۔ کیا مجھے یہ اپنی منصفانہ تقسیم جو انہوں نے بنا رکھی ہے اس کو define کریں گے کہ آپ کی منصفانہ تقسیم کیا ہے کہ اندھا بانٹے ریوڑیاں اور مڑ مڑ اپنوں کو دے۔

جناب والا! بخدا آپ مومن اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں آپ سے یہ گزارش کر رہی ہوں کہ ہم بہت عرصے سے سیاسی میدان میں اترے ہوئے ہیں۔ ہم یہی دیکھ رہے ہیں اور آپ یقین کریں، آپ اس انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے بھی خدا کے آگے جواب دہ ہونا ہے کہ ہماری گزارشات کو سنا کریں۔ کیونکہ وہاں کے بنچوں سے کہا جاتا ہے کہ ہم ایک دم اکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو تو عادت پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں آپ کو ٹوکنے کی عادت اس لئے پڑی ہوئی ہے کہ آپ کے ناجائز کاموں کے آگے ہم اپنے بند لگاتے ہیں۔ ان پر قدغن لگاتے ہیں اس لئے ہم اکڑ کر بولتے ہیں اور آپ کو یہ تکلیف ہوتی ہے کہ ہم پر تنقید کرتے ہیں، ہم تنقید نہیں

کرتے بلکہ صرف آپ کی غلط کارروائیوں کے آگے ہم بم لگانا چاہتے ہیں اور آپ لوگ یہی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا کیا سوال ہے؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میرا سوال نہیں ہے میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ کب سے یہ فرما رہے ہیں اور آپ بھی سن رہے ہیں کہ منصفانہ تقسیم ہوتی ہے۔ ہر بات کو یہیں لے آتے ہیں مجھے یہ بتایا جائے کہ آپ کے انصاف کا کیا criteria ہے۔ ہم کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کس چیز پر سوال کرنا چاہتی ہیں۔ جس کا وہ جواب دیں؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! یہاں پر جتنے بھی سوالات ہوئے ہیں، زکوٰۃ پر ہوئے ہیں، پہلے اضلاع پر ہوئے ہیں کہ تقسیم منصفانہ ہو رہی ہے۔ میں اس پر بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، جی وہ آپ کی اس بات پر آئندہ خیال رکھیں گے۔ اگلا سوال نمبر 5722 ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا اور رانا صاحب نے بھی صبح اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ رولز یہ ہیں کہ آپ صرف نام پکاریں گے اور نمبر فاضل ممبر خود پکاریں گے۔ یہ طریق کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر ہے 5722 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولنگر، ایکسائز کے دفتر میں آتشزدگی، نقصانات اور ذمہ داران کی تفصیلات

5722*: سید احسان اللہ وقاص اور جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند ماہ قبل بہاولنگر میں ایکسائز کے دفتر میں پراسرار طور پر بھڑکنے والی آگ سے صرف دستاویزات جل کر راکھ ہوئیں مگر فرنیچر اور دیگر سامان محفوظ رہا؟

(ب) اگر متذکرہ واقعہ کی انکوائری کی گئی تو کیا حکومت انکوائری رپورٹ ایوان کی میز پر رکھنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 18 اور 19۔جنوری 2004 کی درمیانی رات بہاولنگر میں ایکسائز کے دفتر میں پراسرار طور پر بھڑکنے والی آگ سے زیادہ تر نقصان دستاویزات کو ہوا۔ تاہم کمرہ میں موجود فرنیچر اور دیگر سامان کو بھی آگ سے نقصان پہنچا۔

(ب) متذکرہ واقعہ کی محکمانہ انکوائری کروائی گئی جس کی رپورٹ جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس سلسلے میں فوجداری مقدمہ بھی درج کروایا گیا ایف آئی آر کی کاپی جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں سول جج بہاولنگر نے اپنے فیصلے مورخہ 04-03-22 کے تحت مذکورہ مقدمہ کا اخراج کر دیا۔ آرڈر کی کاپی جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مقامی پولیس نے واقعہ کی وجہ بجلی کے شارٹ سرکٹ کو قرار دیا۔ پولیس رپورٹ کی کاپی جھنڈی(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: آبکاری و محصولات بہاولنگر میں آفس کو آگ لگی تھی جس میں بہت ساری قیمتی فائلیں جل گئی تھیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ آپ نے اس پر کیا کارروائی کی۔ انہوں نے کارروائی یہ کی کہ ڈسٹرکٹ ایکسائز آفیسر نے صرف پرچہ درج کروا دیا۔ یہ پرچہ کسی کے خلاف درج نہیں کروایا بلکہ یہ کہا گیا کہ میں موقع پر پہنچا ہوں فلاں فلاں آدمی وہاں پر کھڑا تھا وہ دیکھ رہا تھا کہ آگ کیسے لگ رہی ہے اور ہم نے بڑی کوشش کر کے آگ بجھائی۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اپنے طور محکمانہ انکوائری کر کے کسی آدمی کو اس میں ملوث پایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! محکمانہ انکوائری کے مطابق محکمے کا کوئی آدمی اس میں ملوث نہیں پایا گیا اور واپڈا نے انکوائری بھی کی جس سے ثابت ہوا کہ شارٹ سرکٹ ہوا تھا۔ اس بات کی تصدیق بعد میں الیکٹرک انسپکٹر نے بھی کی اور اس ساری تفتیش کے بعد سول جج صاحب نے یہ پرچہ

خارج کیا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معزز وزیر نے الیکٹرک انسپکٹر کا ذکر فرمایا ہے میں نے (تتمہ) میں اس کا سارا پڑھا بھی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ الیکٹرک انسپکٹر کا عہدہ صوبائی حکومت کا ہوتا ہے اور اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ مختلف سرکاری دفاتر کا وزٹ کرتے رہیں اور ان کی electrification کے نظام کو چیک کرتے رہیں۔ اب حقیقت میں یہ ہے کہ یہ الیکٹرک انسپکٹر پرائیویٹ اداروں سے منتھلیاں اکٹھی کرنے میں لگے رہتے ہیں، سرکاری دفاتر کا یہ کبھی دورہ نہیں کرتے۔ اس کے نتیجے میں یہ اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جس میں بڑا ریکارڈ جل گیا۔ محکمہ نے اس متعلقہ الیکٹرک انسپکٹر جس نے کبھی ان کے دفتر کا دورہ نہیں کیا ہوگا۔ اگر اس نے دورہ کیا ہوتا تو وہ فوراً محکمہ کو لکھ کر دیتا کہ آپ کی electrification کے اندر یہ یہ نقائص ہیں اور ان نقائص کی اصلاح کی جائے۔ جب اس نے اس طرح کا کوئی نوٹس بھی نہیں دیا اور اس کے بعد آگ لگ گئی ان کے محکمے کا نقصان ہوا۔ محکمے نے اس متعلقہ الیکٹرک انسپکٹر کے خلاف کارروائی کے لئے کیا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کوئی رابطہ قائم کیا؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! الیکٹرک انسپکٹر کی ڈیوٹی مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ وزیر آبپاشی سے متعلقہ ہے اور ان کو ہی پتا ہے کہ الیکٹرک انسپکٹر کی ڈیوٹیز کیا ہیں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دفتر کا ریکارڈ ضائع نہیں ہوا۔ صرف correspondence فائلیں ہی جزوی طور پر جلی ہیں گاڑی کی فائل یا کوئی دوسری حساس فائل نہیں جلی۔ کسی قسم کا کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا کہ جس کی بنیاد پر ہم دوسرے افراد کے خلاف مقدمے درج کراتے یا کارروائی کے لئے کہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 6923 سید مجاہد علی شاہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6422 جناب طاہر اقبال چودھری کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 7620 سید محمد رفیع الدین بخاری کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 6473 جناب طاہر اقبال چودھری کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 7621 سید محمد رفیع الدین بخاری۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 6866 ملک اصغر علی قیصر بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے، محترمہ طلعت یعقوب!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 7677 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور، زکوٰۃ فنڈز سے دی جانی والی شادی گرانٹس کی تفصیل

*7677: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور کو شادی گرانٹ کی مد میں مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) مذکورہ گرانٹ کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور کتنے افراد کی امداد کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع لاہور کو مالی سال 04-2003 میں شادی کی مد میں مبلغ -/70,92,066 روپے کی رقم جبکہ مالی سال 05-2004 میں مبلغ -/69,91,848 روپے کی رقم موصول ہوئی۔

(ب) شادی گرانٹ کے لئے مالی سال 04-2003 میں 695 افراد کی درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ 103 درخواستیں مسترد ہوئیں اور 592 افراد کی درخواستوں پر مبلغ -/59,20,000 روپے کی رقم جاری کی گئی۔

مالی سال 05-2004 میں 817 افراد کی درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ 120 درخواستیں مسترد ہوئیں اور 697 افراد کی درخواستوں پر مبلغ -/69,70,000 روپے کی رقم جاری کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز(ب) میں میرا ضمنی سوال ہے کہ شادی گرانٹ کے لئے مالی سال 2003 تا 2004 میں 695 افراد کی درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ 103 درخواستیں مسترد کیں۔ اسی طرح مالی سال 2004 تا 2005 میں 817 افراد کی درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ 120 درخواستیں مسترد ہوئیں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 2003 تا 2004 میں 103 مسترد ہوئیں اور سال 2004 تا 2005 میں 120 درخواستیں مسترد ہوئیں۔ ان 223 افراد کی درخواستیں جو مسترد ہوئیں ان کی وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! بجٹ کی کمی کی وجہ سے انہیں فنڈز نہیں دیئے گئے۔

جناب سمیع اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنر صاحب اجتماعی شادیوں کاانتظام کرتے ہیں تو زکوٰۃ فنڈ کی کتنی رقم اس طرف جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر!اس میں زکوٰۃ فنڈ کا کوئی پیسا نہیں جاتا بلکہ وہ اپنے ذرائع سے اس کاانتظام کرتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا تمام درخواست گزاروں کو جہیز فنڈز کے لئے ایک جیسی رقم دی گئی ہے یا اس میں کوئی فرق رکھا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زکوٰۃ و عشر!

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر!دس ہزار روپے فیڈرل زکوٰۃ کونسل نے جہیز کے لئے مقرر کیا ہوا ہے جو کہ دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔جی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 7560 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ،جنوری 2005 تاحال،گاڑیوں کی رجسٹریشن، نمبروں کی نیلامی،آمدن اور دیگر تفصیلات

*7560: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں کتنی نئی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی ہے اور ان سے حکومت کے خزانہ میں کتنی رقم جمع کروائی گئی ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس ضلع میں کن کن نمبروں کی الاٹمنٹ نیلام عام کے ذریعے کی گئی،ان نمبروں کی نیلامی سے محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی اور یہ نیلامی کن کن ملازمین کی زیر نگرانی ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس ضلع میں جو گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں ان میں سے کتنی نئی اور کتنی گاڑیاں پرانی رجسٹرڈ ہوئی ہیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیوں کی چوری وغیر ثابت ہونے پر رجسٹریشن نہ کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں یکم جنوری 2005 سے آج تک 27149 گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی اور حکومت کے خزانہ میں -/2,84,95,730 روپے رقم جمع کروائی گئی۔

(ب) اس عرصہ کے دوران ضلع میں جن نمبروں کی الاٹمنٹ نیلام عام کے ذریعے کی گئی اور ان نمبروں کی نیلامی سے محکمہ کو جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	الاٹمنٹ نیلام نمبرز	سیریز	آمدن
I	1,2,3,4,5,6,7,8,9,10,11,14,55,70,100,111,999,786	GAT	-/2,35,500 روپے
II	1,2,3,4,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,100,111,999,786	GAT	-/2,04,500 روپے
III	نیلامی درج ذیل آکشن کمیٹی کی زیر نگرانی ہوئی۔		
1	ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، گوجرانوالہ		
2	نمائندہ حکومت پنجاب ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ		
3	موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی، گوجرانوالہ		

(ج) ضلع ہذا میں نئی گاڑیاں تعداد 27,149 رجسٹرڈ ہوئی ہیں پرانی گاڑی کوئی نہیں رجسٹرڈ ہوئی۔

(د) کوئی نہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں سال وار کی بجائے اکٹھا بتا دیا گیا ہے کہ دو کروڑ 84 لاکھ 95 ہزار 730 روپے آج تک جمع کروائے گئے۔ تو سال وار ٹوکن ٹیکس کی مد میں کتنی کتنی رقوم علیحدہ علیحدہ جمع کروائی گئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زکوۃ و عشر!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو وہ نئی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی۔ اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے کہ جن جن نمبروں کی نیلامی ہوئی، جن جن سیریز کی ہوئی

اور جتنی آمدنی ہوئی۔ وہ ہم نے جمع کروادی ہے۔ ٹوکن ٹیکس ایک الگ سوال بنتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ٹریکٹر جن پر کوئی بھی کسی قسم کا ٹیکس نہیں لیکن ایک محکمے کا افسر میری تحصیل کا آفیسر جنہیں تارڑ صاحب کہتے ہیں، میں on oath کہہ سکتا ہوں کہ ہر زمیندار سے پیسے لے چکا ہے اور میرے ذاتی ٹریکٹر کی رجسٹریشن بھی لے گیا ہے۔ ان کو آج تک انہوں نے ٹرانسفر نہیں کیا۔ کئی سالوں سے وہ وہاں پر ہے اور کوئی کام نہیں کرتا۔ پرائیویٹ گاڑی کے اوپر سبز نمبر پلیٹ لگا کر تحصیل وزیر آباد، نوشہرہ ورکاں تحصیل وہاں پر صرف ٹریکٹروں اور گاڑیوں کو لوٹتے ہیں اور کوئی کام نہیں کرتے۔ کیا یہ انہیں وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا ہم وزیر آباد میں کوئی جلوس نکالیں۔ اگر یہ نہیں روکیں گے تو ہم خود وزیر آباد میں ان کو روک لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جہاں تک ٹریکٹر کا تعلق ہے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے ممبران صاحبان کو بھی معلوم ہو کہ جہاں تک زرعی ٹریکٹر کا تعلق ہے تو اس پر ٹوکن ٹیکس معاف ہے لیکن اگر وہی ٹریکٹر کمرشل یا انڈسٹریل مقصد کے لئے استعمال ہو گا، اگر آپ اس پر اینٹیں ڈھوئیں، چارہ لے کر جائیں گے یا وہ سڑک پر جب آئے گا تو پھر اس پر ٹیکس لاگو ہو گا۔ جہاں تک کسی بد عنوان افسر کا تعلق ہے تو فاضل ممبر کو حق حاصل ہے کہ اس کے خلاف کارروائی کے لئے ہمیں سفارش کریں اور ثبوت دیں تو ہم فوری طور پر اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور اس کے اندر کوئی رعایت نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرے ٹریکٹر کی میرے ذاتی نام پر رجسٹریشن ہے اور وہ کوئی دوسرا کاروبار نہیں کرتا اور صرف زرعی اجناس کبھی آگے پیچھے لے کر ہم جاتے ہیں۔ میرا ذاتی ٹریکٹر ہے اور ذاتی رجسٹریشن ہے اور وہ رجسٹریشن آج بھی ان کے پاس بغیر چالان کے ہے۔ میں نے انہیں گزارش کی تھی کہ وزیر آباد کے زمینداروں کو مت لوٹیں۔ اگر وزیر صاحب نہیں روکیں گے تو ہم خود روک لیں گے۔ میری رجسٹریشن واپس دلوانے کے لئے کیا وعدہ فرماتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کے نوٹس میں لائیں تو وہ اس پر ان کے خلاف

ایکشن لیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! پچھلے سیکرٹری ایکسائز کے نوٹس میں بھی تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! معزز ممبر وزیر صاحب کے علم میں ایک بات لائے ہیں کہ ان کے ذاتی ٹریکٹر کی رجسٹریشن جو کہ بغیر چالان کے ہے وہ متعلقہ افسر کے پاس ہے۔ یہ صبح ان کو یہاں اسمبلی میں بلوا سکتے ہیں اور فاضل رکن کو بھی بلوا سکتے ہیں تاکہ آپ کے علم میں آئے۔ یہ کرپشن تو بعد کی بات ہے۔ آج کل تو جتنا بڑا کرپٹ ہے اتنا ہی بڑا چودھری ہے۔ یہ بات نہ کریں بلکہ ہمارا مؤقف صرف یہ ہے کہ ایک فاضل رکن کی رجسٹریشن کل یہاں پر وہ لے کر آئے۔ انہوں نے اسمبلی فلور پر یہ statement دی ہے۔ اگر یہ کل approve نہیں کریں گے تو آپ اس ہاؤس میں جواب دے سکتے ہیں تو آپ کل صبح یہاں انہیں بلوا کر ان سے وضاحت لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! بات ہے سوال کی تو جہاں تک سوال کی بات ہو گئی۔ اب رہ گیا مسئلہ شکایت کا تو میں معزز ممبر سے یہ گزارش کروں گا کہ انہیں جس بھی بندے کے خلاف کوئی شکایت ہے تو وہ لائنیں لکھ کر دے دیں تو میں انہیں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جو بھی حتیٰ کہ اگر اسے نوکری سے چھٹی کروانے کے لئے بھی ہمیں جانا پڑا تو ہم ضرور جائیں گے لیکن کسی ضابطے، قاعدے اور قانون کے تحت ہی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! آپ انہیں لکھ کر دے دیں تاکہ ان کے خلاف کارروائی ہو سکے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ قاعدے اور قانون کی بات کر رہے ہیں تو ہم جناب! اپنے قوت بازو سے خود رجسٹریشن لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: محکمہ ایکسائز پرکشش نمبروں کی نیلامی کرتا ہے اور اس نیلامی کا طریق کار

بہتر نہیں ہے تو کیا وزیر موصوف اس طریق کار کو بہتر بنانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! اب نیلامی سے بڑھ کر اور تو کوئی شفاف طریقہ نہیں ہو سکتا کہ جہاں پر ہر عام، خاص، امیر، غریب کوئی شخص بھی اس کے اندر شرکت کر سکتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! دکھ یہ ہے کہ پرکشش نمبروں کی نیلامی جو ہوتی ہے وہ ایجنٹس حضرات اپنے ناموں پر تمام نمبرز حاصل کرتے ہیں اور اس کے بعد ان نمبروں کو اپنی مرضی سے آگے فروخت کرتے ہیں تو ایسا کریں کہ جب نیلامی کریں تو جس آدمی کا شناختی کارڈ ہو تو اسے وہ نمبر الاٹ کریں اور پھر کسی دوسرے کو وہ نمبر نہ دیں بلکہ ہوتا یہ ہے کہ تمام ایجنٹس یہ نمبر لے لیتے ہیں اور پھر اپنی مرضی سے دوسرے لوگوں کو آگے فروخت کرتے ہیں تو اس چیز کی میں نے انہیں نشاندہی کرنی تھی جو کہ کر دی ہے۔ لہذا اس کی اصلاح کے لئے کوئی کارروائی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جب بولی ہوتی ہے اور جب ختم ہوتی ہے تو وہاں پر اس شخص کا نہ صرف شناختی کارڈ لیا جاتا ہے بلکہ اس سے پیسے بھی لئے جاتے ہیں اور یہ اوپن ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی گھپلے والی بات نہیں ہے اور میں معزز ممبر کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ اپنے ضلع کی بولی میں وہ شرکت فرمائیں اور اس کو سپر وائز کریں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں ایک گاڑی کے نمبر کے لئے وہاں گیا ہوں اور موقع پر میں نے جو کچھ وہاں دیکھا ہے وہ میں انہیں بتا رہا ہوں۔ ہوتا یہ ہے کہ وہاں پر جتنے بھی موٹر رجسٹریشن اتھارٹی کے لوگ وہاں پر کام کرنے والے ایجنٹس حضرات نمبر خریدتے ہیں اور پھر وہ اپنی مرضی سے دوسرے لوگوں کو آگے نمبر دیتے ہیں تو میں ان سے یہ کہہ رہا ہوں کہ جو آدمی آکشن میں حصہ لیں، ان کا شناختی کارڈ لیا جائے اور اس کے نام مستقل طور پر وہ نمبر رجسٹرڈ کیا جائے۔ میں یہ بات ان سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم ایک نمبر کو نیلام کر کے ٹیکس لیتے ہیں۔ اب میں نے اگر ایک نمبر خریدا ہے تو میں آپ کو یا کسی دوسرے دوست یا کسی کو ہدیہ کرتا

ہوں یاد دیتا ہوں تو اس کے اندر اس شخص کو جو کہ بعد میں جا کر نمبر خرید رہا ہے، ہم نے منع نہیں کیا کہ وہ آکر بولی میں حصہ نہ لے اور اس وقت موجود حضرات نمبرز لے سکتے ہیں اور یہ ہمارے رولز میں ہے کہ وہ نمبر کسی دوسرے کے نام الاٹ کر سکتا ہے، ٹرانسفر کر سکتا ہے حتیٰ کہ آپ نے ایک نمبر نیلامی میں لیا ہے تو آپ اس کو بعد میں کسی کے نام ٹرانسفر بھی کر سکتے ہیں اور اس کے لئے باقاعدہ ایک procedure ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جو ایجنٹس وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، محکمے کے آفیشل اپنا پسندیدہ نمبر jointly دیتے ہیں اور پھر اپنی مرضی سے جسے دینا چاہیں دے دیتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی نمبر لے اس کے شناختی کارڈ کی کاپی لی جائے اور اسی کے نام پر وہ نمبر رجسٹرڈ کیا جائے۔ میرا تو یہ سیدھا سا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اگلی بولی کو آپ خود مانیٹر کر کے دیکھ لیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں گیا ہوں اور میں نے وہاں پر خود دیکھا ہے اور اپنی گاڑی کے لئے میں نے نمبر لیا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا ہے کہ نمبر تمام ایجنٹس لے رہے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! حاجی صاحب کی اس بات کو نوٹ کر لیں اور اگر کہیں کوئی سقم ہے تو اسے درست کر لیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! بہت ساری چیزوں کا procedure ہوتا ہے تو ایک چیز ظاہری طور پر نظر آجاتی ہے تو اس کے لئے باقاعدہ ایک procedure ہے اور میں نے اس کے لئے ان سے یہی عرض کیا ہے کہ اگر ان کی غلط فہمی ہے تو اس کو ہم دور کرنے کے لئے اور اپنی بھی اصلاح کے لئے ہم تیار ہیں۔ اگر اس کے اندر کوئی چیز نکلے لیکن جب بولی عام ہو رہی ہے اور اوپن ہو رہی ہے تو اس کے اندر کسی قسم کا کوئی گھپلا نہیں ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں وہاں جاؤں گا اور دیکھ کر بتاؤں گا کہ وہ نمبر تمام ایجنٹس حضرات لے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان کا ہے۔ جی۔

جناب سمیع اللہ خان: میرے سوال کا نمبر 7750 ہے اور کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک شاہ نواز پاکپتن، زکوٰۃ فنڈز سے ڈسپنسری کا قیام

*7750: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا محکمہ، چک شاہ نواز پاکپتن شریف میں لوگوں کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ڈسپنسری بنانے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے مدد کرنے کو تیار ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

قانون کی رو سے محکمہ زکوٰۃ کسی قسم کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کرنے کا مجاز نہ ہے لہذا ڈسپنسری کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری نہیں کئے جا سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد، 2002تا2004، دینی مدارس کے لئے امدادی رقم اور ادائیگی کی تفصیلات

*5239: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں دینی مدارس کی امداد کی مد میں ضلع فیصل آباد کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) مالی امداد کے لئے دینی مدارس کی طرف سے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے مدارس کی امداد کی گئی؟

(د) کتنے مدارس کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس مد میں سے مالی امداد کے لئے کن کن document کی تصدیق درخواست دہندہ کو کروانا ضروری ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی فیصل آباد کو مالی سال 03-2002 میں -/1,19,35,830 روپے جبکہ سال 03-2002 میں -/1,20,64,960 روپے دینی مدارس کی مد میں موصول ہوئے۔

(ب) سال 03-2002 میں 8 مدارس جبکہ 04-2003 میں 6 مدارس کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) مذکورہ بالا تمام مدارس کی امداد کی گئی۔

(د) کوئی درخواست مسترد نہیں ہوئی۔

(ہ) دینی مدارس کا کیس ضلع زکوٰۃ کمیٹی اپنی سفارشات کے ساتھ صوبائی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کرتی ہے جو اس کی حتمی منظوری کی مجاز ہے مجاز اتھارٹی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) دینی مدارس کو مالی امداد کے لئے درج ذیل دستاویزات اور تصدیق وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

1۔ دینی مدرسہ کی محکمانہ رجسٹریشن سے قبل مدرسہ کی محکمہ داخلہ سے کلیئرنس کروائی جاتی ہے۔

2۔ رجسٹریشن ازاں محکمہ زکوٰۃ و عشر پنجاب

3۔ درخواست فارم برائے گرانٹ

4۔ طلباء کا استحقاق سرٹیفکیٹ ازاں مقامی زکوٰۃ کمیٹی

5۔ فہرست طلباء

6۔ فوٹو کاپی اجلاس امور اسکالرشپ کمیٹی برائے مدرسہ متعلقہ

ضلع پاکپتن، محکمہ زکوٰۃ کے سٹاف، عرصہ تعیناتی اور گزارا الاؤنس سے متعلقہ تفصیل

*6923: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع پاکپتن میں محکمہ زکوٰۃ کے جو افسران اور اہلکاران کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ضلع پاکپتن میں محکمہ زکوٰۃ کے آفیسرز جو عرصہ تین سال سے زائد اسی ضلع میں تعینات ہیں ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) پاکپتن میں محکمہ زکوٰۃ کے دفتر کو سٹیشنری کی مد میں 05-2004 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(د) تحصیل پاکپتن میں 05-2004 کو گزارا الاؤنس میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور اب تک کتنے لوگوں کو گزارا الاؤنس میں کتنی رقم دی جا چکی ہے، ان کے نام، پتا جات اور استحقاق کے معیار کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) اس وقت ضلع پاکپتن میں محکمہ زکوٰۃ کے جو افسران و اہلکاران کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	جگہ تعیناتی
نیاز احمد	ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفیسر	دفتر ضلع زکوٰۃ کمیٹی پاکپتن
احمد اعظم نوید	سٹینو گرافر	۔ایضاً۔
محمد لطیف	اکاؤنٹینٹ	۔ایضاً۔
محمد مشتاق	جونیئر کلرک	۔ایضاً۔
پرویز احمد غازی	ڈرائیور	۔ایضاً۔
عامر بشیر	نائب قاصد	۔ایضاً۔
قیصر علی	چوکیدار	۔ایضاً۔
آڈٹ سٹاف		
محمد خالد مسعود بیگ	آڈٹ آفیسر	۔ایضاً۔
عامر شہزاد	آڈیٹر	۔ایضاً۔
محمد مسعود پرویز	آڈیٹر	۔ایضاً۔
فضل فرید	آڈیٹر	۔ایضاً۔
انیس الدین شاہ	آڈٹ اسسٹنٹ	۔ایضاً۔

ضلع پاکپتن میں اس وقت 55 فیلڈز زکوٰۃ کلرک کام کر رہے ہیں، ان کے ناموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ آڈٹ سٹاف اور فیلڈز زکوٰۃ کلرکوں کی تنخواہیں زکوٰۃ فنڈ سے ادا کی جاتی ہیں۔

(ب) ضلع پاکپتن میں محکمہ زکوٰۃ میں کوئی ایسا آفیسر نہ ہے جو تین سال سے زائد عرصہ سے اس ضلع میں تعینات ہو۔

(ج) ضلع پاکپتن کو 2004-05 میں لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کو سٹیشنری فراہم کرنے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے 2,86,000/- روپے کی رقم موصول ہوئی۔

(د) تحصیل پاکپتن کو 2004-05 میں 1,33,55,000/- روپے گزارا الاؤنس کی مد میں فراہم کئے گئے، اب تک 3100 مستحقین میں یہ رقم تقسیم کی جا چکی ہے، گزارا الاؤنس وصول کرنے والوں کے نام اور پتا جات کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مستحقین کے استحقاق کا تعین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے، ہر وہ شخص جو مسلمان ہے اور صاحب نصاب نہ ہے، خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہا ہے خصوصاً بے آسرا، یتیم، ضعیف العمر، معذور اور بیمار مستحقین گزارا الاؤنس سے استفادہ کرنے کے اہل ہیں۔

ضلع وہاڑی، 2003 تا 2005، پراپرٹی ٹیکس وصولی سے متعلقہ تفصیل

*6472: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے جنوری 2005 تک ضلع وہاڑی سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ٹیکس اکٹھا کیا گیا؟

(ب) کم از کم کتنے رقبہ پر ٹیکس معاف ہے؟

(ج) کیا مقررہ ہدف کے مطابق ٹیکس اکٹھا ہوا، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) سال 2003 سے جنوری 2005 تک ضلع وہاڑی سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں چار کروڑ پندرہ لاکھ پچاسی ہزار نو سو چھ روپے اکٹھا ہوا۔

(ب)

1۔ پانچ مرلہ تک کا ایک ذاتی مکان جو رہائشی مقاصد کے لئے استعمال میں ہو پراپرٹی ٹیکس سے معاف ہے۔

2۔ ایک کنال رقبہ تک کا ایک رہائشی مکان جو کہ فیڈریشن یا صوبائی گورنمنٹ کے ریٹائرڈ ملازم کی ملکیت اور ذاتی تصرف میں ہو۔

3۔ پانچ مرلہ رقبہ تک کا ذاتی رہائشی مکان جو کہ کچی آبادیوں سے متعلق قانون کے تحت حکومت کی اعلان کردہ کچی آبادی میں واقع ہو۔

(ج) اس عرصہ کے دوران مقررہ ہدف / ڈیمانڈ سے سڑسٹھ لاکھ چونتیس ہزار چھ سو نواسی روپے زائد پراپرٹی ٹیکس اکٹھا ہوا۔

ضلع لودھراں، زکوٰۃ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیل

*7620: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لودھراں کی کتنی زکوٰۃ کمیٹیوں میں ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور تعلیمی قابلیت نیز ان میں سے کتنے عوامی نمائندے اور کتنے سرکاری ملازم ہیں؟

(ب) جو ایڈمنسٹریٹر مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اترتے، ان کے نام و پتا جات اور ان کو بطور ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ایڈمنسٹریٹرز کی جگہ بذریعہ انتخاب چیئرمین مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع لودھراں میں اس وقت چار کمیٹیوں میں ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

نام مقامی زکوٰۃ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	تعلیمی قابلیت	پیشہ
واہی وگھ مل	ملک فلک شیر	بی اے، ایل ایل بی	کھیتی باڑی
364/W.B	محمد اقبال	میٹرک	۔ایضًا۔
339/W.B	محمد اشرف	۔ایضًا۔	۔ایضًا۔
362/W.B	محمد عمیر	۔ایضًا۔	۔ایضًا۔

ان میں کوئی بھی سرکاری ملازم یا عوامی نمائندہ نہ ہے یہ تمام غیر سیاسی ہیں اور کھیتی باڑی سے وابستہ ہیں۔

(ب) جو مقامی زکوٰۃ کمیٹی قواعد کے مطابق کام نہیں کرتی اور اسے بعد از انکوائری ختم کر دیا گیا ہو اور نئے الیکشن کے لئے حالات سازگار نہ ہوں ایسی کمیٹی میں ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جاتا ہے، ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی قواعد وضوابط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! چیئرمین کو ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں کہ وہ ان کمیٹیوں میں انتخابات کے انعقاد کے لئے قواعد کے مطابق فوری کارروائی کرے۔

ضلع وہاڑی، 2003تا2005، ٹوکن فیس سے متعلقہ تفصیل

*6473: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں سال 2003 سے جنوری 2005 تک گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا کتنی گاڑیوں کو ٹوکن فیس ادا نہ کرنے پر بند کیا گیا اور کئے گئے جرمانہ کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) ٹوکن فیس ادا نہ کرنے والی کتنی گاڑیاں چھوڑی گئیں ان کی تعداد اور وجہ بیان کی جائے؟

وزیر آبکاری ومحصولات:

(الف) ضلع وہاڑی میں 2003 سے جنوری 2005 تک گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کی مد میں مبلغ-/2,13,43211 روپے ریونیو اکٹھا ہوا اس عرصہ کے دوران 243 گاڑیوں کو ٹوکن ٹیکس ادا نہ کرنے پر بند کیا گیا اور ان سے مبلغ-/3,56,732 روپے جرمانہ وصول کیا گیا گاڑیوں کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران کوئی گاڑی بغیر ادائیگی ٹوکن ٹیکس نہ چھوڑی گئی ہے۔

ضلع لودھراں، ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کو زکوٰۃ فنڈز کی تقسیم

*7621: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لودھراں کے جن ووکیشنل انسٹیٹیوٹس کو مالی سال04-2003، 05-2004 اور06-2005 میں زکوٰۃ کی مد سے ادائیگی کی گئی ان کے نام، جگہ اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ زکوٰۃان اداروں کو کس کس مقصد کے لئے دی گئی تھی؟

(ج) کیا محکمہ زکوٰۃ نے اس رقم کا آڈٹ کروایا ہے، جن اداروں میں زکوٰۃ کی رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے،ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ رقم تمام اداروں کو برابری کی بنیاد پر دی گئی اگر کم و بیش دی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع لودھراں میں جن ووکیشنل انسٹیٹیوٹس کو مالی سال04-2003،05-2004 اور06-2005 میں زکوٰۃ کی رقم کی ادائیگی کی گئی ان کے نام، جگہ اور رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	2003-04	2004-05	2005-06
VTI دنیاپور	56,80,000	59,30,000	78,67,400
VTI مخدوم علی	Not Established	31,57,000	59,29,000
VTI قطب پور	=	8,80,000	25,76,200
VTI گوگراں	=	11,55,000	39,57,800
VTI کہروڑپکا	=	11,55,000	39,95,200

(ب) ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو یہ رقم طلباء کی تربیت پر اٹھنے والے تمام اخراجات بشمول انتظامی اخراجات برداشت کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ادارہ اس رقم سے طالب علم کو -/500روپے ماہوار وظیفہ بھی دیتا ہے اور ٹریننگ کے اختتام پر طالب علم کو -/5000روپے یکمشت بھی ادا کرتا ہے تاکہ وہ اوزار خرید کر اپنا کاروبار شروع کر سکے۔

(ج) ان اداروں کا آڈٹ پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کرواتی ہے اس کی رپورٹ کے مطابق کوئی خُورد بُرد نہ پائی گئی ہے۔

(د) زکوٰۃ کی رقم تمام اداروں کو برابری کی بنیاد پر نہیں بلکہ طلباء کی تعداد اور کورس کے دورانیہ کے مطابق دی جاتی ہے۔

ضلع لاہور میں پراپرٹی ٹیکس وصولی کی تفصیل

*6866: **ملک اصغر علی قیصر**: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے آج تک ضلع لاہور میں محکمہ ہذا نے مکانات، دکانات اور رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ٹیکس اکٹھا کیا کم از کم کتنے رقبہ کے مکانات پر ٹیکس معاف ہے اگر کسی بھی مکان پر ٹیکس معاف نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) ضلع لاہور میں سے کتنے پلازوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ٹیکس وصول ہوا اور کتنے پلازوں سے ٹیکس وصول نہیں کیا گیا ان پلازوں کے نام، مالکان کے نام اور مقام بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری ومحصولات:

(الف) سال 2003 سے اپریل 2005 تک ضلع لاہور میں محکمہ ہذا نے مکانات، دکانات، رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں ایک ارب چوبیس کروڑ ساٹھ لاکھ بیالیس ہزار نو سو سینتیس روپے ٹیکس اکٹھا کیا کم از کم جتنے رقبہ کے مکانات پر ٹیکس معاف ہے تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ پانچ مرلہ تک کا ایک ذاتی مکان جو رہائشی مقاصد کے لئے استعمال میں ہو۔

2۔ ایک کنال رقبہ تک کا ایک رہائشی مکان جو کہ وفاقی یا صوبائی گورنمنٹ کے رٹیائرڈ ملازم کی ملکیت اور ذاتی تصرف میں ہو۔

3۔ پانچ مرلہ رقبہ تک کا ذاتی رہائشی مکان جو کہ کچی آبادیوں سے متعلقہ قانون کے تحت حکومت کی اعلان کردہ کچی آبادی میں واقع ہو۔

اگر کسی بھی مکان پر ٹیکس معاف نہیں تو اس کی وجہ اس مکان کی سالانہ تشخیص ایک ہزار چھ سو بیس روپے سے زیادہ ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں سڑسٹھ پلازوں سے کلی طور پر اور پچاسی پلازوں سے جزوی طور پر پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سات کروڑ چونتیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار چھ سو ترانوے روپے ٹیکس وصول ہوا اور ترانوے پلازوں سے کلی طور پر ٹیکس وصول نہیں کیا گیا۔ ان پلازوں کے نام، مالکان کے نام اور مقام کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ، اوکاڑہ اور ساہیوال، عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات محکمہ آبکاری کے ملازمین کی تفصیل

*7697: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع شیخوپورہ، اوکاڑہ اور ساہیوال میں تعینات محکمہ ایکسائز کے جو افسران /اہلکاران تین سال سے زائد حکومت کی پالیسی کے برعکس ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

ضلع شیخوپورہ، اوکاڑہ اور ساہیوال میں تعینات محکمہ ایکسائز کا کوئی بھی آفیسر /اہلکار حکومت کی پالیسی کے برعکس تعینات نہ ہے۔تاہم فہرست سٹاف ضلع شیخوپورہ، اوکاڑہ اور ساہیوال مع عہدہ، گریڈ تعینات زائد تین سال جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔بی ایس۔1 تا بی ایس۔7 کے ان اہلکاران کی تین سال سے زائد عرصہ تک ایک جگہ تعیناتی حکومتی پالیسی سے متصادم نہ ہے۔

ضلع بہاولپور زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد اور سال 2004 کے فنڈز کی تقسیم

*7943: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع بہاولپور میں کل کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں، کتنی زکوٰۃ کمیٹیوں کا الیکشن ہو گیا ہے اور کتنی زکوٰۃ کمیٹیوں کا الیکشن بقایا ہے، ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، سال 2004 میں یتیم بچوں کے وظائف، شادی کے لئے فنڈز اور طلباء کے لئے وظائف کی تقسیم کی تفصیل تحصیل وار بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

ضلع بہاولپور میں 740 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔727 زکوٰۃ کمیٹیاں الیکشن کے بعد تشکیل پا چکی ہیں 89 جبکہ 9 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں عدالتوں میں کیسز کی سماعت اور 4 اہل علاقہ کے شدید اختلافات کے باعث تشکیل نہ پا سکی ہیں۔ ضلع زکوٰۃ کمیٹی بہاولپور کو مالی سال 2004-05 میں -/8,57,07,000 روپے کا بجٹ جاری کیا گیا۔ یتیم بچوں کے لئے

الگ سے کوئی بجٹ مختص نہ ہے تاہم مذکورہ مدت کے دوران 30 یتیم بچوں کو تعلیمی وظائف کی مد میں -/35,052 روپے جاری کئے گئے ہیں۔ شادی فنڈز اور تعلیمی وظائف کی تینوں مدات (ریگولر، مدارس اور فنی تربیتی ادارہ جات) میں تقسیم شدہ زکوٰۃ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

مد	تقسیم شدہ رقم
شادی فنڈز	-/14,00,000 روپے
تعلیمی وظائف (ریگولر)	-/76,38,164 روپے
دینی مدارس	-/45,17,700 روپے
فنتی تربیتی ادارہ جات	-/1,15,39,600 روپے

Tehsil wise Disbursement of Zakat Fund under the Heads Marriage Assistance Education Stipend (Regular) Education Stipend (Deeni Madaras) and Education Stipend (Technical) During the year 2004-05

Sr. No.	Name of Tehsil	Marriage Assistance	Education Stipend (Regular)	Education Stipend (Deeni Madaras)	Education Stipend (Technical)
1.	Bahawalpur	670000	6153500	1770900	6028400
2.	Ahmadpur	40000	40000	40000	1581800
3.	Hasilpur	340000	801840	464400	NILL
4.	Khairpur	170000	32400	459000	NILL
5.	Yazman	180000	180000	180000	3929400
	Total	1400000	1400000	4517700	11539600
	G.T	2,50,95,464			

لاہور۔ گاڑیوں کی رجسٹریشن و ٹوکن ٹیکس کی آمدن

*7719: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے 2005 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) محکمہ نے انکم کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات کئے ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) محکمہ نے گاڑیوں کی رجسٹریشن کروانے کے لئے لوگوں کو کیا سہولیات فراہم کیں یا کون سے اقدامات اٹھائے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) لاہور سے ٹوکن ٹیکس کی مد میں ایک 185.283 اور رجسٹریشن کی مد میں 742.332 ملین روپے کی رقم وصول ہوئی۔

(ب) محکمہ آمدنی کو بڑھانے کے لئے ہر سال مختلف فیسوں اور ٹیکسوں کی شرح میں نظر ثانی کرتا ہے جس کے نتیجے میں ہر سال انکم ٹارگٹ بھی بڑھایا جاتا ہے۔ پچھلے تین سال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ہدف	وصولی	اضافہ فیصد
2002-03	4,894,257,000	5,093,7,11,628	104فیصد
2003-04	6,47,760,000	6,070,744,800	100فیصد
2004-05	4,559,680,000	4,885,830,409	107فیصد

قانون کے مطابق مختلف ٹیکسوں کی فہرست ٹیکس دہندگان پر بھی نظر ثانی کی جاتی ہے جس سے ٹیکسوں کی مد میں اضافہ ہو جاتا ہے اس طرح نئے ٹیکس دہندگان بھی tax net میں شامل ہو جاتے ہیں۔

(ج) محکمہ نے گاڑیوں کی رجسٹریشن کروانے کے لئے لوگوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔

1۔ محکمہ نے مختلف فارم ہائے متعلقہ موٹر ٹیکسیشن کی پشت پر فیسوں اور ٹیکسوں کی مکمل تفصیل درج کی ہے تاکہ لوگوں کو ان کی فیسوں اور ٹیکسوں کی تشخیص میں آسانی میسر آ سکے۔

2۔ گاڑیوں کی رجسٹریشن کروانے کے لئے آنے والے لوگوں کی سہولت کے لئے لاہور میں کمپیوٹرائزر جسٹریشن اور موٹر مالکان کو اصل فائل کی واپسی نافذالعمل ہے۔

3۔ اس وقت کمپیوٹر رجسٹریشن کا پرانا نظام اپنی مدت پوری کرنے کے بعد تبدیل کیا جا چکا ہے۔

4۔ موٹر برانچ لاہور میں ایک وسیع اور کشادہ ہال تعمیر کیا جا رہا ہے۔

5۔ معلوماتی، امدادی اور پہلے سے زیادہ تعداد میں رجسٹریشن کاؤنٹرز بنائے جا رہے ہیں۔

6۔ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا کرنے کی غرض سے ایک جامع منصوبہ (M.T.M.I.S) تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

7۔ محکمہ نے تمام ضلعی دفاتر میں ون ونڈو اور امدادی سنٹر قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے جس میں لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں ان سنٹرز نے کام شروع کر دیا ہے۔

پی پی۔137 لاہور۔ زکوٰۃ کمیٹیوں، سربراہان اور تقسیم زکوٰۃ کی تفصیل

*8137: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال05-2004 اور06-2005 کے دوران پی پی۔137 لاہور میں کتنی زکوٰۃ تقسیم کی گئی؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں ان سالوں کے دوران کتنے افراد نے مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو مالی امداد کے لئے درخواستیں دیں، تفصیل کمیٹی وار فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں اس عرصہ کے دوران جن افراد کو مالی امداد دی گئی ان کے نام، پتا جات نیز رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس حلقہ میں کتنی زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں ہیں، ان کے نام اور چیئر مینوں کے نام کی تفصیل دی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) مالی سال05-2004اور06-2005 کے دوران پی پی۔137لاہور میں مبلغ -/65,53,000روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں ان سالوں کے دوران640افراد نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو مالی امداد کے لئے درخواستیں دیں، تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران558۔افراد کو امداد فراہم کی گئی، تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس حلقہ میں23 مقامی زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں ہیں، تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بھکر، موضع نشیب پورہ کے خسرہ جات کے پراپرٹی ٹیکس کا مسئلہ

*7785: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبکاری ومحصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

خسرہ نمبر2001تا2006 موضع بھکر نشیب پورہ بلدیہ حدود بھکر سے باہر ہونے کے باوجود ان کے مالکان سے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ناجائز طور پر ٹیکس کیوں وصول کر رہا ہے، اگر ایسا ہے تو ذمہ دار اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاوے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

نوٹیفکیشن حدود بلدیہ 1946 کے مطابق بھکر نشیب حدود کمیٹی کے اندر ہے خسرہ نمبرات 2001تا2006 بھکر نشیب میں شامل ہیں۔

اس سلسلہ میں جاری کیا جانے والا دوسرا نوٹیفکیشن 1985 بھی بھکر نشیب کا علاقہ بلدیہ کی حدود کے اندر ظاہر کرتا ہے دونوں نوٹیفکیشن میں صرف بھکر نشیب کا ذکر ہے یا پھر مستطیل کا ذکر کیا گیا ہے کہیں بھی بھکر نشیب کے خسرہ جات کا ذکر نہ ہے خسرہ جات کے نمبروں کا ذکر نہ کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پورا بھکر نشیب حدود بلدیہ میں شامل ہے اس بنا پر بھکر نشیب کے پورے علاقہ کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے تشخیص کیا گیا ہے۔

محکمہ زکوٰۃ و عشر کے فیلڈ کلرکس کی تنخواہ میں اضافے کا مسئلہ

*8512: بریگیڈیر (ر) محمد حسن: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیلڈ کلرکس اس وقت -/3000 ماہانہ تنخواہ لے رہے ہیں، کیا یہ کم نہیں ہے؟

(ب) اگر حکومت ان کی تنخواہ میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کتنا اضافہ کب تک کیا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان کی تنخواہ کم از کم -/5000 روپے مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ فیلڈ کلرکس اس وقت -/3000 روپے ماہانہ مشاہرہ پر کام کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ مشاہرہ کم ہے۔ تاہم فاضل ایوان کے علم میں یہ بات لانا برمحل ہے کہ فیلڈز زکوٰۃ کلرکس کل وقتی ملازم نہیں ہوتے۔ یہ باقاعدگی سے دفتر بھی حاضر نہیں ہوتے بلکہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی میں حاضر ہوتے ہیں۔

جہاں تک فرائض کا تعلق ہے تو ہر زکوٰۃ کلرک دس مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے اور اس کا آڈٹ کرواتا ہے نیز ضلعی زکوٰۃ کمیٹی سے رابطہ رکھتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ کسی بھی مناسب وقت کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات سے رابطہ کر لیتا ہے اور ریکارڈ کی تکمیل کر لیتا ہے۔ محکمہ کو ان کلرکوں سے ہمدردی ہے اور وہ پہلے ہی ان کی تنخواہوں میں

اضافہ کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل سے درخواست کر چکا ہے۔

(ب) قبل ازیں متعدد مواقع پر ایوان کو آگاہ کیا جا چکا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم اور عاملین زکوٰۃ سے متعلقہ قواعد وضوابط مرکزی زکوٰۃ کونسل مرتب کرتی ہے۔اس میں ردوبدل یا ترمیم کا کوئی اختیار صوبائی حکومت کے پاس نہ ہے۔ صوبائی حکومت صرف اپنی سفارشات اور تجاویز بھیج سکتی ہے۔

فاضل ایوان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کلرکس کی طرح عاملین زکوٰۃ کی مد میں آڈٹ افسر، آڈٹ اسسٹنٹ اور آڈیٹر بھی بھرتی کئے گئے ہیں۔ یہ سٹاف باقاعدگی سے ضلع کے دفاتر میں حاضر ہوتا ہے اور ان کے کام کی نوعیت بھی مختلف اور نسبتاً زیادہ ذمہ داری کی حامل ہے۔ان کی تنخواہ بھی نہایت قلیل ہے۔لہذا محکمہ ان کی تنخواہ سرکاری سکیلوں کے مطابق مقرر کرنے کے لئے اپنی سفارشات مرکزی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کر چکا ہے۔ جس میں کلرک کی تنخواہ بھی سرکاری سکیل کے مطابق کرنے کی تجویز شامل کی گئی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت تنخواہوں میں اضافہ کا کوئی ٹائم فریم نہیں دے سکتی جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف کی ملازمت کے قواعد وضوابط اور تنخواہ میں اضافے کا اختیار مرکزی زکوٰۃ کونسل کے پاس ہے اور آج کل مرکزی زکوٰۃ کونسل کا وجود نہ ہے۔

جونہی مرکزی زکوٰۃ کونسل تشکیل پائی زکوٰۃ پیڈ سٹاف کی تنخواہوں میں اضافہ کا معاملہ زیر بحث آئے گا اور یقیناً ان کی تنخواہ میں اضافہ ہو گا۔

(ج) حکومتی خزانہ سے تنخواہ لینے والے کلرکوں کی کم از کم تنخواہ تقریباً -/4000 روپے ہے۔ زکوٰۃ کلرک کی تنخواہ بھی اسی تناسب سے بڑھانے کی سفارش کی گئی ہے۔

موٹر رجسٹریشن برانچ لاہور میں تعینات ایکسائز انسپکٹرز اور سینئر کلرکس کی تفصیل

*7801: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موٹر رجسٹریشن برانچ لاہور میں اس وقت جو انسپکٹر ایکسائز اور سینئر کلرک کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل نیز وہ اس برانچ میں کب سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف کرپشن کی شکایات موصول ہونے پر ان کو اس برانچ سے ٹرانسفر کیا گیا مگر بعد میں پھر ان کو اسی برانچ میں تعینات کر دیا گیا ہے؟

(ج) جن کے خلاف ابھی تک کرپشن کی انکوائریاں چل رہی ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) موٹر رجسٹریشن برانچ لاہور میں اس وقت جو انسپکٹر ایکسائز اور سینئر کلرک کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1۔	ذاکر الرحمٰن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	21-08-06
2۔	اسلم بھٹی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	08-05-02
3۔	نظام دین	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	21-08-06
4۔	اعجاز اسلم	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	21-08-06
5۔	ضیاء الحق چیمہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	17-08-06
6۔	مرتضیٰ علوی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	05-05-05
7۔	محمد سجیل	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	26-07-06
8۔	عمر عادل	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	26-07-06
9۔	مظہر حسین	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11	26-07-06
10۔	اختر سندھو	سینئر کلرک	07	03-06-02

(ب) کوئی نہیں۔

(ج) جن ملازمین کے خلاف ابھی تک کرپشن کی انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	قیصر واجد	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	11
2۔	قاضی احسان الدین	جونیئر کلرک	05
3۔	نجم الثاقب	جونیئر کلرک	05
4۔	محمد اسحاق	جونیئر کلرک	05

تحصیل ٹیکسلا۔2004تا2006۔ میرج گرانٹ سے متعلقہ تفصیلات

*8525: جناب محمد وقاص: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال جولائی2004 تا جون2006 میرج گرانٹ کی مد میں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟
(ب) میرج گرانٹ کے لئے کتنی درخواستیں اس دوران موصول ہوئیں؟
(ج) کتنی درخواستوں پر یہ فنڈ جاری کیا گیا نیز کتنی درخواستیں مسترد کی گئیں؟
(د) کتنی رقم بلا استعمال واپس کر دی گئی؟

وزیر زکوۃ و عشر:

(الف) مالی سال جولائی2004 تا جون2006 میرج گرانٹ کی مد میں تحصیل ٹیکسلا کو-/720,000 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔
(ب) میرج گرانٹ کے لئے80 درخواستیں موصول ہوئیں۔
(ج) 72 درخواستوں پر فنڈ جاری کیا گیا اور آٹھ درخواستیں مسترد ہوئیں۔
(د) کوئی رقم واپس نہ کی گئی۔

ڈائریکٹرز (پراپرٹی ٹیکس) کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز سے متعلقہ تفصیلات

*7852: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) محکمہ ایکسائز میں ڈائریکٹر (پراپرٹی ٹیکس) کی کتنی اسامیاں ہیں اور یہ کس کس جگہ ہیں؟
(ب) ان پوسٹوں پر کام کرنے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟
(ج) ان میں سے کتنے ڈائریکٹرز کا تعلق محکمہ ایکسائز سے اور کتنے پی سی ایس یا دیگر سروس سے تعلق رکھتے ہیں؟
(د) ان ڈائریکٹرز کی سال04-2003، 05-2004 تک کی پراپرٹی ٹیکس کی آمدن کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) محکمہ ایکسائز میں ڈائریکٹر پراپرٹی ٹیکس کے نام سے کوئی اسامی نہ ہے۔ تاہم سابقہ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر ایک ایک ڈسٹرکٹ آفیسر / ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تعینات ہے جو

بطور اپیلٹ اتھارٹی پراپرٹی ٹیکس کی اپیلیں نمٹانے اور پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے علاوہ دیگر صوبائی ٹیکسوں کی تشخیص اور وصولی مانیٹر کرنے کے ذمہ دار ہیں اس طرح پورے پنجاب میں نوڈائریکٹرز تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	راولپنڈی	ڈویژن	ایک ڈائریکٹر
2۔	سرگودھا	" " "	" " "
3۔	لاہور	" "	دوڈائریکٹر
4۔	ملتان	" "	ایک ڈائریکٹر
5۔	گوجرانوالہ	" "	۔ایضًا۔
6۔	فیصل آباد	" "	۔ایضًا۔
7۔	بہاول پور	" "	۔ایضًا۔
8۔	ڈیرہ غازی خان	" "	۔ایضًا۔

(ب) ان پوسٹوں پر کام کرنے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(الف)کے جواب میں درج تمام ڈائریکٹرز کا تعلق محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے ہے۔

(د) جن اضلاع میں ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تعینات ہیں، کی سال2003-04اور 2004-05 کی پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیل جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل ٹیکسلا۔2004تا2006، تعلیمی وظائف سے متعلقہ تفصیلات

*8526:جناب محمد وقاص:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال2004تا جون2006 تعلیمی وظائف کی مد میں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) تعلیمی وظائف کے لئے اس دوران کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) ان میں سے کتنی درخواستوں پر یہ وظائف جاری کئے گئے نیز کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ جاری ہونے والی فی کس رقم بھی بتائی جائے؟

(د) ان وظائف کے اجراء کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز ان کی تقسیم کیسے عمل میں آئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) مالی سال جولائی 2004 تا جون 2006 تعلیمی وظائف کی مد میں -/10,12,156 روپے کی رقم تحصیل ٹیکسلا کو فراہم کی گئی۔

(ب) تعلیمی وظائف کے لئے اس دوران 1066 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) 1066 درخواستوں پر یہ وظائف جاری کئے گئے بمطابق تعلیمی درجہ بندی کم سے کم -/900 روپے اور زیادہ سے زیادہ -/4500 روپے فی کس سالانہ رقم کا اجراء کیا گیا۔ درجہ بندی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

درجہ بندی	ماہانہ وظیفہ
پرائمری تا مڈل	-/75 روپے
ہائی سکول	-/112 روپے
انٹرمیڈیٹ تا گریجوایشن	-/375 روپے
پوسٹ گریجوایٹ	-/750 روپے
انجینئرنگ / میڈیکل	-/874 روپے
کمپیوٹر سائنسز	-/874 روپے

(د) وظائف کا اجراء مرکزی زکوٰۃ کونسل کے وضع کردہ طریق کار کو مدنظر رکھ کر کیا گیا، تعلیمی وظائف کے حصول کے لئے کوئی بھی غریب / نادار مستحق طالب علم ضلع زکوٰۃ کمیٹی سے حصول زکوٰۃ کا فارم حاصل کرتا ہے، اسے مکمل کرنے کے بعد اپنے رہائشی علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی اور تعلیمی ادارہ سے تصدیق کرواکر ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے دفتر جمع کرواتا ہے۔
ضلع زکوٰۃ کمیٹی ضلع بھر کے تعلیمی اداروں کے مستحق طلباء کی فہرست بناکر صوبائی زکوٰۃ کونسل کو منظوری کے لئے ارسال کرتی ہے۔ بعد از منظوری کونسل ضلع زکوٰۃ کمیٹی منظور شدہ رقم بذریعہ کراس چیک تعلیمی ادارہ کے سربراہ یا اس کے نمائندوں کے نام ارسال کرتی ہے جبکہ وظیفہ کی ادائیگی نقد رقم کی صورت میں وظیفہ کمیٹی کرتی ہے، یہ کمیٹی درج ذیل افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔
ہیڈ ماسٹر / پرنسپل، سینئر استاد اور مقامی کمیٹی کا چیئرمین یا اس کا نمائندہ۔
مذکورہ طلباء کو بھی وظائف کی ادائیگی منظور شدہ طریق کار کے مطابق ہی کی گئی ہے۔

ضلع جھنگ۔جنوری 2004 تاحال، گاڑیوں کی رجسٹریشن اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8192: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک جھنگ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن سے کتنی رقم حاصل ہوئی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئی ہیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کے کیس موصول ہوئے اور کتنے مسترد ہوئے؟

(د) مذکورہ دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) یکم جنوری 2004 تا 30۔اپریل 2006 تک جھنگ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن سے جو رقم وصول ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

01-01-04 تا 31-12-04	62,06,162/-
01-01-05 تا 31-12-05	74,88,212/-
01-01-06 تا 30-04-06	27,09,530/-
میزان	1,64,03,904/-

(ب) اس عرصہ کے دوران جتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

01-01-04 تا 31-12-04	4,502/-
01-01-05 تا 31-12-05	5,116/-
01-01-06 تا 30-04-06	1,964/-
میزان	11,582/-

(ج) اس عرصہ کے دوران کل 11,582 گاڑیوں کی رجسٹریشن کے کیس موصول ہوئے اور ان میں سے کوئی بھی کیس مسترد نہ ہوا۔

(د) مذکورہ ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1۔	امجد علی خان	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17	01-05-04 تا حال

2۔	اعجاز حسین ملک	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	14	25-10-01تاحال
3۔	اکبر علی	جونیئر کلرک	05	15-01-04تاحال
4۔	محمد مبین	جونیئر کلرک	05	09-03-02تاحال
5۔	ظہور احمد	کانسٹیبل	01	19-08-04تاحال
6۔	فلک شیر	کانسٹیبل	01	21-04-04تاحال

ضلع بھکر۔سال05-2004تعلیمی وظائف سے متعلقہ تفصیل

*8535:جناب حفیظ اللہ خان۔کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع بھکر میں مالی سال05-2004 میں تعلیمی وظائف کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) تعلیمی وظائف کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے افراد کی امداد کی گئی؟

(د) کیا کسی اہلکار کے خلاف خُورد بُرد کی کوئی شکایت موصول ہوئی؟

(ہ) ضلع بھکر میں کل کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) ضلع بھکر کو مالی سال05-2004کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں-/52,86,000 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) تعلیمی وظائف کے لئے7452درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) 6944افراد (طالب علموں) کی امداد کی گئی۔

(د) کسی اہلکار کے خلاف خُورد بُرد کی شکایت موصول نہ ہوئی۔

(ہ) ضلع بھکر میں کل392مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔کمیٹیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دفتر ڈی جی ایکسائز لاہور۔2004تاحال بھرتی کی تفصیل

*8561:رانا سرفراز احمد خان:کیاوزیر آبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) یکم جنوری2004سے آج تک آفس ڈی۔جی ایکسائز لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، ولدیت، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور کون سے اخبار میں بھرتی کے اشتہار دیئے گئے؟

(ج) آفس ہذا میں کتنے اہلکاران اور افسران کے خلاف رشوت ستانی، خُورد بُرد اور اختیارات کے غلط استعمال پر گزشتہ تین سالوں میں کیا کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک آفس ڈی۔جی ایکسائز لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کی مطلوبہ تفصیل / فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اشتہارات بالترتیب مورخہ 03-09-09 روزنامہ "جنگ" لاہور اور مورخہ 21-04-2006 روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں شائع ہوئے۔

(ج) ندیم اختر قریشی، جونیئر کلرک نے بطور بل کلرک کام کرتے ہوئے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔

ملازمین کے جی۔پی فنڈ اور تنخواہوں میں خُورد بُرد کا مرتکب ہوا۔ اس پر نوکری سے برخاست کر دیا گیا لیکن بعد میں اس نے سروس ٹربیونل میں اپیل دائر کر دی جس پر اسے بحال کرتے ہوئے دوبارہ انکوائری کا حکم صادر ہوا۔ رشوت ستانی کا کوئی کیس نہ ہے۔

بہاولپور۔جنوری 2005 تا جون 2006 بحالی سکیم سے متعلقہ تفصیل

*8650: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

یکم جنوری 2005 سے جون 2006 تک چھوٹی بحالی اور بڑی بحالی کے تحت ضلع بہاولپور میں جن افراد کو رقم دی گئی، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل کیس وار فراہم کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

یکم جنوری 2005 تا جون 2006 چھوٹی بحالی حاصل کرنے والے مستحقین کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بڑی بحالی زکوٰۃ سکیم کے تحت مالی سال 2004-05 کے دوران ایک قسط موصول ہوئی جو ستمبر 2005 تک تقسیم کی گئی، اس کے بعد بڑی بحالی میں اب تک کوئی رقم موصول نہ ہوئی ہے۔ اس مد کے تحت امداد

حاصل کرنے والے مستحقین کی فہرست تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔2004 تاحال ٹوکن ٹیکس سے آمدن

*8562: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں مالی سال 2004 تاحال کتنا ٹیکس گاڑیوں سے ٹوکن فیس کی مد میں وصول کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی گاڑیوں کو ٹوکن فیس ادا نہ کرنے پر بند کیا گیا اور ان سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف)

سال	وصولی
2004-05	92,82,621/-
2005-06	92,89,857/-
31۔جولائی 2006 تک	28,32,025/-
کل وصولی	2,14,04,503/-

(ب)

سال	بند کی گئی گاڑیوں کی تعداد	وصولی جرمانہ
2004-05	326	1,59,216/-
2005-06	315	1,52,514/-
31۔جولائی 2006 تک		کوئی نہیں
کل وصولی	614	311,730/-

بہاولپور۔جنوری 2005 تا جون 2006۔شادی گرانٹ اور جہیز فنڈز کی تفصیل

*8650-A: محترمہ پروین مسعود بھٹی۔کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور میں یکم جنوری 2005 سے جون 2006 تک زکوٰۃ فنڈ سے جن افراد کو شادی

گرانٹ دی گئی،ان کے نام،پتاجات نیز رقم کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران جن لوگوں کو جہیز فنڈ دیا گیا،ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع بہاولپور میں یکم جنوری 2005 تا جون 2006 زکوٰۃ فنڈ سے جن افراد کو شادی گرانٹ دی گئی،ان کے نام،پتاجات نیز رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زکوٰۃ مستحق والدین کو بچیوں کی شادی کے لئے دس ہزار روپے فی کس گرانٹ دیتا ہے جہیز فنڈ کی الگ سے کوئی مد نہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!منسٹر صاحبان بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں تو میں اس وقت سب سے الارمنگ صورتحال یہ ہے کہ بڑے شہروں میں فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، لاہور میں اس وقت ٹریفک کا مسئلہ ہے۔آپ دیکھیں کہ آپ کو ڈیفنس سے یہاں آنے کے لئے تین تین گھنٹے لگ جاتے ہیں تو اس کے لئے میں چاہوں گا کہ چونکہ کل Question Hour ٹرانسپورٹ کا ہے ٹریفک کا دباؤ main شہر پر پڑ رہا ہے تو اس کے لئے گورنمنٹ نے کیا پالیسی وضع کی ہے اور اس کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ورنہ آنے جانے میں اگر دن میں ماڈل ٹاؤن سے سیکرٹریٹ تک پانچ منٹ کے کام کے لئے آئیں تو آپ کو چار گھنٹے سفر کے لئے لگ جاتے ہیں اور اس وقت یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہ pollution ہے اور یہ ڈینگی وائرس کے ساتھ آپ کو انوائرنمنٹ اور smoke کی وجہ سے آپ کو یہ بھی بیماری آ جائے گی تو اس کے لئے میں چاہوں گا کہ کل کے لئے آپ کوئی ایسی ڈائریکشن دے دیں تاکہ وزیر ٹرانسپورٹ ان معاملات پر بھی بات کر سکیں۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت وزیر ٹرانسپورٹ موجود نہیں ہیں۔جناب جوزف حاکم دین مجلس

قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جوزف حاکم دین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

The Ali Institute of Education Lahore Bill 2006 (Bill No.16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے ہیں نجف عباس سیال پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل پنجاب کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال
2000-1999 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-1999 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک میاں ماجد نواز مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24) of 2003 moved by Mrs. Humaira Awais Shahid MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2006 تک توسیع کردی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کردی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے ہیں ملک نذر فرید کھوکھر تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں برائے سال 2004، 2005 اور 2006 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک نذر فرید کھوکھر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 71,72 بابت سال 2004 تحریک استحقاق نمبر 38,58 بابت سال 2005 تحریک استحقاق نمبر 1,2,9,10,11,28 29,30,32,33,34,41,42,43,44 اور 46 بابت سال 2006 کے

بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں
مورخہ 28۔فروری 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے احسن رضا مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے احسن رضا: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Border Military Police (Amendment) Bill 2003 (Bill No. 26 of 2006) and the Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003 (Bill No. 29 of 2003) moved by Dr. Anjum Amjad, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلے سپیکر صاحب کی یہ رولنگ تھی کہ جس کے لئے extension of time لینا ہے There must be some valid grounds ڈاکٹر انجم امجد کا یہ جو بل تھا آپ دیکھیں کہ یہ کب کمیٹی کے پاس گیا۔ ملک صاحب ہمیں بتائیں کہ whether a Committee needs three years to decide

جناب والا!یہ ظلم کی بات ہے کل اخباروں میں یہ لکھا جائے گا کہ یہ کمیٹیاں ٹائم extend کر رہی ہیں What sort of Chairman he is? He is not complying with the instructions. آپ نے ٹائم لیا ہے اس پر آپ discuss کریں آپ ایک میٹنگ کریں، دو کریں، چار کریں، چھ کریں مگر three year's sir, for that time. It should be on record کہ میں نے اس کو oppose کیا You should not give more time ایک طرف آپ حقوق نسواں کی بات کرتے ہیں تو دوسری طرف Domestic Violence کا بل آپ کا ابھی تک چل رہا ہے۔ ایک آپ کریڈٹ لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے حقوق نسواں کا بڑا کام کر دیا اور دوسری طرف ان کے پاس یہ بل تین سال سے پڑا ہوا ہے۔ Sir, I oppose that اس پر آپ ووٹنگ کرائیں۔ You can put it before the House. You can have a division for that آپ اس کی division کرائیں ہم نے اس کو oppose کیا ہے۔ Why time should be given more for that اگر کروانا ہے تو اس کی کروائیں یا he should give a reason کہ یہ تین سال میں کیوں نہیں ہوا ہے He should give at least one good reason

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو یہ already پاس ہو گیا ہے۔ اگلے سردار یوسف خان لغاری پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا کہ ملتان میں ایک ہارٹ کا ہسپتال کارڈیالوجی بنایا گیا تھا لیکن میں ہیلتھ منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ اس میں ہو کیا رہا ہے اس میں یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پچھلے دنوں تین بیوروکریٹس جس میں سیکرٹری ہیلتھ بھی شامل تھے انہوں نے لندن کا وزٹ کیا ہے صرف کارڈیالوجسٹ ڈھونڈنے کے لئے۔ پاکستان میں جنوبی پنجاب میں اور پنجاب میں سارے ہی ڈاکٹرز مر گئے ہیں وہ لندن گئے تھے کہ ہم وہاں سے ڈاکٹر ڈھونڈ کر لائیں گے۔ وہ اپنا دورہ کر کے یہاں پر تشریف لے آئے ہیں لیکن ابھی تک ان کو

کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر نہیں ملیں۔ میں اس ہاؤس کی توجہ آپ کی وساطت سے اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس لسٹ موجود ہے اس وقت جنوبی پنجاب میں بارہ کے قریب بہترین قسم کے کارڈیالوجسٹ موجود ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے ہیلتھ منسٹر سے درخواست ہے کہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں اور ان لوگوں کو جو اس علاقے کے رہائشی ہیں لاہور میں اور دوسرے صوبوں میں کام کر رہے ہیں ان کو ملتان میں تعینات کیا جائے اور بیوروکریسی جو ہر روز آنکھ مچولی کھیل رہی ہے اور یہ بلی اور چوہے کا کھیل کھیلتی ہے یہ پیسے ضائع کر کے بتاتے ہیں کہ ہم ہو کر آئے ہیں اس کو ختم کیا جائے۔ اس میں ہیلتھ منسٹر ذاتی دلچسپی لے کر ملتان سے ڈی جی خان تک جو بہترین کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر ہیں ان کو وہاں لگایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! بگو صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے تو یقیناً ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں highly qualified and skilled Specialists appoint کئے جا رہے ہیں بہت سارے کر دیئے گئے ہیں کچھ ہماری ایسی specialties ہوتی ہیں جس میں ڈاکٹرز کی کمی ہے اس میں interventional or invasive procedures ہیں ایک subject specialist ہوتا ہے جسے EPS(Electro Physiologic Studies) کہتے ہیں اس کے لئے سپیشلسٹ ہمارے پاس لاہور میں بھی موجود نہیں ہیں تو ایسے Subject Specialists ہم چاہ رہے تھے کہ ملتان میں صرف وہ replica نہ ہو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کا بلکہ یہ جو چیف منسٹر نے چار کارڈیکس سنٹرز بنائے ہیں ہر کارڈیکٹ سنٹر کی روٹین کارڈیک کیئر کے علاوہ ایک شناخت ہو کہ ملتان میں بچوں کے لئے for example کارڈیک سرجری پنجاب میں best کی جاتی ہے۔ ہم فیصل آباد میں کارڈیک سنٹرز بنا رہے ہیں تو وہاں پر Electro Pace Makers کا کام بہتر کیا We want کہ ان سنٹرز میں تمام facilities ہوں روٹین کی facilities بھی ہوں لیکن ہر سنٹر کی ایک sub-specialist ہو تو اس غرض سے We are acquiring specialists from through out the world ہم نے جو اس کو advertise کیا وہ برٹش جرنلز میں بھی کیا اور کچھ انٹرویوز UK کے ہائی کمشنر کے آفس میں ہوئے اور priority یہی ہے کہ لوکل سپیشلسٹ appoint کئے جائیں But if we cannot get local specialists then on pure merit the Chief Minister has

desired کہ ہم باہر سے بھی سپیلشسٹ لائیں ان کو رہائش بھی دیں اور بہتر سیلری بھی دیں تاکہ ان لوگوں کو attract کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پرسوں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات اٹھائی تھی کہ پنجاب میں جو crushing season ہے یہ مسلسل شوگر مل مافیا اس کو delay کر رہا ہے اس کے نتیجے میں چھوٹا کاشتکار مزید پسے گا۔ ٹائم کے اوپر گندم کی کاشت نہیں ہو سکے گی اس کے نتیجہ میں ملک کی فوڈ سکیورٹی متاثر ہو گی۔ یہ بڑی تفصیل سے بات آئی تھی تو گورنمنٹ کی طرف سے چودھری اقبال صاحب نے کھڑے ہو کر جواب بھی دیا تھا اور سپیکر صاحب نے پھر انہیں ہدایت بھی کی تھی کہ آپ سوموار والے دن پورا ڈیٹا لے کر آئیں گے کہ کیا پوزیشن ہے؟ شوگر ملیں کب تک چل رہی ہیں؟ کیونکہ پہلے شوگر ملوں نے یکم نومبر کی بات کی تھی کہ چلائیں گے، پھر انھوں نے کہا کہ 15۔نومبر کو چلائیں گے، پھر انھوں نے کہا کہ 25۔نومبر کو چلائیں گے۔ یعنی مسلسل وہ delay کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو نقصان ہو رہا ہے وہ غریب کسان کا ہو رہا ہے، پنجاب کا ہو رہا ہے اور ملک کا ہو رہا ہے اس لئے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ کہوں گا کہ پرسوں جو سپیکر صاحب نے رولنگ دی تھی اس کے مطابق آج ہمیں کوئی latest position بتائیں کہ یہ شوگر ملیں کب چلیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خوراک تو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں لیکن وزیر زراعت سے میں کہوں گا کہ وہ اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! صحیح ڈیٹا تو انہی کے پاس ہے لیکن یہ یقین دلایا گیا ہے کہ 25۔نومبر کو انشاء اللہ یہ کرشنگ پیریڈ شروع ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: .Its a very important issue اور growers کے لئے یہ بڑی اہم چیز ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! چونکہ اس کی انہی کے پاس figure ہے تو وہ کل جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر آپ خصوصی توجہ فرمائیں کیونکہ یہ بڑی اہم چیز ہے۔ اس سے آگے

اگلی ربیع کی فصل پر بھی اثر پڑے گا کیونکہ گندم کی کاشت بھی اس پر ہونی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کا جواب pending کر دیں۔ وزیر خوراک صاحب آ جائیں گے، ان کے پاس ساری تفصیل موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب !

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، وزیر زراعت بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں پر اسمبلی میں بارہا ہم نے یہ سنا ہے کہ جو بھی cultivators ہیں ان کو بہت جلدی جب بھی وہ کنکشن چاہیں واپڈا سے مل جائے گا۔ میرے پاس یہ ہے کہ ایک شخص نے 26۔اگست کا ڈیمانڈ نوٹس بھرا ہوا ہے، یہ میں آپ کو دکھا رہا ہوں، آج تک اس کو بجلی کا کنکشن نہیں ملا۔ آپ خود اندازہ کر لیں کہ ربیع کی کاشت، اب آپ دیکھیں کہ نومبر کا آخر ہے اور اگر ایک آدمی کے پاس جب وہ رونی نہیں کر سکے گا، زمین کو سیراب نہیں کر سکے گا تو گندم کہاں سے کاشت ہو گی؟ اس لئے یہ وزیر زراعت بیٹھے ہیں، یہ یا تو یہاں پر اس چیز کا ذکر خیر نہ کریں کہ جب بھی کاشتکار چاہے گا ہم اس کو یہ facilities دے دیں گے، روزانہ اخباروں میں آتا ہے کہ کاشتکاروں کو یہ دی گئیں، اب یہ facilities ہیں کہ یہ آپ دیکھ لیں کہ یہ 26۔اگست کا ہے، انھوں نے یہ ڈیمانڈ نوٹس بھرا ہوا ہے اور آج تک اس کو کنکشن نہیں ملا۔ کیا اس سلسلے میں وزیر زراعت اس چیز کا نوٹس لیں گے؟ اگر by laws بھی آپ دیکھیں کہ جب ایک آدمی ڈیمانڈ نوٹس بھر دیتا ہے تو within a week or within a month وہ محکمہ اس کو کنکشن دینے کے لئے bound ہوتا ہے اس لئے اس چیز کا بھی آپ نوٹس لیں کہ جب تک کاشتکار کو کنکشن نہیں ملے گا۔ ایک آدمی نے پیسے بھی بھر دیئے تو کیا اس سلسلے میں وزیر زراعت واپڈا والوں کو کوئی Instructions دیں گے یا یہ ڈیمانڈ نوٹس میں انہیں دے دیتا ہوں۔ یہ ان سے explanation call کریں کہ کیوں آج تک اس کو یہ کنکشن نہیں ملا؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں وزیر زراعت اور وزیر آبپاشی دونوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کو نوٹس میں لائیں اور جتنی جلدی کنکشن دیئے جا سکتے ہیں وہ دلائے جائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرتا ہوں۔ سب باتوں کا اکٹھا جواب دے دیں۔ بات یہ ہے کہ یہ کر کچھ نہیں سکتے۔ اس لئے کہ اس سے پہلے ایک شکایت پر تمام industrialists کی ایم پی اے کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایم پی اے یہاں موجود ہیں جن کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی۔ وہ جو industrialists تھے وہ تو یقین کریں کہ ان منسٹروں کو گھاس ہی نہیں ڈالتے۔ بات ہی نہیں سنتے۔ اس دن وہ سارے ممبران کی بے عزتی کر کے چلے گئے۔ میں اس میٹنگ کے اندر موجود تھا۔ بڑی مشکل سے ان کو بٹھایا گیا اور منسٹر نے الٹا ہمیں کہا کہ خدا کے لئے چپ کر جاؤ، یار چھوڑو، چھوڑو اس بات کو چھوڑو۔ یعنی وہ تو بات سنتے نہیں ہیں۔ منسٹر تو بیچارے ان کی منتیں کرتے ہیں۔ ان کی کوئی پاور نہیں، کسی اور کو تلاش کرو جن کی وہ بات مانیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ڈی اے پی اب بازاروں کے اندر جا کر دیکھ لیں، غائب ہے۔ یہ یہاں پر غلط بیانی کرتے ہیں۔ اب سیزن کے اندر پہلی دفعہ اجلاس ہوا ہے۔ ڈی اے پی اڑھائی سو روپیہ سستی ہے۔ بازار کے اندر ڈی اے پی نہیں ہے، زرخیز ملتی ہے یا ایک اور ڈی اے پی ہے وہ ملتی ہے۔ ڈی اے پی کھاد نہیں ہے، اگر ملتی ہے تو بلیک کے اندر سوا نو سو روپے کی ملتی ہے۔ پورے پنجاب کے اندر میرا یہ جائزہ ہے۔ وزیر زراعت اٹھ کر بتائیں، اگر یہ میری بات کی نفی کریں تو میرے ساتھ چلیں۔ میں ان کو اپنے ساتھ لے کر چلوں گا۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: اب 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 20 منٹ برائے نماز مغرب ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 6.08 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

اسمبلی ملازم محمد امین کی وفات پر اجلاس کا التواء

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی ایک المناک حادثہ ہوا ہے جس طرح آپ کے نوٹس میں بھی ہے کہ یہاں پر محمد امین ایک لفٹ اٹینڈنٹ تھا اس کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور اس کی sudden death ہو گئی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ چونکہ آج بزنس بھی کوئی اتنا اہم نہیں ہے اور اسمبلی ملازمین ہمارے ملازمین ہیں لہذا اجلاس ملتوی کیا جائے۔ ہیلتھ منسٹر صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ایمر جنسی کے سلسلے میں proper کوئی انتظام نہیں ہے۔ اسمبلی میں خدانخواستہ کسی کو کچھ بھی ہو سکتا ہے تو اس پر میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس میں proper آکسیجن یا جو بھی other necessities ہیں وہ available ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اگر یہاں پر ایمر جنسی کے طور پر کوئی ایسی صورتحال ہو جاتی ہے تو یہاں پر بھرپور انتظامات ہونے چاہئیں۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ آج کا اجلاس ملتوی ہونا چاہئے کیونکہ اس کی لاش ابھی پڑی ہوئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جس طرح بگو صاحب نے بات کی ہے اور ابھی ملازمین سے ہماری بات ہو رہی تھی اور واقعی یہاں پر آج جو incident ہوا ہے، اگر یہاں پر اسے کوئی proper first-aid فوری دی جاتی تو شاید اس بیچارے کی زندگی بچ جاتی۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس نے 15,20 سال بطور نائب قاصد یہاں پر خدمت کی ہے تو جس طرح یہاں پر بھرتی کرنے کا اختیار جناب سپیکر اور چیئر کے پاس ہے تو اس کے بیٹے کو ضرور بھرتی کیا جائے یا اس فیملی کو جس طرح آپ Support کر سکیں، اس پر چیئر کو ضرور کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جب نماز کا وقفہ ہوا تو اس دوران میرے نوٹس میں یہ بات لائی گئی، اس کا مجھے بے حد افسوس اور دکھ ہوا ہے اور یہی چیز میں ڈاکٹر صاحب اور باقی دوستوں سے بھی discuss کر رہا تھا۔ ایک تو فوری طور پر آئندہ کے لئے یہاں پر ریسکیو ایمبولینس It Should be stationed here at any cost, which is very important. دوسرا اس کی وفات کا سن کر بے حد افسوس ہونے کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ آج کا ہاؤس ان کے احترام میں کل تک

ملتوی کیا جاتا ہے اور جو کچھ اسمبلی کی طرف سے ہو گا، جب سپیکر صاحب تشریف لائیں گے تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا اور ہم اس کی امداد بھی کریں گے اور اس کے بچے کی ملازمت کے لئے بھی کوشش کریں گے۔

اب اجلاس بروز منگل مورخہ 21۔نومبر 2006 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے اس افسوس کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

263

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)

1۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی، راولپنڈی 2004

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 10۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرارداد)

(موجودہ قراردادیں)

265

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

منگل، 21۔نومبر 2006

(یوم الثلاثہ، 28۔شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي
الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا
جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ

الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾

سورة المؤمن آيات 81 تا 83

اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم خدا کی کن کن نشانیوں کو نہ مانو گے (81) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔ (حالانکہ) وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور اور زمین میں نشانات (بنانے) کے اعتبار سے بہت بڑھ کر تھے تو جو کچھ وہ کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آیا (82) اور جب

ان کے پیغمبر ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم (اپنے خیال میں) ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے اور جس چیز سے تمسخر کیا کرتے تھے اس نے ان کو آگھیرا (83)

وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی ملازم محمد امین (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل ہماری اسمبلی کا ملازم محمد امین فوت ہوا ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ عظیم محب وطن محمود علی صاحب کا بھی انتقال ہوا ہے۔ وہ ہمارے ملک کے لئے بہت بڑا سرمایہ تھے۔ انھوں نے پاکستان کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ان کے حوالے سے ایک قرارداد تعزیت منظور کرتے لیکن کم از کم ان کے لئے ہمیں دعائے مغفرت تو ضرور کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ایک منٹ پلیز۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ایک منٹ۔ میں سوالات شروع کر کے آپ کو موقع دیتا ہوں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 665 ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس کی تفصیل

*665: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس کہاں کہاں واقع ہیں، ان میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) بین الاقوامی طور پر سب سے معروف کھیل فٹبال کے فروغ کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، فٹبال کے فروغ کے لئے ہر ضلع میں کیا سہولیات مہیا کرنا پیش نظر ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کون سے اضلاع میں تمام سہولیات سے مزین سپورٹس کمپلیکس اور فٹبال سٹیڈیم/گراؤنڈز موجود ہیں اور کون سے مزید اضلاع میں قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) لاہور میں عالمی معیار کا کوئی سپورٹس کمپلیکس نہ ہے البتہ نشتر پارک لاہور میں عالمی معیار کے دو سٹیڈیم (1) نیشنل ہاکی سٹیڈیم (2) قذافی کرکٹ سٹیڈیم ہیں ان میں متعلقہ کھیل کی بین الاقوامی سہولت موجود ہے۔

(ب) پنجاب سٹیڈیم لاہور نشتر پارک میں زیر تعمیر ہے، اس میں ٹارٹن ٹریک بھی لگایا جارہا ہے، یہ سٹیڈیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ مکمل ہونے کے بعد اس سٹیڈیم میں فٹبال اور اتھلیٹکس کے عالمی معیار کے مقابلے کروائے جا سکیں گے۔ مزید برآں سپورٹس بورڈ پنجاب بین الصوبائی انڈر 16 کے لئے پنجاب کی ٹیم کی ٹریننگ اور کوچنگ پر خصوصی توجہ دیتی ہے اور اس وقت پنجاب انڈر 16 چیمپئن بھی ہے۔

سپورٹس بورڈ پنجاب اس سال پنجاب کے 34 اضلاع کی ٹیموں کا انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ فٹبال

ٹورنامنٹ منعقد کروارہا ہے جس میں پنجاب کی یوتھ (انڈر16) کی ٹیم تیار کی جائے گی جو بین الصوبائی فٹبال چمپیئن شپ میں حصہ لی گی۔ فٹبال کی اہمیت کے پیش نظر حکومت نے نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں پاکستانی فٹبال فیڈریشن اور پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو آفس کی سہولت بھی دی ہوئی ہے اور فٹبال کے فروغ کے لئے مذکورہ فیڈریشن اور پنجاب ایسوسی ایشن سے بھرپور تعاون کیا جاتا ہے۔

(ج) کھیلوں کی تمام سہولیات سے مزین پنجاب کے کسی ضلع میں کوئی سپورٹس کمپلیکس نہ ہے لیکن درج ذیل اضلاع کے علاوہ باقی تمام اضلاع میں کثیر المقاصد سٹیڈیم / فٹبال گراؤنڈ کی سہولت موجود ہے۔

1۔ میانوالی
2۔ خوشاب
3۔ نارووال
4۔ لودھراں
5۔ شیخوپورہ

حکومت مندرجہ بالا اضلاع میں فٹبال گراؤنڈز بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب تقریباً پونے چار سال بعد آیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو جواب دیا ہے کیا آج بھی یہی ہے یا اس میں کوئی کمی بیشی ہو گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپورٹس: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کی باری دیر سے آئی ہے لیکن محکمے نے وقت پر ہی اس کا جواب دے دیا تھا اس لئے محترم دوست کو یہ جواب up to date نہیں لگ رہا لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا فٹبال سٹیڈیم 111 ملین کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے اور اس میں part of track بھی بچھ چکا ہے۔ معزز رکن اس کے علاوہ اگر کوئی وضاحت چاہتے ہوں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ خود سوال اور اس کا جواب بھی پڑھ لیں۔ یہ جواب دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ "خود کو بھی شرمسار کر مجھ کو بھی شرمسار کر" میراتھن ریس کے دعوے کرنے

والے اور میرا تھن ریس کے نام پر پورے ملک میں خواتین کو سڑکوں پر بھگوانے والے یہ بھی دیکھیں کہ ہمارے ملک میں کھیلوں کی کیا حالت ہے۔ جز (الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ لاہور میں عالمی معیار کا کوئی سپورٹس کمپلیس تک موجود نہیں ہے۔

جناب والا!پوری دنیا کے اندر فٹبال کی گیم سب سے زیادہ کھیلی اور دیکھی جانے والی ہے۔اس کے حوالے سے حکومت کی جو کارکردگی ہے وہ پڑھ کر شرم آتی ہے۔یہ کارکردگی میں بیان فرمارہے ہیں کہ نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں پاکستان فٹبال فیڈریشن اور پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو آفس کی سہولت دے دی گئی ہے۔یہ فٹبال کی کارکردگی ہے۔ میں نے اسی لئے عرض کیا تھا کہ اگر اس میں up to date ہو گیا ہے تو وزیر موصوف بتادیں۔پوری دنیا میں فٹبال کی بہت ہی معروف گیم ہے اور اس کے لئے پاکستان اور پنجاب کے اندر ایک بہت شاندار ٹیلنٹ موجود ہے۔ ہمارے برصغیر کا محمڈن فٹبال کلب ایک بہت معروف فٹبال کلب تھا جس میں پنجاب کے بہت مایہ ناز کھلاڑی حصہ لیتے رہے ہیں۔لہذا میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے فٹبال کی پرموشن،اس کی بہتری اور اس کے لئے بین الاقوامی سطح کے کھلاڑی تیار کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر!جیسے میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ نشتر پارک میں بین الاقوامی معیار کا فٹبال سٹیڈیم مکمل ہو چکا ہے اور اس میں پاکستان بمقابلہ بھارت، پاکستان بمقابلہ جارڈن بین الاقوامی معیار کے دو میچز بھی کھیلے جا چکے ہیں۔اس فٹبال سٹیڈیم میں فلڈ لائٹس بھی لگادی گئی ہیں اور اس کے علاوہ جو انہوں نے اس کے offices کی بات کی ہے تو پنجاب حکومت نے فٹبال فیڈریشن کو زمین دی تھی FIFA کی funding سے ان کا وہاں پر ایک نیا آفس علیحدہ سے مکمل ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک نیا منصوبہ رکھ جھمیل میں بنایا ہے جو کہ 750 ایکڑ پر مشتمل ہے۔2010 ملین روپے کی لاگت سے یہاں پر مکمل سپورٹس کمپلیکس بنایا جائے گا کیونکہ سپورٹس کمپلیکس اسے کہا جاتا ہے جس میں تمام کھیلوں کی سہولیات مہیا ہوں۔اس کے علاوہ یہ جو بین الاقوامی معیار کے سٹیڈیم کو اس لئے ہم سپورٹس کمپلیکس نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فٹبال، ہاکی اور کرکٹ کے بین الاقوامی معیار کے سٹیڈیم موجود ہیں اور اتھلیٹکس کے لئے ٹریکس بھی موجود ہیں لیکن کچھ کھیلوں کے لئے وہاں پر بندوبست نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ کھیل بہت ضروری ہے۔ یہ صرف اتنا بتادیں کہ اے ڈی پی میں سپورٹس کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ کیا یہ مناسب ہے اور اس سے کوئی چیز بن سکتی ہے۔ یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟ کیونکہ گورنمنٹ اس کے لئے کافی شور مچا رہی ہے لیکن ٹورازم کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے ٹوٹل ہے۔ ہمیشہ.Tourism is the biggest source of income اس کا مجھے بتائیں کہ سپورٹس کے لئے انہوں نے کل کتنی رقم مختص کی ہے؟

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! گو کہ اے ڈی پی کے حوالے سے یہ ایک نیا سوال بنتا ہے لیکن میں رانا صاحب کو جواب یہ دیتا ہوں کہ 400 ملین روپے اس سال کے اے ڈی پی میں سپورٹس کے لئے رکھے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ اس بات سے ہی اندازہ لگا لیں کہ 4 کروڑ روپے 35 اضلاع کے لئے رکھا گیا ہے اور کھلاڑیوں کے لئے یہ فی کس دو روپے بھی نہیں آتے ہیں۔ اس میں سے بھی زیادہ تر رقم تو Administrative معاملات پر خرچ ہو جائے گی۔ ان کی کارکردگی کا آپ اس بات سے اندازہ لگالیں۔ میرے خیال میں جو نئے سیکرٹری آئے ہیں وہ بڑے قابل آدمی ہیں محکمہ ایکسائز میں بھی وہ رہے ہیں اور وہاں پر انہوں نے کافی بہتری کی تھی امید ہے یہاں بھی وہ کوئی بہتر لائحہ عمل اپنائیں گے مگر آپ دیکھ لیں کہ یہ 4 کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ آپ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ محکمہ آبپاشی میں ایک ایکسیئن 20 کروڑ روپے کھا گیا ہے اور اس کو ہاؤس میں، میں نے prove کیا ہے۔ اس پورے محکمے کا چار کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ پنجابی وچ کہندے نیں کہ گنجی نہائے گی کیا تے نچوڑے گی کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اے ڈی پی میں چار سو ملین روپے رکھے گئے ہیں اور رانا صاحب کا شاید حساب کمزور ہے اس کو وہ چار کروڑ سمجھ رہے ہیں۔ چار سو ملین روپے چار کروڑ نہیں چالیس کروڑ روپے بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 04-2003 کے بجٹ میں خواتین کے لئے ایک سپورٹس سٹیڈیم کا وعدہ کیا گیا تھا وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ وہ سپورٹس سٹیڈیم کہاں تک پہنچا اور اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں خواتین کے لئے اس وقت تک علیحدہ سے کوئی سپورٹس کمپلیکس یا سٹیڈیم نہیں بنایا گیا۔ تاہم تمام اضلاع میں جو سپورٹس گراونڈ یا سپورٹس سے متعلق جو facilities موجود ہیں خواتین کو ان کے استعمال کرنے کے لئے کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ مقامی طور پر timing adjust کر کے خواتین کھلاڑی بھی وہاں پر اپنے events منعقد کرتی ہیں اور انہیں اس میں کوئی دقت نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت وزیر موصوف کے پاس یہ محکمہ نہیں تھا 04-2003 کے بجٹ میں باقاعدہ اس ہاؤس میں سپورٹس کمپلیکس کا اعلان کیا گیا تھا تو پھر یہ بتا دیا جائے کہ جو بات بجٹ میں کی جاتی ہے تو وہ غلط دعوے کئے جاتے ہیں کیونکہ بقول وزیر صاحب ایسا کوئی سپورٹس سٹیڈیم خواتین کے لئے قابل غور ہے اور نہ ہی موجود ہے۔ یہ اتنا بتا دیں کہ کیا Budget Document میں غلط بات کی گئی تھی اور غلط دعویٰ کیا گیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! حکومتیں ہمیشہ futuristic plan بناتی ہیں اور 04-2003 یا 05-2004 کے بجٹ میں کبھی بھی اس قسم کا کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا گیا تھا اور یہ futuristic plan کے تحت اس وقت کہا گیا تھا کہ ہم عورتوں کے لئے بھی independent complex بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلے میں بجٹ میں کوئی allocation نہیں ہوئی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں ابھی 04-2003 کے بجٹ کی کاپی منگوا لیتی ہوں جس میں باقاعدہ پورے پنجاب کی خواتین کے لئے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم کا ہی نام لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی ہم نے شور مچایا تھا کہ پنجاب کی خواتین کے لئے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم تو انہوں نے

فرمایا تھا کہ ہم خواتین کے لئے بہت کام کر رہے ہیں اس لئے سپورٹس سٹیڈیم بنایا جا رہا ہے۔میں ابھی نیچے سے 04-2003 کے بجٹ کی کاپی منگوا لیتی ہوں اور اگر اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہو تو پھر وزیر صاحب بتا دیں کہ اس غلط بیانی سے کیا مرتکب ہوں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر:وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس:جناب والا!میں محترمہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اے ڈی پی کی کاپی بے شک منگوا کر دیکھ لیں۔

I stand committed on the floor of the House that if any project of such kind is reflected in the ADP, I will stand responsible.

جناب قائم مقام سپیکر:جی،وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ ہماری جو فٹبال کی ٹیم ہے اس نے پچھلے دنوں ایک بین الاقوامی میچ میں حصہ لیا اور یہ 12 گولوں سے اس میچ میں ہار گئی۔اتنے سکور سے کرکٹ ٹیمیں ہارا کرتی ہیں لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ یہ کرکٹ کھیلنے گئے تھے یا فٹبال کھیلنے گئے تھے۔اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے ابھی تک کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔فٹبال ٹیم کو موثر بنانے کے لئے ان کی فنڈنگ کرنے کے لئے ان کے پیش نظر جو اقدامات ہیں مہربانی فرما کر ان سے ہمیں آگاہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس:جناب والا!انڈر 17 کے مقابلے ہر سال باقاعدگی سے کروائے جاتے ہیں تاکہ اس کھیل کو فروغ ملے اور اس سال بھی یہ مقابلے منعقد ہوئے اور ان میں کسی قسم کا کوئی تعطل نہیں آیا۔پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے اس کے لئے کوچز کا بندوبست بھی کیا ہوا ہے جو مختلف اضلاع میں جا کر کوچنگ کرواتے ہیں اور مختلف موقعوں پر ٹریننگ کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔جس سے اس گیم کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن جناب سپیکر!یہاں پر ایک اور بھی مسئلہ پیش آگیا ہے کہ جتنے پرائیویٹ ایجوکیشنل ادارے ہیں وہاں پر سپورٹس کی facilities نہیں ہوتیں تو وہاں سے بھی talent hunt نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر:اب اس پر کافی سوال ہو گئے ہیں۔اب ہمیں اگلے سوال کی طرف چلنا

چاہئے۔ سوال نمبر 2393 چودھری محمد شوکت صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 2393

لاہور اربن ٹرانسپورٹ کے کرایہ ناموں سے متعلق تحفظات اور حکومتی اقدامات

*2393: **چودھری محمد شوکت:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں اربن روٹ کی ویگنوں اور بسوں کے لئے فاصلہ اور کرایہ نامہ کا نوٹیفکیشن ٹاؤٹوں کی مرضی کا جاری کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ٹاؤٹ ہر ویگن سے کرایہ نامہ کی فوٹو کاپی کا ایک صد روپیہ وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تمام تر بدعنوانی محکمہ ٹرانسپورٹ کی ملی بھگت سے ہو رہی ہے اور محکمہ کے کرپٹ اہلکار فی روٹ کرایہ نامہ 10 ہزار روپیہ بطور رشوت وصول کر رہے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت محکمہ کی اس بدعنوانی کو روکنے اور عوام کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے تیار ہے تو اقدامات کی تفصیل بتائی جائے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ہر خاص و عام دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے متعلقہ روٹ کے کرایہ نامہ کی کاپی مفت حاصل کر سکتا ہے جبکہ دفتر ہذا کو ٹاؤٹوں کی طرف سے فی کرایہ نامہ -/100 روپے وصول کرنے کے بارے کوئی شکایت یا علم نہ ہے۔

(ج) قطعی طور پر درست نہ ہے۔

(د) جیسا جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ محکمہ ہذا میں ایسی کسی بدعنوانی کی شکایت نہ ہے لہذا کسی قسم کے اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر جز (ب) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ کرایہ نامہ کی فوٹو کاپی کے لئے ایک صد روپیہ وصول کرتے ہیں جس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کاپی مفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ویگن والے جعلی کرایہ نامہ ویگنوں کے اندر لگا دیتے ہیں۔ اگر اصل کرایہ نامہ میں کسی جگہ کا کرایہ پانچ روپے لکھا ہوا ہے انہوں نے جعلی کرایہ نامہ اندر چسپاں کیا ہوتا ہے جس میں کرایہ آٹھ روپے لکھا ہوتا ہے کوئی ان سے بات کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ دیکھیں کرایہ نامہ لگا ہوا ہے۔ اب جو سوال کیا گیا ہے اس میں اصل بات یہ ہے کہ ویگنوں میں جو جعلی کرایہ نامہ وہ لگاتے ہیں وہ محکمے کی ملی بھگت کے ساتھ لگاتے ہیں اس کے سد باب کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ سوال تھا کہ ٹاؤٹ ہر ویگن سے کرایہ کی فوٹو کاپی کا ایک صد روپے وصول کرتے ہیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ ہر خاص و عام دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے متعلقہ روٹ کے کرایہ نامہ کی کاپی مفت حاصل کر سکتا ہے جبکہ دفتر ہذا کو ٹاؤٹوں کی طرف سے فری کرایہ نامہ سو روپے وصول کرنے کے بارے میں ابھی تک کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ویگنیں لاہور کے اندر اربن روٹس پر چلتی ہیں۔ ظاہر ہے ان کو جو کرایہ نامہ اور نوٹیفکیشن دیا جاتا ہے اس میں specified ہوتا ہے کہ اس میں کتنی سیٹیں ہیں اور اس میں کتنی سواریاں بٹھانے کی گنجائش ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بھیڑ بکریوں کی طرح وہ سواریوں کو اندر گھسا دیتے ہیں اس چیز کو روکنے کے لئے محکمے کے پاس کیا mechanism ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب کو ضمنی سوال کا جواب دے لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ سوال point of order سے زیادہ important ہے۔ جناب! while you were in the Chair yesterday تو میں نے یہاں پر ایک public problem بتائی تھی کہ اس وقت آپ کے جتنے major cities ہیں، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان، پنڈی اور لاہور، یہ choke ہو چکے ہیں، for example ہر روز لاہور میں average 800 to 900 گاڑیاں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس میں سے let say اگر 20,000 گاڑی رجسٹر ہوتی ہے اس میں کتنی رہ جاتی ہے۔ ہر وقت ٹریفک جیمز ہیں وزیر ٹرانسپورٹ آج تشریف فرما ہیں، لاء منسٹر صاحب بھی ہیں تو گورنمنٹ کے پاس کیا plan ہے کہ جتنے traffic hazard or jams ہیں، آپ public transport کی improvement کے لئے کیا کر رہے ہیں کیونکہ اس وقت اب تک جتنے بھی لوگ آئے ہیں This is a common problem for the whole of Lahore. آپ نے ٹھوکر نیاز بیگ سے یہاں آنا ہو تو آپ کو ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے اور ٹھوکر سے فیصل آباد کا ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے۔ اس وقت گورنمنٹ کے پاس کیا plans ہیں، ٹھیک ہے public transport کو ایسے improve کر رہے ہیں، کوئی underground train کا کر رہے ہیں اگر نہ ہوا تو 3 مہینے تک لاہور میں پیدل سفر شروع ہو جائے گا اور یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس میں ایسے question سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کرایہ -/5 روپے ہے یا -/3 روپے ہے، سب سے اہم چیز ہے کہ جب آپ move ہی نہیں کر سکیں گے تو پھر کیسے آپ survive کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! This is a very vital question! آپ point of order پر پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس کا سوال پوچھنا چاہئے تاکہ اس کا جواب which is mentioned in the question آ جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ رولز میں دیکھ لیں،
You can raise an issue. You are always very kind and generous in giving some directions.

وزیر ٹرانسپورٹ بڑی محنت کر رہے ہیں، سیکرٹری صاحب بھی کر رہے ہیں مگر اس وقت آپ کے پاس لاہور میں جتنی گاڑی آ گئی ہے۔ آپ دیکھیں ناں کہ میاں عامر صاحب کا ہر سڑک پر سکول ہے، وہاں problem یہ ہے کہ موٹر سائیکل اور ویگنیں کھڑی ہیں جس کی وجہ سے آپ move

نہیں کر سکتے ہیں تو اس لئے

This is my humble request, for God sake, the Government should sit down for one week to frame the future plan and resolve the issues.

آپ ٹیکنیکل لوگوں کو بلائیں یہ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ نہیں، This is regarding TIPA.

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس بارے میں وزیر ٹرانسپورٹ سے کہوں گا کہ وہ آپ کو satisfy کریں۔(قطع کلامیاں)

RANA AFTAB AHMAD KHAN: My point of order, which you are declaring is a valid point.

MR. ACTING SPEAKER: Valid question, not point of order. I am saying this is a very important question. It should come as a question, not in a shape of a point of order.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر آپ نوٹس لے کر کوئی direction دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وہی عرض کر رہا ہوں ناں کہ وزیر ٹرانسپورٹ صاحب اس کا ضرور نوٹس لیں گے اور اس کے بارے میں وضاحت کریں گے۔

چوہدری تسنیم ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چوہدری صاحب!

چوہدری تسنیم ناصر: جناب سپیکر! میں نے ڈسٹرکٹ جہلم کے حوالے سے پہلے بھی ایک request کی تھی، ہم نے سیکرٹری آرٹی اے سے کہا تھا کہ لوگ بغیر لائسنس کے چنگ چی اور ویگنیں چلا رہے ہیں اور وہاں پر لوگوں کی unsatisfaction کی انتہا مچی ہوئی ہے۔ جہلم میں اگر میرے آنرایبل منسٹر کا جانا ہو تو وہاں پر اتنے چنگ چی نظر آئیں گے کہ جیسے ڈسٹرکٹ جہلم کو یرقان ہو گیا ہے تو وہاں پر کوئی لاء نہیں ہے۔ میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پولیس والے کے ہاتھ پر -/10 روپے رکھ کر کہتے ہیں کہ چنگ چی آپ fill کر دیں، یہ ہمارے اس ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی حالت ہے۔ میں نے سیکرٹری آرٹی اے کو personally جا کر کہا ہے کہ ان کے لائسنس چیک کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ 90 فیصد لوگوں کے پاس کوئی ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے، کسی کے پاس

کوئی ڈھنگ کی گاڑی نہیں ہے۔ 4/3 بندوں کی جگہ پر انہوں نے 10/10 بندے load کئے ہوتے ہیں اور ایسے لگتا ہے کہ اللہ معافی دے کہ شاید یہ ملک self state بن گیا ہے کہ جس سے بات کریں وہ کہتا ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم سے بات کریں، جس سے بات کریں وہ کہتے ہیں کہ آئی جی صاحب سے بات کریں، اگر چنگ چی کے متعلق بھی ہم نے آئی جی صاحب سے بات کرنی ہے تو میرے خیال میں اس ہاؤس کا کوئی فائدہ نہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس issue پر کل بھی بات ہوئی تھی۔ رانا صاحب نے یہ point اٹھایا تھا اور میں نے بھی اس پر بات کی تھی۔ یہ صرف لاہور کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے ٹریفک کا مسئلہ ہے۔ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں بھی یہی حالت ہے یعنی یہ مسئلہ پورے پنجاب کا ہے۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ یہاں پر لاء منسٹر اور وزیر ٹرانسپورٹ بیٹھے ہیں، اس پر کوئی کمیٹی بنوادیں جو یہ determine کرلے کہ لاہور میں یہ جو 900 گاڑیاں روزانہ رجسٹر ہونے کا جو طوفان آرہا ہے یہ کدھر جائیں گی انہوں نے سڑکوں پر ہی آنا ہے اس کے لئے کوئی ایسا ماسٹر پلان بنایا جائے کہ ٹریفک کا مسئلہ جو گھمبیر سے گھمبیر ہوتا جارہا ہے اس صورتحال کو کس طرح کنٹرول کیا جائے۔ جو قومیں ترقی کرتی ہیں وہ اگلے 20 سال کے لئے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ ہمارے پاس تو اگلے سال کے لئے بھی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے تو یہ مسئلہ اتنا غیر اہم نہیں ہے اس ہاؤس میں ہم public representatives ہیں، ہم یہاں پر لوگوں کے مسائل اور تکالیف کے لئے آتے ہیں اگر اس پر بھی یہاں پر کوئی بات نہیں ہوسکتی یا اس کے فائنل نتیجے تک ہم نہیں پہنچ سکتے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر بات کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وزیر ٹرانسپورٹ اور لاء منسٹر پر کوئی کمیٹی بنادیں جو ایک یا دو ہفتے کے اندر اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کرے کہ پنجاب کے اس گھمبیر مسئلے کو کس طرح ٹھیک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے ویگنوں کے حوالے سے over loading کی جو بات کی ہے تو میں اس حوالے سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد فرنچائز سسٹم کا ایک فیصلہ آیا تھا اور اس فیصلے کی روشنی میں ہم نے اسی ہاؤس سے نئی legislation کروائی ہے اور شہروں کے اندر low occupied routes and high

occupied routes declare کر دیئے ہیں۔ پہلے شہروں کے اندر صرف بسیں چلتی تھیں ان کے لئے روٹس مختص کئے جاتے تھے اب ویگنوں کے لئے بھی علیحدہ low occupied routes مختص کئے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر نے جو نشاندہی کی ہے اس وجہ سے کافی حد تک اس کا تدارک ہو چکا ہے۔ جہاں تک رانا آفتاب صاحب اور بگو صاحب نے بات کی ہے میں ان کی بات سے 100 فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی تمام بڑے شہروں اور خاص طور پر لاہور کے اندر ٹریفک کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ دن بدن زیادہ سے زیادہ بڑھتا جا رہا ہے لیکن میں ہاؤس کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ان تمام مسائل سے باخبر ہے۔ میرے بھائی نے تو 20 سال کی بات کی ہے یہ حکومت آنے والے سو سال کی حکمت عملی پر غور کر رہی ہے اور میں شہر لاہور کی بات کر رہا ہوں یہاں پر اربوں روپے سے رنگ روڈ کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس پر بڑی تیزی کے ساتھ کام شروع ہے تو انشاء اللہ جب وہ مکمل ہو گا تو آپ کو اس بات کا احساس ہو گا کہ ہمارے ٹریفک کے مسائل کتنی جلدی کے ساتھ حل ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہمارا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ایک بہت بڑا مثالی منصوبہ جو پاکستان کی history میں پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی لے کر آ رہے ہیں اور وہ mass transit rail کا 8.4 بلین ڈالر کا منصوبہ ہے اور وہ آخری مراحل میں ہے اس کے انٹرنیشنل ٹینڈر کال ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مارچ سے پہلے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اس کا سنگ بنیاد رکھیں گے اور اس کا پہلا فیز شاہدرہ سے شروع ہو کر یوحنا آباد تک جائے گا وہ under ground train ہو گی اور بعض جگہوں پر وہ سڑک کے اوپر ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبے کے بعد پورے لاہور کا کلچر تبدیل ہو گا اور اس میں مسافروں کے مسائل میں بہتری آئے گی۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے لاہور کا ذکر کیا ہے میں نے تو پورے پنجاب کے ٹریفک کے مسئلے کی بات کی ہے جس میں گوجرانوالہ، فیصل آباد اور سیالکوٹ بھی ہے، میں نے اس حوالے سے بھی بات کی ہے۔ انہوں نے تو صرف لاہور کے مسئلے کو حل کرنے کی بات کی ہے، لاہور تو پورا پنجاب نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ یہ دوسرے شہروں میں بھی ٹریفک کے حوالے سے کوئی ایسے ہی منصوبے بنائیں کیونکہ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے ورنہ یہ مسائل بڑھتے جا رہے ہیں اور کہیں پر ختم ہونے کا یہ نام نہیں لے رہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ لاہور سے ہٹ کر پنجاب کے دوسرے شہروں کے بارے میں بھی

سوچیں۔جب ہم کامونکی سے گزرتے ہیں تو وہاں پر بھی ٹریفک کایہی سسٹم ہے ان کا اپنا شہر ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اس حوالے سے بھی کوئیpositive master planتیار کریں اوراس پر یہ حکومت کام کرے۔

وزیر ٹرانسپورٹ:جناب سپیکر!لاہور کے ساتھ ساتھ جتنے بڑے شہر ہیں۔یہاں پر راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ہمارے معزز ممبرز بیٹھے ہیں کہ وہاں پر ٹریفک کے لئےunderpassesتعمیر کئے گئے۔گوجرانوالہ شہر کے اندر ایک ہی بڑی سڑک جاتی ہے جو پورے شہر اور تمام علاقے کو ملاتی ہے وہ سڑک28کروڑ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔میں بگو صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کی بات ہوئی ہے تو میں نے لاہور کا ذکر کیا ہے۔پورے صوبے میں تمام بڑے شہروں کے ماسٹر پلان بن چکے ہیں اوران پر کام شروع ہو چکا ہے۔میں نے جس طرح گوجرانوالہ اور راولپنڈی کی بات کی ہے۔اسی طرح فیصل آباد آپ جاکر دیکھ لیں کہ سڑکوں کو چوڑا کیا گیا ہے۔وہاں پر بھیunderpassesپر غور ہو رہا ہے اور تمام بڑے شہروں کو موجودہ حکومت نے اس پوائنٹ سےfocusکیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں بھی دو مین ہائی ویز جا رہی ہیں۔ان کے جو انٹر لنک روڈز پر بھی نظر رکھی جائے تو ان کو بھیdualبنایا جائے تو اس سے ٹریفکfast flowہو سکتی ہے۔اس سے کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔یہ بھی بہت اہم ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!میں نے جو بات پہلے کی تھی بہت ہے۔حکومت یہ ثابت کر دے کہ جو بجٹ میں کہا گیا تھا وہ غلط اور جھوٹ کہا گیا تھا کہ جو چار لائنیں عورتوں کے بارے میں لکھی گئیں تھیں۔اس میں17نمبر پر ہے کہ خواتین کو کھیل اور ورزش کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مخصوص سپورٹس سٹیڈیم قائم کئے جائیں گے۔ایک طرف تو یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ایسی کوئی تجویز قابل غور نہیں ہے اور اس کے بعد دوسری شرمناک بات یہ ہے کہ اے ڈی پی میں بھی اس کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا تھا، یہ تین سال پہلے کی بات ہے یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے تو ایک طرف خواتین کے لئے بات کرنا اور دوسری طرف جو جھوٹ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ اس کو پڑھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:میں سمجھتی ہوں کہ اس پر تحریک استحقاق دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو پڑھیں۔آپ جو پوائنٹ آؤٹ کر رہی ہیں۔اس کو پڑھ دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی میں پڑھ رہی ہوں۔"ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ترقی کے عمل میں جب تک معاشرے کا ہر فرد شامل نہ ہو اس کے مثبت نتائج نہیں نکل سکتے۔انسانی وسائل کی نشوونما کرتے ہوئے ہم خواتین کو نظر انداز نہیں کریں گے۔خواتین کو قومی دھارے کا حصہ بنانے کے لئے وفاقی حکومت نے کئی ایک اقدامات کئے ہیں۔آج اس ایوان میں اتنی خواتین کی موجودگی اسی سوچ کا نتیجہ ہے۔ہم نے اس طرز عمل کو نا صرف جاری رکھا بلکہ اور آگے بڑھایا ہے۔بچیوں کی تعلیم، روزگار کے مواقع کی فراہمی، قرضوں تک ان کی رسائی اور قانونی تحفظ ان میں سے چند ایک اقدامات ہیں۔17-خواتین کو کھیل اور ورزش کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مخصوص سپورٹس سٹیڈیم تعمیر کئے جائیں گے۔"

جناب سپیکر! تو وزیر صاحب نے اب جو کہا ہے وہ جھوٹ ہے یا اس میں جو لکھا گیا تھا وہ جھوٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! اس میں ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔اس میں رقم مخصوص نہیں کی گئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہی تو جھوٹ ہے کہ اگر رقم اے ڈی پی میں نہیں دینی تھی تو پھر اس جھوٹ میں اس کو شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔یہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔جس پر میں سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ ذمہ دار ہے اور یہ خواتین کے نام پر خواتین کے اوپر ایک مذاق ہے جس پر میں مذمت کرتی ہوں۔

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ محترمہ لاء گریجویٹ ہیں لیکن انھیں شاید پارلیمنٹیری ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ہمیشہ وہی منصوبہ کامیاب ہوتا ہے اور اسی کو منصوبہ سمجھا جاتا ہے جس کو اے ڈی پی میں reflect کیا جائے۔بجٹ تقریر میں مستقبل کے پروگرام دیئے جاتے ہیں۔جن کے بارے میں بات بھی کی جاتی ہے لیکن وہ کسی پراجیکٹ کا حصہ نہیں ہوا کرتے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب بھی کافی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں لیکن ان کو بھی شاید جھوٹ بولنے کی اتنی ٹریننگ ہو چکی ہے کہ وہ اس پر بہت اچھی طرح سے کاربند ہیں۔2003-04 کے بجٹ تقریر کے 35/36 صفحوں کے اندر

گورنمنٹ نے خواتین کے حوالے سے صرف ایک سپورٹس سٹیڈیم کی بات کی تھی۔اس کے علاوہ کوئی اور چیز خواتین کے لئے نہیں تھی پھر اس بات پر جو جھوٹ بولا گیا اور کریڈٹ لیا گیا کہ ہم نے خواتین کے لئے جو ایک سپورٹس سٹیڈیم کا شوشہ چھوڑا تھا وہ بھی غلط تھا۔وہ بھی جھوٹ تھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پنجاب گورنمنٹ نہ پہلے خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہتی تھی اور نہ آج کرنا چاہتی ہے۔میں تو لاء گریجویٹ ہوں، میں سچ بولتی ہوں، جھوٹ بولتی ہوں وہ ٹھیک بولتی ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کو نہ سچ بولنا آتا ہے اور نہ جھوٹ بولنا آتا ہے۔ان کی جھوٹ بولنے کی کافی ٹریننگ ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ بار بار جھوٹ کی بات کر رہی ہیں۔انھوں نے آپ کو جھوٹ نہیں کہا۔آپ جھوٹ کو غلط بیانی بھی کہہ سکتی ہیں، جھوٹ کہنا مناسب نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب نے ایک جواب دیا ہے تو ممبر نے کہا ہے کہ بجٹ تقریر میں بڑا واضح تھا کہ عورتوں کے لئے جو کہ کل آبادی کا 51 فیصد ہیں۔ان کے لئے ایک سٹیڈیم بنے گا۔اس سٹیڈیم کے لئے رقم مختص کرنا بعد کی بات ہے مگر اس کے ساتھ آپ دیکھ لیں کہ جو سٹیٹمنٹ آپ دیتے ہیں کہ یہ چیز کی جائے گی اگر اس کی آپ تین سال میں ابتداء ہی نہیں کرتے ہیں تو کیا اس سے یہاں بیٹھی ہوئی خواتین کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔آپ نے یہاں 33 فیصد خواتین کو یہاں موقع دیا ہے۔آپ ماڈریٹ کر رہے ہیں، لبرل کر رہے ہیں کہ ہم بڑے open ہیں مگر آپ کی یہ کیا پالیسی ہے کہ آپ عورتوں کے ساتھ یہاں ہاؤس میں وعدہ کرتے ہیں اور اس کو آپ نے تین سال میں شروع بھی نہیں کیا۔یہ زیادتی ہے اور جھوٹ تو یہ ہے کہ تقریر غلط کی گئی ہے۔ان کو ٹریننگ کی ضرورت یہ ہے کہ یہ سچ بولتی ہے۔حکومت نے چار سال پہلے ایک بات کہی ہے اور اس پر وہ عملدرآمد نہیں کرا سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ کی بات بجا ہے لیکن اب بات یہ ہے کہ اس میں انھوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔انھوں نے کوئی رقم مختص نہیں کی ہے۔وہ ارادے پر عمل کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر ان کا یہ ارادہ ہو کہ ہم نے pacific ocean پر سٹیڈیم بنانا ہے تو کیا وہ مکمل ہو جائے گا۔یہ مستقل کی بات کر رہے ہیں لیکن انھیں حقیقت پسند ہونا چاہئے اور ایسی بات کریں جس پر عملدرآمد ہو سکے۔اگر یہ عملدرآمد نہیں کر سکتے تو سٹیٹمنٹ کیوں دیتے ہیں۔

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! ہماری commitment ہے کہ ہم اس معاشرے میں سو فیصد تعلیم اور سو فیصد health cover دینا چاہتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ صرف 2/3 سال کے عرصے میں کر دیا جائے۔ یہ ہماری commitment ہے کہ ہم سپورٹس کو فروغ دیں گے اور اس کے لئے جو جو اقدامات کر سکے وہ کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ نے سپورٹس کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا اور سپورٹس کے بہت سارے پراجیکٹ شروع کئے۔ موجودہ حکومت نے مختلف اضلاع میں تین سال میں جمنیزیم قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں جس طرح stock gap arrangement میں ہوتا ہے کہ جب کوئی نہ ملے تو ان کو جواب کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ منسٹر سپورٹس ایک post create کی گئی ہے۔ 35 اضلاع میں سپورٹس کی improvement کے لئے کیا کیا جا رہا ہے۔ یہاں عورتوں کے سٹیڈیم کے لئے بات ہو رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ بڑا پڑھا لکھا پنجاب ہے۔ یہ مجھے بتائیں کہ کیا یہ اپنے بچے گورنمنٹ کے سکولوں میں پڑھاتے ہیں۔ یہ اپنے بچوں کو تو ایچی سن میں بھیجتے ہیں اور یہ غریب کے بچے کی بات کرتے ہیں۔ اگر ان کی طبعیت خراب ہو جائے تو ان کو ایم ایس دیکھتا ہے اور غریب کا بچہ جب بیسک ہیلتھ یونٹ میں جاتا ہے تو اس کو وہاں دوائی نہیں ملتی۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ یہ اس پر آئیں کہ انھوں نے جو سٹیٹمنٹ دی تھی اور بجٹ تقریر کی تھی۔ کیا اس پر انھوں نے کوئی اقدامات کئے ہیں، اس کا کوئی PC-I بنا ہے یا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

کرنل (ر) سلطان سر خرو اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ر) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ کھیلوں کا سٹینڈرڈ خاص طور پر ہاکی اور اتھلیٹک ہمارے ملک میں دن بدن کمزور ہو رہا ہے۔ 60 کی دہائی میں ایشیا کے کلر ہولڈرز جن میں رازق، خالق، مالک، اقبال وغیرہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آرمی میں اس وقت چھوٹے بچے لئے جاتے تھے۔ ان کو ٹریننگ دی جاتی تھی اور پاکستان کی نوے فیصد ٹیمیں آرمی سے ہوتی تھیں۔ اب فوج میں یہ ہے کہ 17 سال سے اوپر لڑکے لئے جاتے ہیں اور بچے نہیں لئے جاتے۔ اس وجہ سے ٹیمیں کمزور ہو گئی ہیں اور دیہاتوں میں ستر فیصد لوگ رہتے ہیں لیکن ہائی

سکولوں اور مڈل سکولوں میں کوئی گراؤنڈ نہیں ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ ستر فیصد آبادی سے آپ لڑکے چنیں۔ آپ وہاں کم از کم گراؤنڈ تو بنائیں۔ وہاں کوئی play ground بھی نہیں ہے۔ میں یہاں پر منسٹر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ دیہاتوں میں ہائی اور مڈل سکولوں میں کم از کم ایک play ground ضرور ہونا چاہئے تاکہ وہاں سے چھوٹے بچے آئیں اور ان کو آپ ٹریننگ دیں اور وہ ملک کے لئے بہتر سپورٹس۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کرنل صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ آپ میدان دیں۔ مگر جہاں پر کھیلوں کے میدان تھے وہاں پر تو اب سینمے اور پلازے بن رہے ہیں، وہاں پر آپ نے کیا فروغ دینا ہے۔ وزیر صاحب بتائیں کہ لاہور میں جو سپورٹس کی جگہ تھی وہاں پر کیا پلازے نہیں بن رہے ہیں؟ یہ محکمہ صرف اور صرف کچھ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہمارے پاس پاکستان کے اولمپیئن قاسم ضیاء صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ ان کے وقت ہاکی کا کیا فروغ تھا، یہ ورلڈ کپ جیتتے تھے، ایشین کپ جیتتے تھے۔ جب آپ کھیلوں میں سیاست لے آئیں گے تو اس کا رزلٹ تو یہی ہوگا۔ ہمارے لئے ارشد لودھی صاحب بڑے محترم ہیں، مجھے بتائیں کہ انہوں نے فٹبال کے لئے کیا کیا ہے، سوائے اومان اور قطر کی سیر کر کے آ گئے تھے۔ اگر آپ ایگریکلچر کی بات کرتے ہیں تو 9.63 بلین روپے ڈی اے پی کی سبسڈی ہوئی ہے اور ڈی اے پی مل نہیں رہی ہے، اس حوالے سے آپ گجر صاحب سے پوچھ لیں۔ who were the beneficiaries of that

جناب سپیکر! پنجابی کا محاورہ ہے کہ:

"انھامارے انھی نوں، گھسن وجے تھمی نوں، وچوں وچ کھائی جاؤ تواتوں رولا پائی جاؤ"

وزیر ٹرانسپورٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں چیئر سے رولنگ چاہوں گا کہ اس وقت سوالات چل رہے ہیں اور سب سے پہلے سپورٹس کے متعلق سوال کیا گیا ہے، ہمارے معزز وزیر نے اس کا جواب دے دیا ہے اور اس کے بعد ٹرانسپورٹ کا سوال ہوا ہے۔ تین محکموں کے آج سوالات ہیں، بڑی محنت کے ساتھ ممبرز نے یہ سوالات تیار کئے ہیں اور بڑی محنت کے ساتھ تمام منسٹرز نے جوابات اور ساری انفارمیشن collect کی ہے۔ دو سوالوں کے بعد دوبارہ پھر اسی سوال کو شروع کیا گیا ہے اور اس پر پہلے بھی بہت زیادہ بحث ہو چکی ہے اور اس پر ٹائم ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا

پہلے سوالput کیا گیا ہے اور اس کا مکمل جواب دینے کے بعد دوسرا سوال بھیput ہو چکا ہے، کیا دوبارہ اس کو شروع کیا جا سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نہیں تھا، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈرraise کیا تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4724۔

T.D.C.P لاہور، 2003 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4724: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب، لاہور میں کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، مستقل پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے ملازمین میرٹ اور کتنے بغیر میرٹ کے بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے اور ریکروٹمنٹ کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی اخبارات میں اشتہار کے بعد کی گئی ہے تو اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام اخبار کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے ملازمین کو بغیر میرٹ کے اور سفارش پر کس کس کے حکم کے تحت بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل الگ دی جائے؟

(و) کتنے ملازمین کوRules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) یکم جنوری 2003 سے 30۔ مئی 2004 تکTDCP لاہور میں کوئی نئی بھرتی نہیں کی گئی، البتہ حسب ضرورتDaily Wages پر کچھ ملازم رکھے گئے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(د) جز)الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

(و) جز(الف) کے جواب کے پیش نظر غیر متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: انہوں نے اپنے جواب کے جز(الف) میں بتایا ہے کہ ہم نے کوئی نئی بھرتی نہیں کی بلکہ daily wages پر کچھ ملازم رکھے گئے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ daily wages پر کتنے ملازم رکھے گئے ہیں، ان کا سکیل کیا ہے اور بجٹ میں daily wages کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! daily wages پر محکمے نے 26 ملازم رکھے ہوئے ہیں جن کی تعداد وقتاً فوقتاً بڑھتی بھی رہتی ہے اور کم بھی ہوتی رہتی ہے۔ جہاں تک ان کے سکیل کا تعلق ہے، ڈرائیور، مالی، ڈسپیچ رائیڈرز اور دفتر کی ضروریات کے مطابق وہ daily wages پر رکھے جاتے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: میرا سوال یہ تھا کہ بجٹ میں daily wages کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور انہوں نے ابھی جواب دیا ہے کہ ہم نے 26 ملازم رکھے ہیں۔ یہ 26 ملازم کس ضلع میں رکھے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں ان کی detail دے دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

MR. ACTING SPEAKER: Let him answer and you can't ask supplementary.

جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! جتنی بھی پنجاب کے اندر ہماری resorts ہیں، اس کی detail میرے پاس ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ان کے نام بھی پڑھ دیتا ہوں اور باقی بھی بتا دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ daily wages پر رکھتے ہیں چاہے وہ مالی، ڈرائیور ہے، اگر ان کو یہ مستقل بنیاد پر چاہئیں تو کیا یہ ان کو regularize کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! ابھی ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اگر آپ کے پاس گاڑی ہے تو آپ کو ڈرائیور permanent basis پر چاہئے، جب ان کو ضرورت ہے تو پھر یہ ان کو permanent basis پر regularize کر کے کیوں نہیں کرتے؟

MR ACTING SPEAKER: That is the policy matter of their department whatever there do?

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! یہ policy matter ہے اور بورڈ آف ڈائریکٹر اس کو منظور کرتا ہے اور اگر بورڈ آف ڈائریکٹر میں ضرورت کے مطابق دیکھا گیا کہ اس کی ضرورت ہے تو اس کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور regularize کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتیں، dispose of ہوا۔ اگلا سوال چودھری محمد شوکت صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 2394۔

لاہور میں قائم غیر قانونی اڈوں کی تفصیل

*2394: چودھری محمد شوکت: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں کے بے شمار غیر قانونی اڈے لاہور میں ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام غیر قانونی اڈے روزانہ ہر ویگن سے کم از کم ایک سو روپیہ وصول کر کے محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے بد عنوان اہلکاروں کو پہنچاتے ہیں، تاکہ اڈے برقرار رہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی اڈوں کو جلد از جلد ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے موجود ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جیسا جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے موجود نہ ہیں۔ غیر قانونی اڈوں کے قیام پر کڑی نظر ہے اگر ایسا کوئی اڈا چلتا ہوا پایا گیا تو قانون کے مطابق سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ سوال غیر قانونی اڈوں کے حوالے سے سوال پوچھا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ غیر قانونی اڈے تو موجود ہیں لیکن میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اربن روٹس پر جو ویگنیں چلتی ہیں، جس جگہ پر کوئی سواری ہاتھ کا اشارہ کرتی ہے یا جہاں کسی سواری نے اترنا ہوتا ہے تو یکدم ڈرائیور بریک لگا دیتا ہے جس کے نتیجے میں حادثے ہوتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا سواریوں کو اتارنے کے لئے متعین سٹاپ نہیں ہوتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے یہ یقیناً درست ہے اور تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو یہ ہدایات پہلے بھی ہم نے جاری کی ہیں اور اس کو باقاعدہ ہم پالیسی کا حصہ بنا رہے ہیں کہ تمام سڑکوں پر ایسی جگہ مختص کی جائے جہاں پر سواریوں کو بٹھایا جائے اور اتارا بھی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(الف) اور (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں بسوں اور ویگنوں کے غیر قانونی اڈے ہیں۔ ایک دن یہاں پر سوال کیا گیا تھا کہ ٹوکن کے زیادہ پیسے لئے جا رہے ہیں تو اس پر بھی حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ نہیں لئے جا رہے۔ یہ میرے ساتھ چلیں، میں ابھی ان کو دکھاتا ہوں کہ ہر جگہ پر غیر قانونی اڈے ہیں۔ وہ بنے ہوئے ہیں اور باقاعدہ وہ ویگن والے سے ہزار روپیہ مہینہ لیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ ان کے چالانوں اور ہر چیز کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے یہاں پر ایک نیا کلچر

introduce کرادیا ہے۔یہ سارے جعلی اڈے جگہ جگہ پر موجود ہیں اور وہ محکمے کے ساتھ مل کر بغیر روٹ پرمٹ کے گاڑیاں چلاتے ہیں۔ایک دفعہ اس حکومت نے ان غیر قانونی اڈوں کے خلاف کارروائی کی اور بہت سارے اڈے ختم کر دیئے تھے لیکن اب پھر خودرو مشروم کی طرح ہر جگہ پر موجود ہیں۔ مہربانی کر کے ان کے خلاف کارروائی کریں۔کیونکہ درمیان میں اڈہ مینجر کے نام سے پورا ایک مافیا وجود میں آیا ہوا ہے جو پیسے دیتے ہیں اس پر اپنا سٹیکر لگا دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ٹریفک پولیس والے نہ تو اس کا چالان کرتے ہیں اور نہ ہی اسے پوچھتے ہیں۔یہ تو ایک انتہائی منظم مافیا کام کر رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔یہ ٹریفک hazard بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ غیر قانونی ویگنیں چلتی ہیں،ان کے پاس کوئی روٹ پرمٹ نہیں ہوتا،ڈرائیورز untrained ہوتے ہیں۔اس کے لئے محکمے کو کوئی خصوصی plan کر کے ایکشن کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر!میں احسان اللہ وقاص صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ غیر قانونی اڈے کسی جگہ پر نہیں ہیں، غیر قانونی پارکنگ کی یقیناً کبھی کبھی شکایات آتی ہیں اور اس پر عید سے پہلے بھی ہم نے پورے لاہور میں کریک ڈاؤن کیا تھا اور میں احسان اللہ وقاص صاحب اور چودھری شوکت صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ آئیں،ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں بتائیں کہ کن کن جگہوں پر غیر قانونی پارکنگ فیس لی جارہی ہے اور کن کن جگہوں پر ایسا مافیا ہے۔میں پورے ایوان کو یقین اور اعتماد کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس پر ایسا کریک ڈاؤن کریں گے کہ آئندہ کسی کو بھی ایسی جرأت نہ ہو کہ ایسا کوئی غیر قانونی کام کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 4808 لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: On his behalf۔ سوال نمبر (A)4808۔

محکمہ سیاحت کے زیر انتظام Resorts ،سالانہ آمدن و خرچ اور سہولیات کی تفصیل

*(A)4808: **لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام کتنے Tourist Resorts ہیں ہر ایک میں کتنے ٹورسٹ کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے؟

(ب) ان Resorts کو چلانے پر سالانہ کتنا خرچ اٹھتا ہے اور سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

(ج) کیا ان Resorts میں سہولیات عالمی معیار کے مطابق ہیں اگر نہیں تو کیا ان میں بہتری پیدا کی جانے کی گنجائش ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا ان Resorts میں ٹھہرنے والے Tourist کی حفاظت کا مناسب بندوبست موجود ہے اگر نہیں تو کیا محکمہ اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) محکمہ TDCP کے زیر انتظام 7 عدد ٹورسٹ ریزارٹ ہیں، جن میں رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ریزارٹ کا نام	سہولیات	گنجائش
1۔	جلو پارک	8ڈبل بیڈروم	16افراد
		2عدد ہال کمرے	20 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	25افراد
2۔	چھانگا مانگا	1 VIP روم	25افراد
		4بیڈروم	8افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	10افراد
3۔	فورٹ منرو	5بیڈروم	10افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے۔	10افراد
4۔	لال سوہانرہ	6بیڈروم	12 افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	12افراد
5۔	کلر کہار	12بیڈروم	24افراد
		کھانے پینے کا بندوبست موجود ہے	25سے30افراد

6۔	کھاریاں	دوعدد ریسٹورنٹ کھانے پینے کابندوبست موجود ہے	70تا80افراد
7۔	چنیوٹ	1عدد ریسٹورنٹ کھانے پینے کابندوبست موجود ہے۔	15تا20افراد

(ب) پنجاب ٹورازم گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق اپنے تعمیر کردہ ریزارٹ لائیسنگ کی بنیاد پر نجی شعبہ کی وساطت سے چلاتا ہے۔ جن سے برائے مالی سال2003-04، -/3,146,148روپے آمدن ہوئی جبکہ -/407,658روپے اخراجات ہوئے۔

(ج) مندرجہ بالا ریزارٹس میں موجود سہولیات عالمی معیار کے مطابق تو نہ ہیں لیکن محکمہ کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے معزز مہمانوں ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کی ضروریات کا اچھی طرح خیال رکھیں تاکہ ان کے قیام وطعام میں کوئی شکایت نہ ہو۔ محکمہ نے اپنے ریزارٹس کی امپر وومنٹ اوراپ گریڈیشن کا پلان تیار کیاہے تاکہ موجودہ ریزارٹ جو کہ 14/15 سال پرانے ہیں کی تزئین وآرائش دوبارہ کی جاسکے۔

(د) محکمہ کے تمام ریزارٹس پر سیاحوں کی حفاظت کے لئے سکیورٹی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور غیر ملکی سیاحوں کے قیام کی صورت میں متعلقہ پولیس سٹیشن کو مطلع کر دیا جاتا ہے جو غیر ملکی سیاحوں کی حفاظت کے لئے پولیس گارڈ تعینات کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں کھاریاں کا ذکر ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس resort کا بندوبست کس کے پاس ہے، کن شرائط کے تحت ان کو دیا گیا ہے، کب دیا گیاہے اور کتنے عرصے کے لئے یہ جگہ ان کو دی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر سیاحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس جتنی بھی resorts ہیں ان میں سے صرف ایک کھاریاں ریزارٹ کو ہم نے لیز آؤٹ کیا ہوا ہے اور پانچ سال کے لئے پچاس ہزار روپے ماہانہ پر لیز آؤٹ کیا گیا تھا جس کی لیز آئندہ سال ختم ہو رہی ہے۔ جنہوں نے لیا ہوا ہے ان کا نام کرنل زاہد صاحب جو کہ ریٹائرڈ فوجی ہیں جو اس کو چلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے کے پاس جو سات resorts ہیں۔ سیریل نمبر چار پر لال سوہانرہ ریزارٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ ضلع بہاولپور میں چولستان کے ساتھ واقع ہے اور ایک اچھا تفریحی مقام بنایا گیا ہے۔ اس resorts کے ساتھ ایک پارک بھی منسلک ہے جس میں چڑیا گھر بھی ہے لیکن وہاں کے حالات کافی دگرگوں ہیں۔ جس طرح اس سوال کے اندر یہ بات کی گئی ہے کہ ہم نے ریزارٹس کی تزئین وآرائش کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس سوال کا جواب 2005-1-5 کو آیا ہے یعنی کم و بیش سال سے اوپر ہو گیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں یہ ایک اچھا ریزارٹ ہے اس کی تزئین وارائش کے لئے ان کا کیا پلان ہے اور اس کے لئے انہوں نے کتنی رقم مختص کی ہے۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! اس سال کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے آئندہ سال کے لئے اے ڈی پی کے اندر اس کی جو پلاننگ کی گئی ہے اس کے مطابق اس کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جو اس وقت اس منسٹری کی صورتحال ہے خصوصی طور پر پنجاب میں، یہاں پر جتنے تفریحی مقامات ہیں آپ مری کی طرف چلے جائیں یا فورٹ منرو کی طرف آ جائیں لوگ دور دراز سے آتے ہیں لیکن اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی مائی باپ نہیں ہے اور آپ اندازہ کریں کہ یہ سوال کب پیش کیا گیا تھا اور اس کا جواب آج آیا ہے اور اے ڈی پی میں وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ پچھلے سال کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور اس مرتبہ ہم نے تیاری کی ہے کہ اس مرتبہ اس پر پیسے لگائے جائیں گے، یہ بڑی اہم وزارت ہے اور اس سے کروڑوں اربوں روپیہ حکومت پنجاب کو آ سکتا ہے اگر اس پر پوری توجہ دی جائے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتا دیں کہ آئندہ سیاحتی مقامات کے لئے کتنی رقم بجٹ میں رکھی ہے۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے جو بات کی ہے میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب اسمبلی سے متعلقہ محکمہ کو سوال بھیجا گیا تو اس کے ایک ماہ بعد اس کا جواب اسمبلی کو ارسال کر دیا گیا۔ اسمبلی کے اندر اگر سوال دو سال بعد آیا ہے تو اس میں محکمے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم نے جواب وقت پر بھجوا دیا تھا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے فرمایا کہ اے ڈی پی میں کتنی رقم رکھی گئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہماری جو پہلے سے ریزارٹس ہیں جن کو ہم اپ گریڈ کر رہے ہیں اے ڈی پی میں نو کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور اس سال انشاء اللہ تعالی وہ خرچ کیا جائے گا اور اگلے سال

اے ڈی پی میں اس ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں کھاریاں کے حوالے سے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے پچاس ہزار ماہانہ پر دیا ہوا ہے اور اگلے سال اس کی لیز ختم ہو جائے گی۔ کیا اگلے سال یہ اسی لیز کو extend کریں گے یا اوپن آکشن دیں گے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ پانچ سال کے لئے نہیں بلکہ پچاس سال کے لئے دیا گیا ہے۔

وزیر سیاحت: ہمارے پاس جو ایگریمنٹ ہے وہ پانچ سال کے لئے ہے اس کو آپ چیک کر سکتے ہیں۔ میں دوسری گزارش کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے سوال فرمایا ہے کہ کیا اگلے سال اوپن آکشن کیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق رولز آف پروسیجر کو follow کیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سات کے قریب ریزارٹس بنائے گئے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر tourists کو فائدہ پہنچانے اور tourism کی حوصلہ افزائی کے لئے ہیں لیکن اس کے برعکس صورتحال یہ ہے کہ کھاریاں میں جو ٹورسٹ ریزارٹ ہے وہ ریزارٹ کے بجائے شادی گھر بن چکا ہے اور وہاں پر مختلف شادیاں ہو رہی ہوتی ہیں اس لئے tourists کا تو اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ گیا میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ٹورسٹ ریزارٹس ہیں ان سب کو proper ٹورسٹ ریزارٹ کے طور پر استعمال کیا جائے جس طرح بین الاقوامی سطح پر ہوتا ہے۔ انہوں نے تو یہاں پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ عالمی معیار کے مطابق ہم سہولیات فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ جب آپ عالمی معیار کے مطابق سہولیات فراہم نہیں کر رہے ہیں تو ان کو بنانے کا کیا فائدہ ہے، اس طرح tourists کہاں سے آئیں گے؟ اس کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے اور ان ریزارٹس کو صرف tourists کی ویلفیئر کے لئے مختص کیا جائے اس بارے میں جناب وزیر محترم بیان فرمائیں۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو فرمایا ہے اور جو محکمے کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ محکمے کی کوشش ہے کہ ہماری جتنی بھی ٹورسٹ ریزارٹس ہیں ان کو بہتر انداز میں چلایا جائے اور پیشہ ور آدمیوں کو دیا جائے نہ کہ جو لوگ صرف منافع کمانے کے لئے ریزارٹ کو دیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ محکمہ کی بھرپور کوشش ہوتی ہے اور ہم وہاں پر جو ہماری ٹورازم آفس

ہے اور ہمارا جو سٹاف ہے ہم نے اگر کسی ریزارٹ کو لیز پر بھی کیا ہوا ہے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہاں پر ہمارا ٹورازم آفیسر موجود ہو تاکہ وہاں پر day to day جو بھی problem ہو اس کو وہ rectify کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال پر بات کرنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سوال پر آئیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): مجھے اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے آپ سوال پر آئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3427۔

ضلع بہاولنگر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے سہولیات کی فراہمی

*3427: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ضلعی سطح پر خواتین کی سپورٹس ٹیم موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام کھلاڑی خواتین کے پاس سپورٹس کٹ نہیں ہے کیونکہ چند کھلاڑی خواتین ذاتی طور پر سپورٹس کٹ خریدنے کی حیثیت میں نہیں ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے پلے گراونڈ نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر کی خواتین میں کھیلوں کے شعور کو اجاگر کرنے کے لئے پلے گراونڈ مع رہائش اور کیفے ٹیریا تعمیر کرنے اور سپورٹس کٹ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) خواتین کی جو بھی سپورٹس ضلع بہاولنگر میں مقبول ہیں ان کی ٹیمیں موجود ہیں۔

(ب) ہر کھلاڑی کو کٹ فراہم نہیں کی جاتی تاہم کارکردگی اور معیار کی بنیاد پر جو خواتین کھلاڑی ڈسٹرکٹ ٹیم میں منتخب ہوتی ہیں ان کو ضلعی حکومت وردی اور کٹ وغیرہ دیتی ہے اور جو خواتین کھلاڑی صوبائی سطح پر منتخب ہوتی ہیں ان کو سپورٹس بورڈ پنجاب وردی اور کٹ

وغیرہ دیتا ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں ایک سٹیڈیم موجود ہے جو کہ خواتین کھلاڑی ضرورت پڑنے پر مخصوص کرواتی ہیں مزید برآں گورنمنٹ کے گرلز سکولوں اور کالجوں میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے گراونڈ موجود ہیں۔

(د) جہاں تک ضلع بہاولنگر کی خواتین میں کھیلوں کے شعور کو اجاگر کرنے کا سوال ہے تو حکومت اپنے پاس موجودہ وسائل سے صوبے کی تمام خواتین کھلاڑیوں کے لئے ایسی سہولتیں بہم پہنچانے میں کوشاں ہے۔

ضلع بہاولنگر میں سپورٹس کمپلیکس / جمنیزیم اور سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے منصوبہ آخری مراحل میں ہے جس پر ایک کروڑ بارہ لاکھ خرچ ہونگے اور یہاں پر خواتین کھلاڑیوں کو بھی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3427 ہے اس کے جز (ج) میں میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھر میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے play grounds نہیں ہیں لیکن متعلقہ محکمہ نے جو جواب دیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سٹیڈیم موجود ہے جو کہ خواتین کھلاڑی ضرورت پڑنے پر مختص کرواتی ہیں اس کے علاوہ گورنمنٹ کے گرلز ہائی سکولوں اور کالجوں میں خواتین کھلاڑیوں کے لئے گراونڈز موجود ہیں۔ میں نے ضلع بھر کی بات کی ہے جس میں ہماری پانچ تحصیلیں آتی ہیں۔ اس میں منچن آباد، فورٹ عباس، ہارون آباد چشتیاں اور بہاولنگر ہے انہوں نے صرف بہاولنگر کا جواب دے کر جان چھڑانے والی کوشش کی ہے۔ یہاں پر جو ہم سوال دیتے ہیں اس کا مقصد تنقید کرنا نہیں ہوتا اس کا مقصد حکومت کی توجہ مبذول کرانا ہوتا ہے کہ یہ پرابلمز ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب اگر صرف ضلع کی بات کی جائے تو میرا خیال ہے کہ ہماری جو باقی تحصیلیں ہیں وہاں پر جو بچیوں کے سکولز ہیں وہاں پر بھی سپورٹس کی ضرورت ہے انہوں نے صرف گراونڈز کی بات کی ہے تو میرا خیال ہے کہ گراونڈ بنانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے سوال کیا ہے ضلع کی سطح پر، جب آپ سوال ضلعی سطح پر کریں گی تو جواب ضلعی سطح پر آئے گا، تحصیل کی سطح پر نہیں آئے گا۔ آپ نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ضلعی سطح پر خواتین سپورٹس کی سہولت ہے۔ جب ضلع کی

بات کی ہے تو ضلع کا جواب مل گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ضلع کی بات کی ہے لیکن آپ بہاولنگر ہی کو دیکھ لیں کہ اس میں جو بچیوں کے ہائی سکولز ہیں وہاں پر صرف گراؤنڈز مہیا کرنے سے کھیلوں کی improvement نہیں ہو جاتی جب تک آپ انہیں سامان نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پہلے انہیں جواب دے لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ انہوں نے بچیوں کے سکولوں کو کھیلوں کے سلسلے میں کتنا سامان فراہم کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! بچوں کے سکولوں کو پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ براہ راست کسی قسم کا کھیلوں کا سامان مہیا نہیں کرتا۔ یہ ضلعی سپورٹس آرگنائزیشن جو ہیں وہ جب سلیکشن کرتی ہیں اور جب ضلعی سطح پر جن کھلاڑیوں کی سلیکشن ہو جاتی ہے انہیں ضلعی سپورٹس آرگنائزیشن facilitate کرتی ہے۔ پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ صرف صوبے کی سطح پر جو کھلاڑی آتے ہیں ان کو facilitate کرتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ٹیم میں سلیکٹ ہوتے ہیں لیکن جب تک آپ سکولوں میں basic چیزیں ہی فراہم نہیں کریں گے تو مجھے بتائیں کہ ان کی پریکٹس کیسے ہو گی وہ بچے ٹیم کے لئے کیسے تیار ہوں گے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے ان کو کھیلوں کا سامان کتنا فراہم کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! سکولوں کی سطح پر جو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں وہ ضلعی حکومتیں مہیا کرتی ہیں اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اس کو رکھا گیا ہے کہ بجٹ کا دو فیصد حصہ سپورٹس پر خرچ کیا جائے جو وہ سکولوں کو سپورٹس promote کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو موجودہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا سسٹم ہے اس سے پہلے جو نظام تھا اس میں جو ڈسٹرکٹ کونسلز ہوتی تھیں ان کے بجٹ سے مخصوص رقم سپورٹس کے لئے مختص کی جاتی تھی اس کے نتیجے میں جو پرائیویٹ کلب بھی facilitate ہوتے تھے اور کم و بیش تمام کلب کو سالانہ کچھ نہ کچھ گرانٹ دی جاتی تھی اب جب نیا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سسٹم آگیا ہے اس میں بریک آگیا ہے میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا اب بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ سپورٹس کے فروغ کے لئے اپنے ضلع کے اندر اپنے بجٹ میں سے کچھ رقم مخصوص کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر کھیل!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ شق موجود ہے کہ ضلعی حکومتیں اپنا بجٹ بناتے وقت دو فیصد رقم سپورٹس کے لئے مختص کریں اور وہ مختص کرتی ہیں جو کہ سپورٹس پر خرچ کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بڑی اہم بات کی ہے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں یہ شق موجود ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنے بجٹ کا دو فیصد حصہ سپورٹس پر خرچ کریں گی تو وزیر موصوف فرمائیں کہ کیا ان کی اطلاع کے مطابق اس شق پر عمل ہو رہا ہے؟ آخر یہ منسٹر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر سپورٹس!

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! اس شق پر عمل ہو رہا ہے اور جب بھی provincial monitoring ہوتی ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ سپورٹس پر فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور وہ سپورٹس پر خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3740 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں طالبات کے لئے ٹرانسپورٹ کا مناسب انتظام کرنے کے لئے اقدام

*3740: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں موجود مڈل، ہائی سکولوں اور انٹر، ڈگری کالجوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے طلباء وطالبات کو بسوں پر سوار ہو کر متعلقہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھر میں ٹریفک کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر طلباء وطالبات بروقت سکول وکالج نہیں پہنچ پاتے، جس کی وجہ سے انہیں سزا یا جرمانے ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صبح سکولوں، کالجوں کے اوقات کار کے وقت بسیں تاخیر سے چلتی ہیں بلکہ ٹرانسپورٹر جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہیں جس کی وجہ سے سٹاپوں پر طالب علموں کا رش ہو جاتا ہے طلباء تو بسوں کی چھتوں پر سوار ہو جاتے ہیں جبکہ طالبات کھڑی کی کھڑی رہ جاتی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں کے اوقات کار کے وقت چلنے والی بسوں کو پابند کرنے اور مزید بسیں چلانے کو تیار ہے تاکہ حکومت کو خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکیں اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کے اوقات کے دوران ٹرانسپورٹ بند نہیں ہوتی بلکہ چلتی رہتی ہے اور ٹریفک پالیسی کے نظام کو رواں دواں رکھنے کے لئے ہر وقت

موجود ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ سکولوں اور کالجوں کے اوقات کے دوران بسیں وغیرہ تاخیر سے نہیں چلتیں کیونکہ ہر گاڑی کا ٹائم مقرر ہوتا ہے اور وہ گاڑی بروقت اڈے سے روانہ ہوتی ہے۔ جان بوجھ کر ٹرانسپورٹرز تاخیر نہیں کرتے کیونکہ سٹاپوں پر رش ہونے کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

(د) یہ کہ آئندہ ٹرانسپورٹرز سے میٹنگ کر کے مزید بسیں سکول و کالج کے اوقات کے دوران چلانے کی پوری کوشش کی جائیگی اور انشاء اللہ انہیں پابند کریں گے کہ وہ سکول کھلنے اور بند ہونے کے وقت بسیں بروقت چلائیں۔ ویسے بھی رفاہ عامہ کا معاملہ ہے کوئی کوتاہی نہ کی جائیگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نہ صرف ہمارے ضلع بہاولنگر میں بلکہ پورے پنجاب میں یہ پرابلم ہے کہ بچے بسوں کی چھتوں پر اور اس کے پچھلے حصے پر اس طرح سے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں چھتے کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہیں تو مجھے یہ بتائیں کہ بچے تو چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور اس کے پیچھے لٹک جاتے ہیں لیکن جو بچیاں ہیں جنہوں نے سکول جانا ہوتا ہے جن کے لئے ٹرانسپورٹ کا کوئی بندوبست نہیں ہے اس کے ساتھ ہی ہماری وہ اساتذہ خواتین جنہوں نے اپنی ڈیوٹی پر پہنچنا ہوتا ہے کیا وہ بسوں کی چھتوں پر بیٹھ سکتی ہیں؟ کیا وہ بسوں کے پیچھے لٹک کر سکول جا سکتی ہیں؟ اس کا گورنمنٹ نے کیا بندوبست کیا بتایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! محترمہ! اگر کسی جگہ کی، کسی روڈ کی، کسی علاقہ کی نشاندہی کر دیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے اور اگر اس جگہ پر کوئی shortage موجود ہے تو اس کو انشاء اللہ پورا کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صورتحال پورے پنجاب کی ہے یہ صرف لاہور اور بہاولنگر کی بات نہیں ہے آپ دیہی علاقوں میں دیکھیں وہاں سے بچوں نے سکول جانا ہوتا ہے ان کا ٹرانسپورٹ کا پرابلم ہے ان کے لئے کوئی proper ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ خاص طور پر لیڈی

اساتذہ کو اپنی ڈیوٹی پر پہنچنے میں خاصا مسئلہ ہوتا ہے پھر جو سٹوڈنٹس ہوتی ہیں وہ بسوں کی چھتوں پر چڑھ سکتی ہیں تو آپ مجھے بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر ٹرانسپورٹ کو مل لیں اور آپ جو تجویز دینا چاہتی ہیں، دے دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو ملنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے میرا سوال اٹھانے کا مقصد یہی ہے کیونکہ میں ان سے نہیں ملنا چاہتی مجھے جواب on the floor of the House چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ آپ کو کیوں نہیں ملیں گے وہ آپ کو ضرور ملیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا مجھے اس مسئلے پر implement چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ عام طور پر یہ مسئلہ پورے پنجاب میں کہیں نہیں ہے اگر ان کے علم میں ان کا کوئی اپنا ضلع یا تحصیل ہے تو یہ مجھے بتائیں انشاء اللہ اس کا حل کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سپورٹس: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سیاحت: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اوکاڑہ میں محکمہ سپورٹس کے اقدامات اور اغراض و مقاصد

*1188: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ سپورٹس عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) محکمہ سپورٹس بورڈ پنجاب اپنے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں ہر ضلع میں کھلاڑیوں کے لئے کھیل کے میدانوں اور سہولیات کی فراہمی کے سلسلے میں تعاون کرتا ہے، بین الصوبائی یوتھ سپورٹس پروگرام میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی اوکاڑہ کے ذریعے قابل جوہر کی تلاش سے ضلع اوکاڑہ کے کھلاڑیوں کا چناؤ کر کے پاکستان کے بہترین کھلاڑی بنانے کی کوشش کر رہا ہے کھیل اور کھلاڑی کے فروغ کے لئے اچھی کارکردگی کرنے والی ضلعی سپورٹس ایسوسی ایشنز اور سکولوں کو مالی اور تکنیکی تعاون فراہم کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں ضلع اوکاڑہ کے کھلاڑی مختلف کھیلوں میں بین الصوبائی اور قومی سطح پر نمائندگی کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ قومی ہاکی ٹیم کے سابق کپتان محمد سرور کا تعلق ضلع اوکاڑہ سے ہے، درج ذیل کھیل کے میدان / سٹیڈیم تعمیر کئے گئے ہیں۔

1۔ حویلی لکھا

2۔ منڈی احمد آباد

اور درج ذیل کھیلوں کے میدان / سٹیڈیم زیر تعمیر ہیں۔

1۔ منی ہاکی سٹیڈیم رینالہ خورد

2۔ فیصل پارک دیپالپور

3۔ میونسپل سٹیڈیم اوکاڑہ

(ب) محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس اور صوبائی سطح پر ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سپورٹس ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ سیاحت، بسیں / کوچز، آمدن و خرچ اور متعلقہ سٹاف کی تفصیل

*4809: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں / کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟

(ب) کیا ان بسوں / کوچز کے لئے کوئی علیحدہ اڈے بھی ہیں جو کہ محکمہ ہذا کی ملکیت ہیں؟

(ج) ان بسوں / کوچز سے سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے گزشتہ دو سالوں کے دوران حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) ان بسوں / کوچز کو چلانے اور دیکھ بھال کے لئے جتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیل مع نام، عہدہ بیان کی جائے ان کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت محکمہ سیاحت کے ٹرانسپورٹ ونگ کو منافع بخش ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر ایسا نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سیاحت:

(الف) محکمہ کے زیر انتظام محکمہ ہذا کی ملکیت کوئی بس یا کوچ نہ ہے بلکہ تمام گاڑیاں حسب ضرورت محکمہ ٹورازم پرائیویٹ سیکٹر سے لیتا ہے۔

(ب) ان بسوں / کوچز کے لئے محکمہ ہذا کی ملکیت کوئی علیحدہ اڈا نہ ہے۔

(ج) کمرشل روٹ ملتان۔ راولپنڈی کے لئے محکمہ پرائیویٹ سیکٹر کی دو بسوں کا TIC سے بکنگ کے عوض کمیشن وصول کرتا ہے، پچھلے دو سالوں میں کمیشن کی مد میں حاصل ہونے والی آمدن -/9,25,195 روپے ہے۔

(د) چونکہ یہ بسیں محکمہ کی ملکیت نہ ہیں بلکہ پرائیویٹ سیکٹر کی ملکیت ہیں اور محکمہ صرف ان سے کمیشن وصول کرتا ہے۔ ان کی مکمل دیکھ بھال اور اخراجات بھی ٹرانسپورٹر خود ہی

برداشت کرتے ہیں لہذا محکمہ کے اس سلسلہ میں کوئی اخراجات نہیں آتے۔

(ہ) ٹرانسپورٹ ونگ سیاحوں کو معیاری ٹرانسپورٹ کی سہولیات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ مارکیٹنگ، سکول ٹورازم اور قومی تہواروں کے انعقاد کا کام بھی کرتا ہے محکمہ سیاحت کا کام صرف سیاحوں کو ٹرانسپورٹ فراہم کرنا نہیں بلکہ سیاحت کے فروغ، سیاحوں کو ضروری معلومات اور سہولیات فراہم کرنا بھی ہے۔

خوشاب اور جوہر آباد میں سٹیڈیمز کی تعمیر کے لئے اٹھائے گئے حکومتی اقدامات

*3603: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے خوشاب اور جوہر آباد میں سٹیڈیم بنانے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے کبھی اس مقصد کے لئے فنڈز رکھے تو کتنے اور اگر نہیں رکھے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت سٹیڈیم مذکورہ بالا تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) حکومت نے خوشاب کے لئے سٹیڈیم بنانے کا اعلان کیا تھا جبکہ یہ اعلان جوہر آباد کے لئے نہ تھا۔

(ب) حکومت نے جوہر آباد سٹیڈیم کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے ہیں جبکہ خوشاب سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے سال 05-2004 میں -/1,95,00,000 روپے مختص کئے ہیں اور خوشاب سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں اور ٹھیکیدار نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

جھیل کلر کہار، چکوال، ترقیاتی کاموں، گرانٹس، دستیاب سہولیات اور ملازمین کی تفصیلات

*5548: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کلر کہار جھیل (چکوال) کی Preservation and Beautification پر سال 2003-04 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ب) اس جھیل کا اس گرانٹ سے کون کون سا ترقیاتی کام سرانجام دیا گیا ہے؟

(ج) اس جھیل پر سیاحوں کے لئے کیا کیا سہولیات محکمہ کی طرف سے فراہم کی گئی ہیں؟

(د) اس جھیل پر کون کون سے پرندے وغیرہ محکمہ کی طرف سے رکھے گئے ہیں؟

(ہ) اس جھیل کی دیکھ بھال کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) ان ملازمین کو سالانہ کتنی تنخواہیں محکمہ کی طرف سے دی جا رہی ہیں؟

(ز) اس جھیل سے محکمہ کو 2003-04 سے آج تک کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) کلر کہار جھیل کی Preservation and Beautification کے لئے سال 2003-04 میں 9.764 ملین روپے مختص کے گئے، جس میں سے 9.014 ملین روپے ضلعی حکومت چکوال کو بحیثیت Executing agency مندرجہ ذیل کام کرنے کے لئے ٹرانسفر کر دیئے گئے تھے بقیہ 0.75 ملین روپے ریونیو کی مد میں شامل کاموں کو مکمل کرنے کے لئے TDCP کو ٹرانسفر کر دیئے گئے۔ جھیل کے تحفظ کے لئے اس کے ارد گرد ایک مٹی کا بند بنایا جانا بھی ضروری تھا اور اس بند کی تعمیر TDCP اور ضلعی حکومت چکوال کے باہمی تعاون اور رضامندی سے بند کی تعمیر کا ذمہ ضلعی حکومت نے اپنے خرچہ سے پورا کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ تکنیکی اعتبار سے بند کی تعمیر کا کام جھیل سے متعلق باقی ترقیاتی کاموں سے پہلے مکمل کرنا ضروری تھا لہٰذا اس بند کی تعمیر کا کام ضلعی حکومت چکوال اپنے بجٹ سے کروا رہی ہے۔ TDCP کے منصوبہ میں شامل ترقیاتی کام مذکورہ بالا گرانٹ یعنی 9.764 ملین روپے کی لاگت سے بند کی تعمیر مکمل ہونے پر شروع کئے جائیں گے اور رواں مالی سال میں مکمل کر لئے جائیں گے۔

(ب) کلر کہار سے متعلق علاوہ تعمیر بند مذکورہ بالا گرانٹ یعنی 9.764 ملین روپے سے جو کام مکمل کئے جائیں گے ان کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سیاحوں کی سہولت کے لئے 12 کمروں پر مشتمل موٹل ریسٹورنٹ ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر اور کشتی رانی وغیرہ کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔

(د) یہ ایک قدرتی جھیل ہے اور یہاں مقامی و وسط ایشیا سے نایاب پرندے، ہجرت کرنے کے بعد موسم سرما گزار کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پرندوں سے متعلقہ امور محکمہ تحفظ جنگلی حیات سرانجام دیتا ہے۔

(ہ) اس جھیل کے لئے موقع پر ایک اسسٹنٹ ٹورازم آفیسر گریڈ16 تعینات ہے جس کا نام عبدالغفار ہے۔

(و) تنخواہ کی مد میں سالانہ -/1,46,520 روپے ادا کئے جا رہے ہیں۔

(ز) محکمہ نے یہ ریزارٹ مع کشتی رانی کی سہولت چار لاکھ روپے سالانہ ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے اور 04-2003 سے لے کر آج تک 3 لاکھ آمدن ہو چکی ہے۔

2003 سے تاحال روٹ پرمٹس جاری کرنے کی تفصیل

*6863: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2003 سے آج تک محکمہ ٹرانسپورٹ نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے۔ روٹ پرمٹ جاری کرنے والی کمیٹی کے ممبران اور میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) محکمہ ہذا کو روٹ پرمٹ جاری کرنے پر جو آمدن ہوئی، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) روٹ پرمٹ جاری کرنے والی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) جنوری 2003 سے اپریل 2005 تک کل 1,45,232 روٹ پرمٹ جاری کئے گئے تھے۔ حکومت پنجاب نے سیکشن 46 موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کے تحت صوبہ پنجاب میں صوبہ کی سطح پر صوبائی ٹرانسپورٹ ذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SO(TR-I)Mise III/86/ مورخہ 87-05-12 کے تحت تشکیل کی ہوئی ہے جو کہ پورے صوبہ میں موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں تفویض کردہ اختیارات اور فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اتھارٹی کے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	سیکرٹری ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب	چیئرمین
2۔	سیکرٹری مواصلات حکومت پنجاب	ممبر

3۔ چیف ٹرانسپورٹ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب ممبر
4۔ ڈی آئی جی (ٹریفک) پنجاب لاہور ممبر
5۔ سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور سیکرٹری / ممبر

اسی طرح ضلع کی سطح پر بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SOTR-1/5-4/2000 مورخہ 08-08-2001 کے تحت ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کام کر رہی ہے جو کہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے امور سرانجام دیتی ہے۔ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز کے ممبران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈنیشن آفیسر چیئرمین
2۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ممبر
3۔ E.D.O ورکس اینڈ سروسز ممبر
4۔ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سیکرٹری / ممبر

(ب) محکمہ کو روٹ پرمٹ کی مد میں جنوری 2003 سے اپریل 2005 تک تقریباً -/36,65,65750 روپے آمدن ہوئی۔

(ج) رولز 62 موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت پراونشل ٹرانسپورٹ یا ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز ایک عام یا خاص قرارداد کے ذریعے روٹ پرمٹ کے اجراء و تجدید اور منسوخ وغیرہ کرنے کے اختیارات چیئرمین ٹرانسپورٹ اتھارٹی یا سیکرٹری کو تفویض کر سکتی ہے۔

سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی گریڈ 18 کے آفیسر ہیں۔البتہ صوبہ پنجاب کے سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے علاوہ 26 اضلاع میں DDO(C) کے پاس سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا اضافی چارج ہے جو کہ گریڈ 17 کے آفیسر ہیں۔

محکمہ کھیل میں 2002 تاحال بھرتی کی تفصیل

*4325: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ کھیل میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر کی گئی تو اخبارات کے نام مع تاریخ فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر ان افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا تو رولز میں نرمی کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف، ب، ج، د، ہ) محکمہ کھیل میں یکم جنوری 2002 سے لے کر آج تک کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

ٹورسٹ Resort واہگہ لاہور، رقبہ، تعمیری لاگت دستیاب سہولیات اور ملازمین کی تفصیلات

*5556: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹورسٹ Resort، واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام کب سے شروع کیا گیا ہے اور موقع پر کون کون سا کام ہو رہا ہے؟

(ب) یہ ٹورسٹ Resort کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ج) اس کے لئے کس پارٹی سے کتنی لاگت سے زمین حاصل کی گئی ہے؟

(د) اس وقت اس ٹورسٹ Resort پر کیا کیا سہولیات سیاحوں کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس ٹورسٹ Resort پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تاریخ تقرری فراہم کی جائے۔

(و) ان ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دی جا رہی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) ٹورسٹ Resort واہگہ بارڈر کی ڈویلپمنٹ کا کام موجودہ مالی سال سے شروع کیا گیا ہے، اس وقت پراجیکٹ کے (Conceptual Design) پر کام ہو رہا ہے اور موقع پر زمین خریداری و رجسٹری کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اس ٹورسٹ Resort کے لئے گزشتہ سال 6 کنال رقبہ خریدا گیا اور ابھی ڈیزائن وغیرہ بنایا جا رہا ہے جس کی تکمیل کے بعد تعمیراتی کام شروع کیا جائے گا۔

(ج) اس ٹورسٹ Resort کے لئے 6 کنال زمین مسمی فقیر محمد و مسمی نذیر حسین پسران شیر محمد ساکنان رام پورہ لاہور کینٹ بذریعہ محمد ایوب ولد محمد یوسف مختار عام بعوض 9 لاکھ 60 ہزار روپے خریدی گئی ہے۔

(د) ابھی تعمیراتی کام شروع نہیں ہوا البتہ تجویز شدہ ڈیزائن کے مطابق یہاں پر کھانے پینے کی سہولت کے علاوہ ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر، رہائشی کمرے اور دیگر سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

(ہ) اس ٹورسٹ Resort پر اس وقت کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(و) سوال غیر متعلقہ ہے۔

انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کے کرایہ جات کی تفصیل اور زائد وصولی پر حکومتی اقدامات

*7251: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کا کرایہ فی کلو میٹر کتنا ہے، A/C اور NON-A/C کے کرایوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ب) لاہور تا چکوال اور لاہور تا راولپنڈی (براستہ موٹروے A/C) بس اور کوچ کے کرایہ نامہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) لاہور تا بھیرہ براستہ موٹر وے (A/C) بس / کوچ کے کرایہ نامہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور تا بھیرہ، راولپنڈی اور چکوال وغیرہ جانے والی بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں؟

(ہ) اگر لاہور تا بھیرہ کرایہ 150 روپے سے کم ہے تو کیا حکومت ان ٹرانسپورٹرز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) جیسا کہ معزز ایوان کے متعدد بار علم میں لایا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 28-11-2000 سے صوبائی کابینہ کے فیصلہ کے مطابق انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی

A/C گاڑیوں کے کرایوں کو مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے تاہم Non A/C گاڑیوں کے موجودہ کرایہ کی شرح 45 پیسے فی کلومیٹر فی مسافر مورخہ 09-05-21 کے مطابق مقرر ہوئی ہے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ A/C گاڑیوں کے کرایہ کو حکومت پنجاب نے مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے اور مالکان کرایہ خود مقرر کرتے ہیں اس لئے حکومت کا عمل دخل کرایہ کو مقرر کرنے میں نہ ہے۔

(ج) بمطابق جز (الف،ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

(د) درست ہے۔ اس روٹ پر چلنے والی A/C بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں۔ جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اے سی گاڑیوں کے کرایہ کو مالکان خود مقرر کرتے ہیں۔

(ہ) ان روٹوں پر چلنے والی A/C بسیں 150 روپے فی مسافر کرایہ وصول کر رہی ہیں جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اے سی گاڑیوں کے کرایہ کو حکومت پنجاب نے مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا ہے۔

چکوال میں سٹیڈیم کی تعمیر

*4692: محترمہ ماہارا جہ ترین: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) چکوال میں کس کس جگہ کتنے رقبہ پر سپورٹس سٹیڈیم ہیں؟

(ب) کیا یہ سٹیڈیم اس ضلع کی آبادی کے مطابق ہیں اگر کم ہیں تو حکومت ضلع ہذا میں مزید کتنے سٹیڈیم اور کس کس جگہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) ضلع چکوال کا واحد کثیر المقاصد مکمل سٹیڈیم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر واقع ہے جو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چکوال کی ملکیت ہے جس کی پیمائش 563x890 فٹ ہے۔

(i) ضلع کا واحد سٹیڈیم ضلع چکوال اور چکوال شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ناکافی ہے۔

(ii) حکومت پنجاب سے تحصیل ہیڈ کوارٹر تلہ گنگ۔

چوا سیدن شاہ کے علاوہ چکوال شہر میں ایک اور اضافی سٹیڈیم کی تعمیر کی سفارش ہے تاہم ضلعی حکومت چکوال بکھاری کلاں (تحصیل چکوال) نکہ کھوٹ اور ٹہی (تحصیل تلہ گنگ) میں منی سپورٹس سٹیڈیم تعمیر کر رہی ہے۔

سابق راولپنڈی ڈویژن میں تفریحی مقامات اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*6045: جناب محمد وقاص: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سابق راولپنڈی ڈویژن میں کون کون سے تفریحی مقامات محکمہ ہذا کے تحت ہیں؟

(ب) گزشتہ مالی سال میں ترتیب وار ان سے محکمہ ہذا کو کتنی آمدن ہوئی اور ان پر کتنا خرچ اٹھا؟

وزیر سیاحت:

(الف) سابق راولپنڈی ڈویژن میں درج ذیل تفریحی مقامات ہیں جو کہ محکمہ ہذا کے ماتحت ہیں:۔

1۔ چیئر لفٹ نیو مری پتریاٹہ تحصیل مری
2۔ چھرہ پانی
3۔ گھوڑا گلی
4۔ سالگراں
5۔ ٹورسٹ ریزارٹ کلر کہار ضلع چکوال

(ب) برائے مالی سال 2003-04

	آمدن	خرچ
چیئر لفٹ پتریاٹہ سالگراں، چھرہ پانی	4,33,00,000/-روپے	13,97,576/-روپے
گھوڑا گلی، چھتر باغ	20,23,828/-روپے	نہ ہے۔
کلر کہار	2,55,000/-روپے	نہ ہے۔

پی آر ٹی سی کے بجٹ، سٹاف اور گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*8023: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کب ختم کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کارپوریشن کو ختم کرنے کے باوجود ابھی تک اس کو حکومت کی طرف سے بجٹ فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس کارپوریشن میں افسران کی کافی تعداد کام کر رہی ہے؟

(د) اس کارپوریشن میں تعینات افسران گریڈ16 اور اوپر کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے، نیز ان کو ملازمت میں رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس کارپوریشن کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر اور ان کے پٹرول / ڈیزل اور مرمت کے اخراجات سال 05-2004 کی تفصیل دی جائے؟

(و) کتنی گاڑیاں اس کارپوریشن کے افسران کے زیر استعمال ہیں، ان گاڑیوں کے نمبر اور ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور سال 05-2004 کے ان گاڑیوں کے پٹرول / ڈیزل کے اخراجات اور مرمت کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو جون 1997 میں ختم کیا گیا۔

(ب) جی ہاں! بجٹ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کی ادائیگی، پی آر ٹی سی سیل کے ملازمین اور سکیورٹی عملہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔

(ج) اس کارپوریشن میں صرف دو آفیسرز کام کر رہے ہیں۔

(د)

آفیسرز کے نام	عہدہ	گریڈ
تنویر احمد	ڈائریکٹر ایڈمن / سٹور	19
چودھری محمد اقبال	ڈائریکٹر فنانس	17

1۔ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی فیملی پنشن اور بڑھاپا الاؤنس کیسز کے علاوہ ریٹائرڈ ملازمین کی طرف سے دائر کردہ مقدمات کی پیروی اور دعوؤں کے جوابات کی تیاری اور عدالتی احکامات کے خلاف اپیل دائر کروانا اور عدالتی احکامات پر عملدرآمد کروانا ان کی ذمہ داری ہے۔ علاوہ ازیں پراپرٹی ڈسپوزل کے سلسلہ میں پرائیویٹائزیشن بورڈ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سٹور میں موجود بسوں کے پرزہ جات و دیگر اشیاء کی نیلامی کے امور کے ذمہ دار ہیں۔

2۔ ڈائریکٹر فنانس کے ذمہ 12500 ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کے فنڈ کے حصول کے لئے اوراس کی تقسیم کے امور منقولہ، غیر منقولہ پراپرٹی کی آمد کی وصولی سے جمع کرانے تک کے امور عدالتی فیصلوں کے نتیجہ میں نظر ثانی شدہ ادائیگیوں کے امور اور سالانہ بیلنس شیٹ اور حسابات کے ذمہ دار ہیں۔ دیگر کمرشل آڈٹ کے پیرا جات کے جوابات اور بذریعہ ڈیپارٹمنٹل اکاؤنٹس کمیٹی ان کے تصفیہ جات کے ذمہ دار ہیں۔

(ہ) گاڑیوں کے نمبر ز اور اخراجات 05-2004 کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	گاڑی نمبر	خرچہ پٹرول	خرچہ مرمت
وزیر ٹرانسپورٹ	LOH 383	35327	8691
مینجنگ ڈائریکٹر	LOW 1992	85539	34920
پی ایس ٹو وزیر ٹرانسپورٹ	LOV 5870	81718	20990
ڈائریکٹر ایڈمن / سٹور	LOC 4828	45132	64172
ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ	LOM 2824	73242	15398
ڈائریکٹر فنانس (پول)	RIP 8060	72876	22655

(و) کارپوریشن کے آفیسرز کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تنویر احمد، ڈائریکٹر ایڈمن / سٹور	19	LOC 4828	45132	64172
محمد اقبال، ڈائریکٹر فنانس	17	RIP 8060	72876	22655

سیالکوٹ، ہاکی سٹیڈیم کا تخمینہ لاگت، تعمیری میعاد اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*5026: انجینئر عمران اشرف: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ میں نئے ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے پسرروڈ پر جگہ مختص کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تعمیر کا آغاز کب ہو گا تخمینہ لاگت اور تعمیری میعاد کیا ہو گی آغاز تعمیر میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹیڈیم کی تعمیر کا ابھی کوئی نام و نشان نہیں لیکن گراؤنڈ کو عام پبلک کے لئے کھیلوں کی سرگرمیوں کے حوالے سے بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ ممکن ہے کہ گراؤنڈ کو گردو نواح کے شہریوں کے کھیل کی سرگرمیوں کے لئے سٹیڈیم کو تعمیر کے آغاز سے قبل تک کھول دیا جائے؟

وزیر سپورٹس:

(الف) یہ درست ہے کہ پسرور روڈ پر ہاکی سٹیڈیم کے لئے جگہ مختص کر دی گئی ہے۔

(ب) اسٹرو ٹرف بچھانے کے سلسلہ میں ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے ہاکی سٹیڈیم کی مین بلڈنگ ٹینڈر طلب کرنے کے مراحل میں ہے۔ تخمینہ لاگت 63.059 ملین جبکہ اسٹروٹرف کے بچھانے کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ تعمیر کا کام مرحلہ وار ہو گا۔ ہاکی سٹیڈیم کی مین بلڈنگ پہلے مرحلہ میں مکمل ہو گی جس کا تخمینہ 20.000 ملین ہے اور عرصہ تکمیل 18 ماہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ موقع پر اسٹروٹرف بچھانے کا ابتدائی کام شروع ہے۔ مزید یہ جگہ کھیلوں کی سرگرمیوں کے لئے پہلے کبھی استعمال میں نہ لائی جاتی تھی۔

(د) یہ ممکن نہ ہے کیونکہ موقع پر اسٹروٹرف بچھانے کا ابتدائی کام شروع ہے۔

میلہ جشن بہاراں 2003 لاہور۔انتظامات وسٹال سے متعلقہ تفصیل

*6092: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا مارچ 2003 میں میلہ جشن بہاراں منانے کا حکم جناب وزیر سیاحت نے براہ راست دیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس میلہ کے انتظامات کے حقوق ایک فرم میسرز شانی انٹر پرائزز 49 خواجہ روڈ نیو سمن آباد لاہور کو دیئے گئے جنہوں نے میلہ میں سٹال کی بکنگ کے عوض لاکھوں روپے وصول کئے میلہ کا انعقاد افتتاح کے روز ہی منسوخ کر دیا گیا لیکن جن دکانداروں کو سٹال الاٹ کئے گئے تھے انہیں کوئی رقم واپس نہ کی گئی؟

(ج) اس میلے کے انعقاد کے وقت دیگر مختلف فرموں سے میلے کے انعقاد کے اور بکنگ کے حقوق دینے کے لئے قانون کے مطابق کھلے عام پیشکشیں کیوں نہ طلب کی گئیں؟

وزیر سیاحت:

(الف) باغ جناح لاہور میں مارچ 2003 میں میلہ جشن بہاراں منانے کا فیصلہ لاہور شہر میں جشن بہاراں تقریبات کا دائرہ ریس کورس سے بڑھانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا انعقاد وزیر سیاحت پنجاب کے حکم سے کیا گیا۔

(ب) میلہ کے تمام اخراجات وانتظامات میسرز شانی انٹر پرائزز 49۔خواجہ روڈ نیو سمن آباد نے اٹھائے انہوں نے ہی تمام سٹال وغیرہ لگائے۔ محکمہ کے پاس ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ میسرز شانی انٹر پرائزز نے سٹال کی بکنگ کے عوض لاکھوں روپے وصول کئے اور جن دکانداروں کو سٹال الاٹ کئے گئے تھے انہیں کوئی رقم واپس نہ کی گئی کیونکہ میلہ کا انعقاد افتتاح کے روز ہی منسوخ کر دیا گیا۔

(ج) جب میلہ لگانے کا فیصلہ کیا گیا تو وقت کی کمی کے پیش نظر چند فرمیں جو ٹورازم کے حوالہ سے سٹال لگاتی ہیں سے رابطہ کیا گیا مگر انہوں نے سٹال لگانے میں کسی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ شانی انٹر پرائزز نے نہ صرف میلے کے انعقاد میں دلچسپی ظاہر کی بلکہ محکمہ زراعت کو میلہ شروع ہونے کے دن سے ختم ہونے تک یومیہ 10 ہزار روپیہ دینے پر بھی رضا مندی کا اظہار کیا۔

پی آر ٹی سی کے سال 05-2003 کے بجٹ اور اخراجات

*8024: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے بجٹ اور ان سالوں کی آمدن و خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس کارپوریشن کے افسران گریڈ 16 اور اوپر کے تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران سب سے زیادہ ٹی۔اے/ڈی۔اے اور تنخواہ جس آفیسر کو دی گئی، اس کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کارپوریشن کو کس کس ذرائع سے آمدن حاصل ہوئی؟

(ہ) ان مالی سالوں کے دوران اس کارپوریشن کی کتنی جائیداد فروخت کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف)

	2003-04	2004-05
بجٹ	126067000/-	10,14,68,000/-
آمدن	----------	7,64,651/-

اخراجات	10,10,10,442/-	10,66,97095/-

ٹوٹل بجٹ:-/ 227535000 آمدن:-/ 764631 اخراجات: -/20,7707537

(ب) کارپوریشن کے دو آفیسرز ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی تنخواہ درج ذیل ہے۔

	2003-04	2004-05
تنویر احمد خان گریڈ 19 تنخواہ مع الاؤنسز	1,79,616/-	1,79,616/-
محمد اقبال ڈائریکٹر فنانس گریڈ 17	109188/-	10,9188/-

کارپوریشن کے آفیسرز جو ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان کے ٹی اے/ڈی اے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تنویر احمد گریڈ 19 ٹی اے/ڈی اے	3525	6480
محمد اقبال گریڈ 17 ٹی اے/ڈی اے	3641	10183

(ج)

تنویر احمد ڈائریکٹر ایڈمن/سٹور گریڈ 19

2003-04 تنخوا	179616/-	ٹی اے/ڈی اے	3525/-
2004-05 تنخواہ	179616/-	ٹی اے/ڈی اے	6480/-

محمد اقبال ڈائریکٹر فنانس گریڈ 17

2003-04	تنخواہ-/109188	ٹی اے/ڈی اے	3641/-
2004-05	تنخواہ-/109188	ٹی اے/ڈی اے	10183/-

(د)

	2003-04	2004-05
آمدن بذریعہ کرایہ		
	268943/-	59,803/-
حصول بذریعہ انتقال موٹر گاڑی	2,10000/-	
متفرق آمدن	11055/-	494848/-
ٹوٹل	279993/-	764651/-

(ہ) پی آر ٹی سی کی تمام جائیدادیں گورنمنٹ آف دی پنجاب کو منتقل ہو چکی ہیں۔ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈان کی جائیدادوں کو فروخت کرتی ہے۔ مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں مذکورہ بورڈ نے پی آر ٹی سی کی کوئی جائیداد فروخت/نیلام نہیں کی ہے۔

ہاکی سٹیڈیم بہاولپور، گراؤنڈ میں آسٹرو ٹرف بچھانے کا مسئلہ

*5451: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہاکی سٹیڈیم گراؤنڈ بہاولپور کب، کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے مالی سال 2003-04 میں رقم بھی مختص کی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رقم ہونے کے باوجود اس ہاکی سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف کا کام شروع نہ ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہاکی سٹیڈیم گراؤنڈ میں آسٹرو ٹرف مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) Dring سٹیڈیم بہاولپور میں ہاکی گراؤنڈ کی تعمیر بہت پرانی ہے اور تقریباً 1951-52 سے پہلے عمل میں آئی تھی جس پر صحیح لاگت کا اندازہ نہ ہے۔ البتہ موجودہ دور میں ہاکی گراؤنڈز کی Leveling پر جہاں آسٹرو ٹرف بچھائی جانی ہے، پر معمولی خرچ کے علاوہ کوئی لاگت نہ آئی ہے۔

(ب) مذکورہ سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے مالی سال 2001-02 میں 20 ملین روپے اور 2003-04 میں مزید 18.734 ملین روپے جاری کئے گئے تھے اس طرح کل 38.734 ملین روپے اس سکیم کے لئے جاری کئے گئے تھے۔

(ج) یہ درست ہے کہ رقم ہونے کے باوجود اس ہاکی سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف کا کام شروع نہ ہو سکا کیونکہ اس کا Revised Estimate منظوری کے مراحل میں تھا۔

(د) ضلعی حکومت مذکورہ بالا مجوزہ جگہ (الف) گراؤنڈز میں آسٹرو ٹرف بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ہاکی سٹیڈیم بہاولپور کی گراؤنڈ میں آسٹرو ٹرف بچھانے کے لئے ایک سکیم 2001-02 میں مالیتی 38.734 ملین منظور ہوئی تھی۔ اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ کیونکہ بوجہ تبدیلی جگہ اور تبدیلی Revised Rates، سکیم 44.980 ملین مالیت کی ہو گئی تھی۔ اب محکمانہ DDSC نے اس سکیم کی منظوری دے دی ہے اور بہت جلد بقیہ کارروائی کے بعد کام شروع ہو جائے گا۔

ضلع بھکر، شہنشاہ ہمایوں کے تعمیر کردہ دلکشا باغ کی بحالی کا مسئلہ

*7462: جناب حفیظ اللہ خان: کیاوزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھکر شہر کے نزدیک دریا کے کنارے شہنشاہ ہمایوں نے ایک باغ تعمیر کرایا تھا جس کا نام دلکشا باغ ہے دریا ختم ہو چکا ہے باغ ابھی تک موجود ہے یہ ایک تاریخی باغ ہے لیکن حکومتوں کی بے توجہی کا شکار رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس دلکشا باغ پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ اس باغ سے بھکر کے شہریوں کو بہترین تفریح میسر ہو سکتی ہے؟

وزیر سیاحت:

(الف) بھکر شہر کے نزدیک شہنشاہ ہمایوں کا تعمیر کردہ دلکشا باغ پنجاب ٹورازم حکومت پنجاب کے زیر اہتمام نہ ہے بلکہ یہ وفاقی حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔

(ب) افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے لہذا محکمہ کے افسران جلد باغ کا دورہ کریں گے اور سروے کے بعد اس کے متعلق غور کریں گے۔

ٹرانسپورٹ کا کرایہ بڑھانے کا طریق کار اور کرایہ بڑھانے کا جواز

*8354: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Urban روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کا کرایہ بڑھانے کے نوٹیفکیشن 2005 میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ کے مالکان کے دباؤ پر جاری کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Urban روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کا کرایہ پہلے 4 کلومیٹر کا -/4 روپے اور اس کے بعد پر 2 کلو میٹر کا -/2 روپے زائد وصول کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کرایہ بڑھانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اربن روٹس پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کسی دباؤ کے تحت نہ کیا گیا ہے۔ ڈیزل کی قیمت میں اضافہ کے علاوہ کئی دوسرے عوامل بھی پبلک ٹرانسپورٹ کے چلنے کی لاگت پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسا کہ موبل آئل اور دوسرے Lubricants، ٹائر سپیئر، پارٹس، لیبر اور تنخواہوں میں اضافہ وغیرہ۔ اس طرح سے

مجموعی طور پر فی کلومیٹر لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ Cost Effective ثابت نہیں ہوتی۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کرایوں میں اضافے کا معاملہ حقائق کی روشنی میں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد صوبائی وزراء برائے ٹرانسپورٹ خزانہ، مواصلات و تعمیرات اور قانون و لوکل گورنمنٹ پر مشتمل کابینہ کمیٹی کو اس کے منعقدہ اجلاس مورخہ 07-12-2005 میں پیش کیا اور مندرجہ بالا وضاحت کے ساتھ سٹیجز کو 7 سے 5 کرنے کی تجویز دی اور یہ واضح کیا کہ کرایہ میں اضافہ اس طرح سے تجویز دیا گیا ہے کہ نہ تو عوام پر اضافی بوجھ پڑے اور ٹرانسپورٹرز کے لئے بھی یہ قابل عمل ہو۔ کابینہ کمیٹی نے محکمہ ٹرانسپورٹ کی تجاویز سے اتفاق کیا۔

بعد ازاں عوام کی تجاویز پر اعتراضات بذریعہ پریس ریلیز مورخہ 09-03-2006 طلب کئے گئے اور تمام حقائق کی روشنی میں جائزہ لینے کے بعد نوٹیفکیشن نمبری SO(TR-I)2-06/2000 مورخہ 25-03-2006 جاری کیا گیا جس میں پہلی سٹیج یعنی 4 کلومیٹر تک کے کرایہ میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ اس نوٹیفکیشن کا اطلاق صرف اربن روٹس پر چلنے والی بسوں پر ہی نہیں بلکہ ویگنوں پر بھی ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پہلے 4 کلومیٹر کے کرایہ میں کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ جو بدستور 6 روپے ہے۔ موجودہ نوٹیفکیشن مورخہ 25-03-06 میں سٹیجز کو سابقا نوٹیفکیشن مورخہ 21-09-05 کے مقابلے میں 7 سے کم کر کے 5 کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

فاصلہ	کرایہ فی سواری
0تا4کلومیٹر	-/6روپے
4.1تا8کلومیٹر	-/8روپے
8.1تا14کلومیٹر	-/10روپے
14.1تا22کلومیٹر	-/12روپے
22کلومیٹر سے زائد	-/14روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32 کلومیٹر ہے)

ملتان۔ خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر

*7296: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت پنجاب ملتان شہر میں خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) ملتان میں پہلے سے موجود سپورٹس انفراسٹرکچر کھلاڑیوں (بشمول خواتین) کی ضروریات کے مطابق موجود ہیں اور خواتین کو کسی بھی سپورٹس Venue میں کھیلنے پر قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے فی الحال کسی نئے سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر ضرورت کے مطابق نہ ہوگی۔

لاہور۔کرایہ کی وصولی میں ٹرانسپورٹرز کی من مانیاں اور حکومتی اقدامات

*8355: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں چلنے والی فرنچائزڈ بسوں کے مالکان نے بسوں کے کرایہ نامہ میں اپنی مرضی کے مطابق ردوبدل کر لیا ہے اور کم فاصلہ کو زیادہ دکھا کر زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور میں چلنے والی تمام بسوں کا کرایہ نامہ جاری کرتے وقت ہر روٹ کا از سر نو سروے کر لیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ لاہور میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت چلنے والی بسوں اور ویگنوں کے لئے کرایہ نامہ مقرر کرنے کے لئے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نوٹیفکیشن نمبر SO(TR-I)2-6-2000 مورخہ 25-03-06 جاری کیا جو درج ذیل ہے:

فاصلہ	کرایہ فی سواری
0تا4کلومیٹر	6/-روپے
4.1تا8کلومیٹر	8/-روپے
8.1تا14کلومیٹر	10/-روپے
14.1تا22کلومیٹر	12/-روپے
22کلومیٹر سے زائد	14/-روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32 کلومیٹر ہے)

حکومت کے منظور شدہ کرایہ اور فاصلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہر روٹ پر سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ نامہ جاری کرتی ہے اور اربن روٹس پر چلنے والی بسیں اور ویگنیں اس کرایہ نامہ کی پابند ہیں۔

(ب) لاہور میں چلنے والی بسوں / ویگنوں کا کرایہ نامہ حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کا تابع ہوتا ہے جس کے مطابق ہر روٹ کا ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ متعین کرتی ہے۔

حال ہی میں لاہور کے تمام روٹوں کا ایک ٹیکنیکل کمیٹی سے سروے کروایا گیا ہے اور یہ باقاعدہ طور پر ضلعی حکومت سے منظور شدہ ہے۔ تاہم کسی روٹ پر سروے کے حوالے سے اگر کوئی عذر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو وصول ہوتا ہے تو اس کی درستی کے لئے اتھارٹی دوبارہ سروے کرواتی ہے تاکہ درستی کی جا سکے۔

بھکر میں سیاحتی مرکز کا قیام

*8533: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا ضلع بھکر میں محکمہ سیاحت کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت:

موجودہ ترقیاتی پروگرام میں ضلع بھکر میں سیاحتی مرکز کھولنے کی کوئی سکیم نہیں ہے۔

ڈی جی سپورٹس کے ماتحت آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*8800: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی جی سپورٹس کے ماتحت گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیم و تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) جو ملازمین اپنے عہدہ اور گریڈ سے ہائر گریڈ کی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر سپورٹس:

(الف)

اسامی	گریڈ	منظور شدہ تعداد
ڈائریکٹر سپورٹس	19	1
ڈپٹی ڈائریکٹر	18	1
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17	4
سینئر کوچ	17	6
ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسرز (سابق ڈویژنل سپورٹس آرگنائزر)	17	8

(ب) ریکروٹمنٹ رول کی کاپی فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

	نام اسامی / عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت / تجربہ
I۔	خالی ڈائریکٹر سپورٹس	19	-
ii۔	سید مودود جعفری	ڈپٹی ڈائریکٹر 18	بی اے، 28 سال 10 ماہ
iii۔	عصمت اللہ نیازی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17	بی ایس سی، 27 سال 9 ماہ
iv۔	محمد امین شاہد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17	بی اے، بی ایڈ 29 سال 8 ماہ
v۔	عذرا پروین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر 17 سپورٹس (زنانہ)	ایم اے، 20 سال 3 ماہ
vi	محمد صدیق	سینئر کوچ 17	ایف اے، 15 سال 7 ماہ
vii	محمد یعقوب	سینئر کوچ 17	ایف اے، 16 سال 7 ماہ
viii	محمد بخش جاوید	سینئر کوچ 17	بی اے، 18 سال 11 ماہ

ix	جلیل احمد	سینئر کوچ 17 انجینئر، 18	میٹرک اینڈ ڈپلومہ ان ایسو سی ایٹ سال 10 ماہ
x	لیاقت علی	سینئر کوچ 17	ایف اے، 18 سال 11 ماہ
xi	محمد حفیظ بھیٹ	سینئر کوچ 17	ایم اے، 18 سال 11 ماہ
xii	فاروق عزیز	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	بی اے، 27 سال 9 ماہ
xiii	میاں زبیر انور	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے، 24 سال 4 ماہ
xiv	محمد سلیم	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	بی اے، 28 سال 7 ماہ
xv	رضا حسین ٹوانہ	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایف اے، 27 سال 9 ماہ
xvi	مشتاق احمد	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے، 30 سال
xvii	عبدالرشید مہر	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر 17	ایم اے

(د)

نام	عہدہ	گریڈ
i ندیم انجم	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17
ii شیخ ریاض احمد	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
iii طارق نذیر	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
iv محمد صدیق	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
v نور مصطفی	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16
vi شاہ منظر فرید	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	16

ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد کے منصوبوں پر عملدرآمد کی صورتحال

*8514: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد نے گورنر پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں 40 فیصد اڈا فیس کم کرنے کا فیصلہ 14 مزید شرائط کے تابع مورخہ 02-10-24 کو اتھارٹی کی میٹنگ میں کیا تھا اور اس کی باضابطہ کاپی مورخہ 02-11-02 کو سٹی ناظم فیصل آباد کو بھجوائی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصلہ کے برعکس سابقہ شرح سے رقم/اڈا فیس وصول کی جارہی ہے جبکہ اس ضمن میں یاددہانی کی چٹھیاں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد متعدد بار لکھ چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈا فیس کمپیوٹر سلپ کی بجائے عام سلپ/رسید پر وصول کی جارہی ہے جو فیصلہ کی شرط نمبر 10 کی سراسر خلاف ورزی ہے نہ تو ابھی تک بسلسلہ نقشہ و تعمیرات ٹرانسپورٹروں کی 8رکنی کمیٹی کے ساتھ میٹنگ ہوئی ہے اور موقع پر تعمیرات بند ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصلہ کی شرط نمبر 8 کے تحت آمدن کی ماہانہ رپورٹ نہ تو سیکرٹری D.R.T.A فیصل آباد کو بھجوائی جارہی ہے اور نہ ہی صدر موٹر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن فیصل آباد کو بھجوائی جارہی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات اور فیصلہ پر عملدرآمد نہ کرنے کی بناء پر متعلقین کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد کی میٹنگ مورخہ 24-10-02 کو جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی تعمیر نو کے سلسلہ میں ہوئی اور گاڑیوں کی اڈا فیس آٹھ شرائط کے ساتھ درج ذیل شرح سے وصول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اڈا فیس

I۔ بڑی بسیں (100 کلومیٹر سے زائد فاصلہ) -/75 روپے فی بس فی چکر

II۔ چھوٹی بس (100 کلومیٹر سے زائد فاصلہ) -/60 روپے فی بس فی چکر

III۔ چھوٹی بسیں (100 کلومیٹر سے کم فاصلہ) -/40 روپے فی بس فی چکر

IV۔ اے سی بس ہینو ٹائپ -/75 روپے فی بس فی چکر

V۔ اے سی ہائی ایس/نان اے سی ویگن -/20 روپے فی بس فی چکر

VI۔ اے سی کوسٹر -/40 روپے فی کوسٹر فی چکر

شرائط

VII۔ خالی گاڑیوں سے کوئی اڈا فیس نہ لی جائے گی جو گاڑی کے عملے کے ساتھ سٹینڈ چھوڑیں گی۔

VIII۔ ماہانہ آمدنی بشمول سٹینڈ اور دکانوں کا کرایہ اور اخراجات کا حساب سیکرٹری DRTA اور صدر موٹر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن کو باقاعدہ طور پر بھجوایا جائے گا۔

IX۔ تعمیراتی کام کی تکمیل کے لئے ٹرانسپورٹرز کے آٹھ نمائندے رابطے کے لئے مقرر کئے گئے۔

X۔ 10 روز میں اڈا فیس کا سسٹم کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا۔

XI۔ اڈا کی تکمیل کے بعد بڑھایا گیا ریٹ ختم کر دیا جائے گا۔

XII۔ کوئی دوسری فیس ٹال ٹیکس وغیرہ وصول نہیں کی جائے گی۔

XIII۔ TMA بقایا جات فوری ادا کرے گی اور لائسنس کی تجدید کرائے گی۔ ان گاڑیوں سے کوئی فیس نہ لی جائے گی جو جنرل بس سٹینڈ استعمال نہ کریں۔

XIV۔ تعمیر کا کام مختصر عرصے میں شروع کروادیا جائے گا۔

بعد ازاں اتھارٹی کی دوسری میٹنگ مورخہ 03-02-03 میں ٹرانسپورٹروں اور TMA کی مشاورت سے درج ذیل شرح سے نئی اڈا فیس مقرر کی گئی اور اس کارروائی کی کاپی TMA سٹی فیصل آباد کو برائے عملدرآمد بھجوائی گئی۔ چونکہ جنرل بس سٹینڈ کا انتظام وانصرام اس وقت ان کے TMA (سٹی) کے پاس تھا۔

I۔	بڑی بس اے۔سی یا نان اے۔سی	(100 کلو میٹر سے زائد فاصلہ) -/60 روپے فی بس فی چکر
II۔	تمام دوسری گاڑیاں	-/30 روپے فی گاڑی فی چکر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ فیس ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد کے فیصلے مورخہ 03-02-03 جس کا ذکر جز (الف) کے جواب میں کیا گیا ہے کے مطابق لی جا رہی ہے۔

DRTA فیصل آباد نے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد کو دو مرتبہ چٹھیاں جاری کیں پہلی چٹھی نمبری 1758 مورخہ 02-11-18 میں تمام TMO صاحبان کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کی جانب سے اوور چارجنگ نہ کرنے بارے ہدایات پہنچائی گئیں جبکہ دوسری چٹھی نمبری 392 مورخہ 03-04-05 میں تحصیل ناظم سٹی فیصل آباد کو لکھا گیا کہ اڈا فیس DRTA کی میٹنگ مورخہ 03-02-03 میں مقرر کی گئی شرح کے مطابق وصول کریں۔

(ج) یہ درست ہے کہ اڈا فیس کمپیوٹر سلپ کی بجائے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت مروجہ رسید فارم 05 جو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے موصول شدہ ہیں کے ذریعے وصول کی جا رہی ہے۔

بسلسلہ نقشہ و تعمیرات ٹرانسپورٹرز کی کمیٹی کے ساتھ سابقہ انتظامیہ یعنیTMA سٹی فیصل آباد کی میٹنگز ہوئیں لیکنTMA سٹی فیصل آباد نے قانونی تقاضے پورے کئے بغیر اڈا کی تعمیر شروع کرادی اورNLC کے ساتھ کنٹریکٹ بھی کر لیا تھا۔ مورخہ 05-10-05 کو جنرل بس سٹینڈ کے انتظام وانصرام کو سٹی ڈسٹرکٹ کو منتقل ہونے کے بعد سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو اس بڑے پراجیکٹ کیTechnical Sanction (T.S) اورAdministrative approval (A.A) نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگیوں میں مشکل پیش آئی جس وجہ سے تعمیر کا کام عارضی طور پر رکا ہوا ہے۔A A کے لئے کیس پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں زیر غور ہے جو نہی منظور ہوئی اڈے کی تعمیر کا کام فوری طور پر دوبارہ شروع ہو جائے گا اور بلڈنگ کی تعمیر کے بعد اڈا فیس کی وصولی Computerized کر دی جائے گی۔

(د) یہ درست ہے ماضی میں ناظمTMA سٹی فیصل آباد کے دفتر سے جنرل بس سٹینڈ کی ماہانہ آمدن رپورٹ نہ بھجوائی گئیں تھیں لیکن مورخہ 05-10-05 سے جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کا انتظام و انصرام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے حوالے ہونے کے بعد اور اس کی آمدن باقاعدگی سے سٹیٹ بنک آف پاکستان فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ہیڈ آف اکاؤنٹ(other) C01070 میں جمع ہو رہی ہے۔ جس کی تفصیل ہر ماہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر فیصل آباد اورE.D.O فنانس فیصل آباد کو مل رہی ہے۔ قبل ازیں یہ آمدن تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد کے اکاؤنٹ نمبر 700107 میں جمع ہو رہی تھی جس کے اکاؤنٹس جون 2006 میں ضلعی حکومت کو ٹرانسفر کئے گئے۔

(ہ) چونکہ ماسوائے جز(ج) کے تمام فیصلہ جات پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور اڈا کی عمارت کی تعمیر کے ساتھ ہی اڈا فیس کی وصولیComputerized کر دی جائے گی اس لئے اس وقت کسی بھی اہلکار کے خلاف قانونی کارروائی مناسب نہ ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں محکمہ سیاحت کے منصوبہ جات

*8630: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا محکمہ سیاحت کا ضلع شیخوپورہ میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے وہاں کی عوام میں ٹورازم کا شعور اور لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں اور سیاحوں کی آمدورفت کی وجہ سے یہاں کے غریب عوام کو روزگار کے مواقع میسر آئیں؟

وزیر سیاحت:

محکمہ سیاحت نے شیخوپورہ میں ہرن مینار کے تاریخی مقام پر واٹر سپورٹس کی سہولت مہیا کر رکھی ہے، جس سے واٹر سپورٹس کے شوقین لوگوں کے علاوہ عام لوگ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ اس وقت 10 پیڈل بوٹس، ایک روئنگ بوٹ اور ایک انجن بوٹ موجود ہے جس میں ایک نئی موٹر بوٹ 30HP، 10 پیڈل بوٹس اور 2 روئنگ بوٹس کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس سہولت سے اوسطاً 2 ہزار افراد ماہانہ مستفید ہو رہے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ میں تعطیلات موسم گرما 2006 کے دوران 500 مفت ٹکٹ برائے پتریاٹہ سکول کے بچوں میں تقسیم کئے گئے، علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً مختلف گروپس اور سکول کے بچوں کے ٹورز ہرن مینار لے جائے جاتے ہیں۔

محکمہ نے بروشرز اور ٹیلی ویژن ڈاکومنٹری CDs کے ذریعے تاریخی مقام ہرن مینار کی سیاحتی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ سیاح راغب ہوں گے۔

ضلع بہاولپور۔ بس سٹینڈز پر صفائی کے لئے حکومتی اقدامات

*8544: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں بسوں کے کتنے اڈے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بسوں کے اڈوں پر فروخت ہونے والی اشیاء کا معیار بہت بُرا ہوتا ہے، جسے کھا کر مسافر بیمار ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس اڈوں پر بے حد گندگی ہوتی ہے؟

(د) کیا حکومت نے بس اڈوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا اقدامات اب تک کئے ہیں نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) ضلع بہاولپور میں منظور شدہ سی کلاس بس سٹینڈز کی تعداد پانچ ہے جن کو متعلقہ تحصیل

میونسپل ایڈمنسٹریشن یعنی بہاولپور، احمد پور شرقیہ، یزمان، خیرپور ٹامیوالی اور حاصل پور چلا رہی ہیں۔

ضلع بہاولپور میں منظور شدہ ڈی کلاس سٹینڈز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔	بہاولپور شہر	4
2۔	تحصیل احمد پور شرقیہ	4
3۔	تحصیل خیرپور ٹامیوالی	1
4۔	تحصیل حاصل پور	1
	ٹوٹل	10

مندرجہ بالا ڈی کلاس سٹینڈز کو پرائیویٹ آدمی چلا رہے ہیں۔

(ب) بس سٹینڈ پر فروخت ہونے والی اشیاء کے معیار کی جانچ پڑتال بذمہ عملہ TMA اور محکمہ صحت ہے۔

(ج) بس اڈوں پر صفائی اور دیگر انتظامات میں بہتری لانے کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ نے قاعدہ 253 اور 253-A موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت سی کلاس اور ڈی کلاس اڈوں کے لئے الگ الگ یکساں معیار (Standardized Design Uniform) مقرر کیا ہے تاکہ مسافروں اور ٹرانسپورٹروں کو اڈوں پر بہتر سہولیات فراہم ہو سکیں۔

سیکرٹری DRTAs کو اس ضمن میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ مذکورہ قانون پر سختی سے عملدرآمد کرائیں جس سے صفائی کا معیار اور دیگر امور میں بہتری آئیگی۔ مزید برآں TMO صاحبان کو بھی یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ TMA کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اندر اس بات کو یقینی بنائیں کہ سی کلاس اور ڈی کلاس سٹینڈز پر مسافروں کے لئے مذکورہ قاعدہ کے مطابق بہتر سہولیات بہم پہنچائی جائیں۔

(د) جیسا کہ جز (ج) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔

بہاولپور میں خواتین کے لئے سپیشل ٹرانسپورٹ کا اجراء

*8548: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں خواتین کی سپیشل بسیں نہیں ہیں جس کی وجہ سے پردہ دار خواتین کو بس میں سوار ہونے میں دقت پیش آتی ہے؟

(ب) کیا حکومت شہر کے اندر چھوٹی ویگنیں برائے خواتین چلانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) یہ درست ہے۔ بہاولپور اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں خواتین کے لئے سپیشل بسیں نہ ہیں۔

(ب) خواتین کے لئے مخصوص چھوٹی ویگنیں چلانے کی کوئی پالیسی نہ ہے۔ تاہم ویگن کے اندر فرنٹ سیٹ خواتین کے لئے مختص ہے۔

لاہور و دیگر شہروں میں ٹرانسپورٹ کا کرایہ طے کرنے کا فارمولہ

*8613: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر اور دیگر شہروں میں سٹی بسوں کا کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ب) کیا کرایہ فاصلے کے حساب سے یا سٹاپ کے حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ج) اگر سٹاپ آدھے کلومیٹر یا اس سے کم ہے تو اس کا کتنا کرایہ ہے؟

(د) کیا حکومت کرایوں کی مد میں عوام کی بہتری کے لئے اصلاحات کرنا چاہتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ:

(الف) لاہور اور دیگر شہروں میں سٹی روٹس پر چلنے والی بسوں کا کرایہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبری SOTR-1/2-6/2000(4) مورخہ 25-03-06 کے مطابق لیا جاتا ہے جس میں فاصلے کے اعتبار سے مندرجہ ذیل پانچ سٹیجز میں کرایہ کی شرح مقرر کی گئی ہے:۔

1۔ 0 تا 4 کلومیٹر	6/- روپے
2۔ 4.1 تا 8 کلومیٹر	8/- روپے
3۔ 8.1 تا 14 کلومیٹر	10/- روپے
4۔ 14.1 تا 22 کلومیٹر	12/- روپے
5۔ 22 کلومیٹر سے زائد	14/- روپے

(روٹ کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 32 کلومیٹر ہے)

مذکورہ بالا نوٹیفکیشن کی روشنی میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز سٹاپ ٹو سٹاپ

کرایہ نامہ الگ سے جاری کرتی ہیں۔

(ب) کرایہ فاصلے کے اعتبار سے جز(الف) کے جواب میں بیان کی گئی پانچ سٹیجز میں مقررہ شرح سے لیا جاتا ہے۔

(ج) اس ضمن میں جز(الف) کے جواب میں بیان کے جواب میں بیان کی گئی سٹیجز میں سے پہلی سٹیج کا اطلاق ہو گا۔

(د) کرایوں کے اضافہ میں کئی عوامل کار فرما ہوتے ہیں یعنی تیل، سپیئر پارٹس اور دیگر Lubricants کی قیمتوں میں اضافہ، انتظامی اخراجات وغیرہ تیل کی قیمتوں میں بار بار اضافہ کے باوجود محکمہ ٹرانسپورٹ نے عوام کی سہولت کے پیش نظر کرایہ میں اضافے کو روکا ہوا ہے۔ اربن ٹرانسپوٹرز کی جانب سے کرایوں میں اضافے کی درخواست کو محکمہ نے ہمیشہ اس حوالے سے پرکھا کہ نہ تو اس سے عوام پر اضافی بوجھ پڑے بلکہ یہ ٹرانسپورٹرز کے لئے بھی قابل عمل ہو۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے اعجاز احمد پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 2001-02 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-2001 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جنوری 2007 تا 24۔نومبر 2007 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے بھی رائے اعجاز احمد صاحب ہیں یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 1999-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں چھ ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے اعجاز احمد سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

فنانس کمیٹی کی تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں کل بہت ضروری بات کہنا بھول گیا تھا۔ وہ مبارکباد دینی تھی۔ سب سے tall, graceful, handsome ظل ہما جن کو سیکرٹری قائد اعظم مسلم لیگ بنادیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسرا ہم نے اپوزیشن اور ٹریژری بنچز میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ میں فرزانہ راجہ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ سیکرٹری انفارمیشن بنی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین! رائے اعجاز احمد کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر دو دن پہلے لوکل باڈیز کا Question Hour تھا اور اس پر پارکنگ سٹینڈ کے کرائے کے حوالے سے بڑی لمبی چوڑی بحث ہوئی تھی اور راجہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ کرائے زائد وصول نہیں کئے جاتے اور ہم نے کارروائی بھی کی ہے۔ ایسا ہی ایک مسئلہ شالامار ٹاؤن کا ہے یہاں پر عابد اینڈ کمپنی کے کچھ لوگ ہیں جنہوں نے عابد اینڈ کمپنی کی رسیدیں چھپوائی ہوئی ہیں جو سکولوں اور پرائیویٹ اداروں میں جاتے ہیں اور وہاں سے پانچ پانچ ہزار روپے پروفیشنل فیس وصول کرتے ہیں حالانکہ legally نہ تو انھوں نے آکشن میں شالامار ٹاؤن سے کوئی ٹھیکہ لیا ہے۔ میں راجہ بشارت صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں یہ تھوڑا سا جو ٹاؤن کمیٹیوں کے ناظم ہیں ان کو دیکھیں۔ سمن آباد کے ناظم کے متعلق شاہ صاحب نے کہا تھا کہ اس نے سونو لال جو رقاصہ تھی اس کو دو ہار دیئے تھے۔ آج میں جب آ رہا تھا تو سمن آباد میں باقاعدہ بینر لگے ہوئے تھے جن پر لکھا ہوا تھا کہ "جرات مند قیادت اور مشرف کے سپاہی کو سلام پیش کرتے ہیں۔" یہ سمن آباد ٹاؤن کمیٹی کے ناظم کا تھا۔ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ اس کے متعلق ہم انکوائری کروائیں گے اور اگر یہ ثابت ہو گیا تو میں انشاءاللہ ہاؤس کو بھی مطلع کروں گا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ دو تین دن کے بعد یہ اسلام آباد کی ہوائیں بھی کھا کر

آئے ہیں اور وہاں سے کچھ خوشخبریاں بھی لے کر آئے ہیں اور پتا نہیں کیا کیا یہ سن کر آئے ہیں؟ میں ان سے درخواست کروں گا کہ سونو لال رقاصہ کو جس نے وہ ہار پہنائے تھے۔ کیا انھوں نے اس سمن آباد کے ناظم کے خلاف کوئی انکوائری hold کی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب! ایک تو راجہ صاحب یہ خوشخبری لائے ہیں کہ جو جماعت اسلامی والے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہی اکٹھے رہیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: انشاء اللہ جناب چیئرمین! میں آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب چیئرمین: باقی آپ جو کہتے ہیں وہ راجہ صاحب جواب دے دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہم آپ کے ساتھ ہیں بس۔

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن یہاں پر دو حوالوں سے بات کی گئی تھی۔ ایک ٹاؤن ناظم کے حوالے سے بات کی گئی تھی تو اس دن اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد میں نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے کہا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے suggest کریں کہ گورنمنٹ کو کیا کارروائی کرنی چاہئے؟ اس سلسلے میں اس وقت تک جو بھی اقدامات ہوئے ہیں وہ میں چیک کروا کر بتا سکتا ہوں کیونکہ کل صبح میں اسلام آباد گیا تھا۔ صحافی ہاؤسنگ کالونی راولپنڈی اسلام آباد کا فنکشن تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو پلاٹس کی الاٹمنٹ کے حوالے سے ایک اجلاس رکھا ہوا تھا تو میں اس میں شرکت کے لئے گیا تھا بہر حال اس سلسلے میں، میں چیک کر لوں گا۔ اس کے علاوہ یہاں پر دوسرا پوائنٹ اوور چارجنگ کے متعلق کہا گیا تھا۔ چند دوستوں کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ بعض جگہوں پر اوور چارجنگ ہو رہی ہے اور بعض جگہوں کا کہا گیا تھا کہ وہاں پر بورڈ آویزاں نہیں ہیں۔ اس سب کچھ کے لئے ہم نے باقاعدہ انکوائری کے آرڈر کر دیئے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اگلے اجلاس میں آپ کو اسی معزز ایوان میں یہ معلومات فراہم کروں گا کہ آج یعنی جس دن آپ نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اس کے بعد کتنے ٹھیکیداروں کے خلاف اوور چارجنگ کے سلسلے میں کارروائی ہوئی اور کتنے لوگوں کے خلاف غیر منظور شدہ پارکنگ سٹینڈز بنانے پر کارروائی ہوئی؟ یہ سب تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں، میں اس معزز ایوان میں بتاؤں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بھٹی صاحب کھڑے ہیں۔ان کو بھی سن لیا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئرمین!ایہہ گل کر لین میں فیر کر لاں گا۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!آپ بات کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین!یہاں پر جناب وزیر کوآپریٹو تشریف رکھتے ہیں۔پورے صوبہ پنجاب میں ایک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی "دی پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی" ہے۔اس کے صدر ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب ہیں۔اب اس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا حال یہ ہے کہ وہاں کے پندرہ سولہ پلاٹوں پر جو مختلف غریب سرکاری ملازمین کے پلاٹ ہیں ایک مسلم لیگ(ق)ہی کے ایک غنڈہ نما جو یونین کونسل کا ناظم ہے اس نے ان پر قبضہ کر لیا ہوا ہے۔ایک ہفتہ ہو گیا ہے ان پر قبضہ کیا ہوا ہے۔اس پر دیواریں بنا دی گئی ہیں۔میں خود اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں رہتا ہوں۔وہاں پر ہر وقت پندرہ بیس گن مین بیٹھے ہوتے ہیں۔میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک ایسی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی جس کا صدر پنجاب کا ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہو اس کے under اگر امن و امان کی یہ حالت ہو گی اور وہاں پر اس طرح کا ظلم ہو گا تو باقی اداروں کا کیا بنے گا؟میں درخواست کرتا ہوں کہ کرنل انور صاحب جو وزیر کوآپریٹو ہیں، بہت اچھے منسٹر ہیں، محنت کرتے ہیں،ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں وہاں پر فوری کارروائی کروائیں اور جو سوسائٹی کے غریب سرکاری ملازمین کے پلاٹوں پر قبضہ کیا گیا ہے وہ قبضہ واپس لیں۔وہاں پر راتوں رات دیواریں بنا دی گئی ہیں اور پندرہ بیس گن مین ان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے والا نہیں ہے۔اس سوسائٹی کے سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ میں نے خود اے ایس پی صاحب کو کہا ہے، ساری پولیس کو کہا ہے کوئی ہماری سنتا نہیں ہے۔ہم کیا کریں؟میں درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی خصوصی کارروائی کی جائے۔اس کا ذرا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب!کیا آپ اس سے پہلے وزیر صاحب سے ملے ہیں یا بات کی ہے،ان کے علم میں یہ بات ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: میں نے ان سے پہلے بھی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی،وزیر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اس سلسلے میں میری توجہ دلائی ہے۔ چونکہ ابھی on the floor of the House پر بھی یہ point out کر دیا گیا ہے تو ہم انشاء اللہ اس کے متعلق انکوائری کروالیں گے کہ کون آدمی ہیں جو illegal occupant کر رہے ہیں کیونکہ سوسائٹی کی طرف سے شکایت موصول نہیں ہوئی، شاہ صاحب نے یہ کی ہے۔ ہم اس کی انکوائری کروالیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جمعہ تک اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں تاکہ پتا چلے اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں جو ایک ہاؤسنگ سوسائٹی ہے اس میں یہ law less ness نہیں ہونی چاہئے۔ جی، وزیر خوراک صاحب! آپ نے کوئی ملوں کا وعدہ کیا تھا اس میں آپ کے پاس کوئی پیشرفت ہے؟

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! آپ بطور چیئرمین کوئی حکم کریں تو کسی کی جسارت ہے کہ وہ کام نہ کرے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ شوگر کین کے متعلق وہ کمیٹی تھی اس کے متعلق آپ فرمائیں۔

وزیر خوراک: آپ ماشاء اللہ بڑے dioramic قسم کے چیئرمین ہیں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں ساری تفصیل لی ہے۔ اس وقت 40 میں سے 39 شوگر ملیں پورے صوبہ پنجاب میں کام کر رہی ہیں اور ایک بند ہے۔ ان میں سے نو شوگر ملیں چل پڑی ہیں اور ان پر کرشنگ شروع ہو گئی ہے، کماد آ رہا ہے اور شوگر بن رہی ہے۔ 30 ملوں کے بوائلر on کر دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر اندر ساری کام کرنا شروع کر دیں گی اور کسی قسم کی شکایت زمینداروں کی طرف سے آپ کو انشاء اللہ موصول نہیں ہو گی۔ میں آپ کو on the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو شوگر ایکٹ تھوڑا سا پیش کرنا چاہوں گا تاکہ یہ روز روز کی confusion دور ہو جانی چاہئے۔ یہ 2006-07 کے بارے میں start of crushing season شوگر ایکٹ کیا کہتا ہے:

> According to the provision of the Punjab Sugar Factories Control Act 1950. Crushing season of the Sugar cane commences from on the 1st

> October any year and the occupier of the factory shall start crushing of sugar cane by a day not later than 30th November each year. The provisions of the relevant sections are reproduced below...

نیچے وہ ساری دی گئی ہیں۔ یہ 30۔نومبر تک ان کا آخری دن ہوتا ہے۔ اس سے پہلے ان کے خلاف legal action نہیں لیا جا سکتا۔ 30۔نومبر کے بعد ہم ان کے خلاف legal action بھی لے سکتے ہیں۔ میرا مقصد تھا کہ آپ کو ساری پوزیشن ذرا واضح کر دوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بھٹی صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئرمین! میں جناب دے، ایس سارے معزز ہاؤس دے، پنجاب دے پریس دے سامنے اک بڑا ای گھناؤنا اور خوفناک منصوبہ گزشتہ تناں چوں مہینیاں توں میرے نال کجھ سرکاری بندے کھیل رہے نیں۔ سرکاری بندے او نیں جیہڑے ضلع لاہور دے مسلط کیتے ہوئے ناظم نیں جنہاں نے ڈیڑھ سو سیٹاں وچوں پوری حکومتی مشینری استعمال کر کے صرف 40 سیٹاں جیتیاں تے 80 سیٹاں دے رزلٹ تبدیل کیتے فیر او ضلع ناظم لاہور بنے۔ ایہہ جدوں دے ضلع ناظم لاہور بنے نیں ایہناں دا پتا نہیں میں کیہ نقصان کیتا۔ ایسے خوفناک طریقے نال میرے گرد ایہہ گھیرا تنگ کر رہے نیں۔ اج توں تن چار مہینے پہلے میرے حلقہ رائے ونڈ وچ اک میری ای برادری دا ناظم سیاسی طور تے میرا مخالف سی، او میرے بچیاں طرح سی، میرا پہلے ووٹر سپورٹر وی رہیا، میری تھاں تے نعرے وی لگاندا رہیا، ایسے میاں عامر نے اوہنوں انگلاں شنگلاں دے کے میرے سامنے کھڑا کیتا ہویا سی، تن چار مہینے پہلے اوہنوں اپنے بڑی اک گہری سازش دے ذریعے قتل کروایا، اوہدی بیوی دے ذریعے جیہڑی کہ پرانی اوہدی کئی سالاں توں واقف سی، اوہدے باپ دے ذریعے اک سازش دے ذریعے قتل کروا کے اپنے ہی گھر دے وچ بہہ کے اومدعی بنے نیں وی وی، بائی بائی سالاں دے، اوہناں نوں اپنے ورغلاں کے، حکومتی رعب دے کے میرے اور میرے تے بھراواں تے پرچہ کرا دتا۔ میں پورا علاقہ مدعیاں دے گھر بھیجیا کہ میرا کوئی گناہ نہیں، میرا کوئی

تعلق نہیں، میرا ایہہ پیٹیاں طرح سی، سیاست اک خدمت اور عبادت داناں اے۔ میں سیاست نوں نہیں سمجھدا کہ ایہدے وچ قتل و غارت یا خون دا کوئی تعلق اے۔ جیہڑے لوک قتل کر دے نیں اوہ سیاستدان نہیں رہندے اور نہ اوہناں نوں لوک ووٹ دیندے نیں۔

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! یہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ راجہ صاحب! کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے؟

جناب عبدالرشید بھٹی: چیئرمین صاحب! میں دسناں آں۔ میں اگر اج بولن لگاں تے میں ساریاں دے علم وچ لیا کے بولن لگاں واں۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! رشید بھٹی صاحب میرے بھائی ہیں۔ یہ معاملہ پہلے سے ہمارے نوٹس میں ہے، اس سلسلے میں ہم پہلے بھی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید کوشش کریں گے کہ اس میں مزید کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو یا کسی لحاظ سے بھی محترم رشید بھٹی صاحب کے ساتھ کوئی کسی قسم کی زیادتی نہ ہو سکے۔ میرے لئے یہ انتہائی قابل احترام ہیں، میرے بھائی ہیں میں اب بھی ان کو آپ کی وساطت سے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔ رہی بات یہ کہ جس واقعے کی یہ مزید تفصیل بتانا چاہتے ہیں میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا وہ مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی اور بات بھی ہو گی تو اسے بھی ہم طے کر لیں گے لیکن میری استدعا ہو گی کہ پہلے ذرا ہم آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! یہ مناسب تجویز ہے۔ اگر آپ کی بات راجہ صاحب کے ساتھ طے نہ ہو سکی تو کل ہم آپ کو دوبارہ time دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رشید بھٹی صاحب کو بات کرنے دیں۔ راجہ بشارت صاحب ان کی بات یہاں سن لیں۔ اب یہ معاملہ ہاؤس میں آ گیا ہے۔ بھٹی صاحب نے اس معاملے کو ہاؤس میں رکھ دیا، اب یہ ہاؤس کا حق ہے لہذا بھٹی صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: اس پر فیصلہ تو حکومت نے ہی کرنا ہے۔ اگر راجہ صاحب بھٹی صاحب کو مطمئن نہ کر سکے تو پھر وہ آگے اس کا کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے کہ مزید کیا کرنا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہر فاضل ممبر کا یہ right ہے کہ وہ point of order پر بات کرے۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ انھوں نے اپنی بات شروع بھی کر لی ہے لہذا اب انھیں اپنی بات کو مکمل کرنے دیں۔ بھٹی صاحب! آپ ذرا اپنی بات کو مختصر کریں۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب چیئرمین! میں مختصراً بات کرتا ہوں۔ راجہ صاحب وی میرے بھائی نیں، بہت اچھے آدمی نیں، میری ہمیشہ سندے نیں تے ایہناں میری ہمیشہ عزت کیتی اے، احترام کیتا اے۔ ایس کم دے وچ وی ایہہ involved ہوئے نیں۔ ایہناں پچھلے اجلاس دے وچ DIG Investigation لاہور نوں ایتھے بلوایا۔ جہڑا متعلقہ SP تفتیش کر رہیا اے اوہنوں بلوایا۔ ایہناں ساڈے چند ایم پی ایز دے سامنے اوہناں نوں پچھیا کہ بھئی ایمانی قرآنی دسو کہ اس کیس دے نال ایہناں دا کوئی تعلق ہے؟ اوہناں نیں آکھیا کہ ایمانی قرآنی تے کوئی تعلق نہیں اے۔ ساری تفتیش وچوں ایہہ بے گناہ پائے گئے نیں۔ راجہ صاحب نے اوہناں نوں آکھیا کہ فیر ایہناں نوں بے گناہ لکھ لیاؤ۔ ایہہ گل وکھری اے، مینوں بے گناہ نہ لکھن، بے شک پھاہے لا دین۔ جناب میں جہڑی گل کرناں چاہناں اوہ ہور اے۔ گل بہت serious اے، گل ایہہ آ، مینوں لاہور پولیس دے اعلیٰ افسران نے دسیا اے کہ میاں عامر تے سردار کامل عمر نیں تیرے قتل دے واسطے 50 لکھ روپیہ دے دتا اے۔ مینوں پولیس نیں چھ اشتہاری بندیاں دے ناں وی دسے نیں۔ میں ایہہ گل جناب دے نوٹس وچ لیانا چاہناں واں۔ میرے پچھے ایہناں نے اشتہاری چڑھائے ہوئے نیں تے میں کسے ویلے وی قتل ہو سکناں واں، میرا کوئی بھرا قتل ہو سکدا اے۔ میں ایس گلوں تہاڈے نوٹس وچ لیانا چاہناں کہ ریکارڈ وچ رہوے کہ میرا یا میرے بھراواں وچوں کسے دا وی نقصان ہویا تے اس دے ذمہ دار ایہہ ہون گے۔ اگر راجہ صاحب آکھن گے، اسمبلی آکھے گی تے میں لاہور پولیس دے اوہناں ذمہ دار افسراں دے ناں وی دس دیاں گا کہ فلاں فلاں بندے نے 50 لکھ روپیہ بھر دتا اے ایس واسطے توں اپنا اپاہ کر لے۔ میں آکھیا کہ تسیں اپاہ کرو۔ اوہناں آکھیا کہ نئیں توں اپنی security دا بندوبست خود کر۔ میں ایس گلوں جناب نوں دس رہیا آں۔ راجہ صاحب یا وزیر اعلیٰ پنجاب سب میری گل سنن گے لیکن جناب کم اس توں اگے ٹر گیا اے۔ کجھ لوگ ریاستاں دے اندر اپنیاں ریاستاں بنائی بیٹھے نیں۔ جنہاں دی اوقات خود بی ڈی ممبر منتخب ہون دی نئیں اے لیکن لاہور دے عوام دی ایہہ بد قسمتی اے کہ ایہو جئے جاہل، ان پڑھ تے کرپٹ آدمی ضلع ناظم بن کے بیٹھے ہوئے نیں تے لوکاں

کولوں قتل و غارت گری کروانڈے پئے نیں۔ مینوں کس گل دی سزا دتی گئی اے۔ میرے خلاف پرچہ کیوں کرایا گیا، میری اک دشمنی کیوں پوائی گئی اے؟ صرف ایس بندے دی ذاتی انا دی خاطر ایہہ سب کجھ ہوندا پیااے۔ پورے لاہور دی پولیس گواہ اے، پورے لاہور دی پولیس کہندی اے، ہر فورم تے کہندی اے کہ میں بے گناہ واں لیکن مینوں بے گناہ لکھدے نئیں۔ چیئر مین صاحب! میں صرف اس سنگینsituationنوں تہاڈے نوٹس وچ لیاناں چاہندا ساں۔ ایہناں دا حل راجہ صاحب کول نئیں۔ پیسے تے اوہ چکائی پھردے نیں۔ لاہور پولیس وچ اینی جان نئیں، ہمت نئیں کہ اوہ میاں عامر نوں پھڑ سکے کیونکہ اوہ اپنے آپ نوں پتا نئیں کتھے کتھے منسوب سمجھدا اے۔ میں تہاڈے ساریاں دی وساطت نال عرض کرناں آں کہ میں بہت شریف آدمی آں، بہت لساآدمی آں، بہت ماڑا آدمی آں لیکن کوئی وی بندہ اگر طاقت دے نال مینوں جھکانا چاہے تے میں کدی وی نئیں جھکاں گا، میں مر جاواں گا، جھکاں گا نئیں۔ میں راجہ صاحب تے حکومت پنجاب نوں واضح طور تے کہناں چاہناں آں کہ میں چار سال تک بڑے بڑے ظلم سہے نیں، میں بہت دکھ سہہ لے نیں۔ ہن میں مزید اک لمحہ وی کجھ سہن نوں تیار نئیں۔ جعلی ضلع ناظم اٹھ کے میرے خلاف جعلی پرچے کراوے میں ہن ایہہ برداشت نئیں کر سکدا۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن بنچز کی طرف سے آوازیں آئیں کہ ادھر آ جائیں)

میں ایتھے ای آں، تسیں وی ایتھے ای او، میں وی ایتھے ای آں۔ آپاں سارے اکو کجھ آں۔ نہ تہاڈے وچ کوئی گل اے تے نہ ساڈے وچ کوئی گل اے۔ گل کتھے ہو رہی اے۔

جناب چیئر مین! ایہہ جہڑیsituationایہناں بنا دتی اے ایہہ صحیح نئیں اے۔ جہڑے اس بچے دے قاتل نے اوہ دندناتے پھردے نیں، اوہ میاں عامر دے گھر پھردے پئے نیں، اوہناں نوں کوئی پچھدا نئیں اے۔ اوناں نوں کیوں نئیں پچھیا جاندا؟ کجھ دن پہلے اک پریس کانفرنس ہوئی۔ اس مقتول گوگے دے گھر جہڑی اک سال ملازم رہی، اوہدیاں دو بچیاں ملازم رہیاں۔ اوہناں نے تن چار دن پہلے اک پریس کانفرنس کیتی اے۔ سارے قومی اخباراں وچ آیا اے کہ ایہناں نیں اوہدیاں دو بچیاں اغواء کیتیاں ہویاں نیں۔ اوہنے کہیا اے کہ ایس عورت نے ایہہ قتل کروایا اے تے اوہ اس دی چشم دید گواہ اے۔ اوہدی بیٹیاں گواہ نیں لیکن لاہور پولیس چپ کر کے، ٹھنڈی نیندراں سُتی ہوئی اے کیونکہ ایہدے وچ ضلع ناظمinvolvedایہہ۔ جدوں انصاف دی ایہہ حالت ہووے کہ ضلع ناظم قاتل بن جائے تے فیر کی آکھیے۔ میں اک حکومتی ایم پی اے آں تے میرے نال لاہور

پولیس غنڈہ گردی دی آخیر کر رہی اے۔ اصل قاتلاں نوں چھڈیا ہویا اے، موجاں لین دے رہی اے تے میرے پچھے چڑھے ہوئے نیں۔ رب راکھا۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، گجر صاحب!

چوہدری اصغر علی گجر: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بھٹی صاحب نے جو معاملہ پیش کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایوان کے اندر اس سے زیادہ serious معاملہ کسی نے ذاتی طور پر اس سے پہلے کبھی پیش نہیں کیا۔ آپ نے بھی ایک دفعہ ایسی ہی بات اپنے متعلق کہی تھی۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم اپوزیشن والے اس لئے خوش ہوں گے کہ حزب اقتدار کے بنچز کی طرف سے مخالف کی بات آئی ہے۔ بالکل ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ان کی ذات کا معاملہ ہے خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اس کے بعد پھر کچھ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بھلا پھر بھٹی کے سب قاتلوں کو پھانسی لگا دیا جائے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ فائدہ اس میں ہے کہ ابھی سے ہی اس کا کوئی ایسا بندوبست کیا جائے کہ یہ جو حالات ہیں انھیں کسی نہ کسی طریقے سے درست کیا جائے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ لاہور کا ناظم واقعی powerful ہے اور میرا خیال ہے کہ راجہ بشارت اور وزیر اعلیٰ کی طاقت سے وہ بالا تر ہے۔ اس کی پشت پر صدر پاکستان کا ہاتھ ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جائے۔ اگر اس معاملے کو صدر پاکستان تک بھی لے جانا پڑے تو ضرور لے جایا جائے تاکہ اس کا تدارک ہو سکے۔ ایک ایم پی اے نے ایوان کے اندر اپنے متعلق یہ بات کہی ہے کہ میری جان کے پچاس لاکھ روپے دیئے جا چکے ہیں تو اس کا ازالہ ہونا چاہئے، ان کا تحفظ ہونا چاہئے۔ اس معاملے کو نکھارا جانا چاہئے۔ اگر ان کو آپس میں بٹھا کر کوئی معاملہ طے ہو سکتا ہے تو یہ زیادہ بہتر طریقہ ہو گا تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب چونکہ یہ معاملہ اس ایوان کے اندر اٹھایا گیا ہے اب پورا ایوان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ رشید بھٹی صاحب کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ آج کے بعد اگر رشید بھٹی یا اس کے بھائیوں کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے گا تو ہم سب اس کے مجرم قرار دیئے جائیں گے بصورت دیگر ہمیں اس کی اصلاح کی کوئی صورت آج ہی نکالنی چاہئے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ ویسے تو آج تقریباً چار سال مکمل ہو گئے ہیں اور چار سال کے بعد بھٹی صاحب کی گزارشات سے جس قسم کی

صورتحال سامنے آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب اور وزیر قانون صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔وہ چار سال تک جس قسم کے لاء اینڈ آرڈر ، جس قسم کی transparency، اچھی حکومت، good governance کا پورے صوبے اور ایوان کو یقین دلاتے رہے ہیں حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔آج جو صورتحال ان کے اپنے ایک ممبر نے یہاں بیان کی ہے وہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور امن و امان کی صورتحال کی خرابی کیا ہو سکتی ہے؟ جناب! یا تو آپ انھیں وقت نہ دیتے۔جب آپ نے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا وقت دے دیا اور انھوں نے جو باتیں کی ہیں وہ اب اس ہاؤس کی کارروائی کا حصہ بن چکی ہیں۔اب یہ بالکل unnoticed نہیں جانی چاہیئں ورنہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ یہ ایوان صرف ایک discussion house ہے ،یہاں پر صرف بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس کی اور کوئی وقت نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ (74) Rule کی طرف دلانی چاہوں گا۔آپ اس وقت چونکہ preside کر رہے ہیں لہذا آپ کو وہ تمام powers حاصل ہیں جو کہ سپیکر کو ہوتی ہیں تو رولز آف بزنس کے رول۔74 میں درج ہے کہ:

> **74. Reference by the Speaker:** Notwithstanding anything contained in these rules, the Speaker may refer any question of privilege to the Committee on Privileges for examination, investigation and report.

میری گزارش ہے کہ ایک ممبر کی جان کی حفاظت سے زیادہ یا کم اور اس کی کیا privilege ہو سکتی ہے؟ جب انھوں نے specifically اور categorically یہ کہا ہے کہ میرے پاس ان پولیس افسران کے نام موجود ہیں اگر وہ ان کے نام ہاؤس میں نہیں بتانا چاہتے تو وہ کمیٹی کے سامنے بتا دیں کہ جنھوں نے کہا ہے کہ آپ کو مارنے کی فلاں فلاں اشتہاریوں کی ذمہ داری ہے اور ضلع ناظم نے ان اشتہاریوں کو 50 لاکھ روپیہ ادا کیا ہوا ہے۔یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ وہی ڈسٹرکٹ ناظم ہے جس کے گھر آ کر صدر تین تین گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز ممبر کی جان کی حفاظت سے بڑھ کر اور اس سے کم اور کوئی question of privilege نہیں ہو سکتا۔آپ کو یہ power حاصل ہے۔اس پر investigation ہونی چاہئے اور اسے examine کرنے کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایگریکلچر مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! رشید بھٹی ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور میں اس ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کے خیالات بھی ان کے ساتھ ہیں۔ ہم رشید بھٹی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی تو یہ ایوان اور ان کے ساتھی ان کے ساتھ رہیں گے اور ان کے ہر دکھ درد میں شریک رہیں گے۔ جہاں تک رانا ثناء اللہ یا اپوزیشن کے دوسرے ممبران نے یہ معاملہ اٹھایا ہے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صدر یا کسی اور کا معاملہ نہیں ہے بلکہ مقامی سطح پر سیاست ہوتی ہے اور مقامی سطح پر ہی باتیں ہوتی ہیں۔ ہم بالکل رشید بھٹی کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ میں اس ایوان کو اور بھٹی صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم ہر مسئلے اور ہر جگہ پر ان کا ساتھ دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، مخدوم اشفاق صاحب!

وزیر برائے تحفظ ماحولیات: جناب چیئرمین! رانا صاحب نے ابھی جو بات کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ چونکہ یہ معاملہ ایوان میں اٹھایا گیا ہے تو ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی اپوزیشن کے رکن سے بھی اس طرح کوئی زیادتی کرتا ہے یا ان کی جان کو خطرہ ہے تو ہم سب مل کر اس کا ساتھ دیں گے۔ یہ معاملہ بہت serious ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب چیئرمین! جس طرح بھٹی صاحب نے بتایا ہے میں بھی اس ہاؤس میں ایک مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ میں آزاد الیکشن لڑ کر اس پارٹی میں شامل ہوا تھا بعد میں مجھے کہا گیا کہ اس ڈسٹرکٹ ناظم کو support کرو لیکن میں نے کہا کہ یہ جمہوری طریقہ نہیں ہے اور ہمارا امیدوار فلاں ہے اور دونوں ایک ہی پارٹی کے ہیں اس لئے انھیں open چھوڑ دیا جائے let people decide لیکن مجھے کہا گیا کہ اسی کو کرو تو میں نے بات ماننے سے انکار کر دیا۔ تو مجھے پارلیمانی سیکرٹری سے demote کیا گیا اور میرے گھر پولیس بھیج کر اسی دن گاڑی اٹھوائی گئی۔

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

جبکہ قانون یہ کہتا ہے کہ ہمیں خود پندرہ دن کے اندر گاڑی واپس کرنی چاہئے تھی لیکن جو کچھ میرے ساتھ کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری insult ہے بلکہ تمام ممبران کی insult ہے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ حکم مانیں۔ جمہوری طریقہ لوگوں کی رائے ہے لیکن ایک آدمی کو جتوانے کے لئے جنرل کے کاغذات کو reject کروایا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے گھر پولیس بھیجی گئی اور مجھے demote کیا گیا۔ میں اسے resent کرتا ہوں and I take it as personal insult میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کرنے کے یہ طریقے نہیں ہیں۔ اس لئے میں یہ وارننگ دیتا ہوں کہ جو پارٹی بھی حکومت میں ہو جب وہ کسی پر personal attack کر رہی ہو یا غیر جمہوری طریقے اختیار کر رہی ہو تو اسے خیال کرنا چاہیئے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جس طرح رشید بھٹی صاحب نے تفصیلاً بات کی ہے اور آپ نے ایوان میں ممبران کا concern بھی دیکھ لیا ہے۔ انھوں نے اپنی گفتگو کے دوران یہ بھی کہا کہ موجودہ حکومت نے پورے لاہور کے اندر دھاندلی کی اور ناظمین کی 40 سیٹوں پر پوری مشینری کا استعمال کیا گیا اور 80 سیٹوں کے رزلٹ تبدیل کروائے گئے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں پر بھٹی صاحب نے categorically کہا کہ ڈسٹرکٹ ناظم کے الیکشن کے 80 سیٹوں کے رزلٹ تبدیل کروائے گئے اور وہاں پر اپنے من پسند افراد کو جتوایا گیا۔ حکومتی بنچز سے ہی ہمارے دوسرے ساتھی نے بھی کھڑے ہو کر بات کی کہ ان کے ضلع میں ڈسٹرکٹ ناظم کو جتوانے کے لئے ان پر زور دیا گیا اور جب انھوں نے جمہوریت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں ضلع ناظم کی support نہیں کرتا تو پھر پارلیمانی سیکرٹری شپ سے ان کی چھٹی کروا دی گئی اور ان کے گھر پولیس بھیج کر زبردستی ان کی گاڑی چھینی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہم شروع دن سے لے کر آج تک یہ بات کرتے آ رہے ہیں کہ ڈکٹیٹر شپ کسی طرح بھی ملک کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح یہاں پر ممبران کے ساتھ زیادتیاں کی گئیں۔ اب ممبران کو یقین ہو چکا ہے کہ اب اس حکومت کی بساط لپیٹی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمہوریت کا دور دورہ ہو گا اس لئے ان میں یہ بات کہنے کی ہمت پیدا ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو دو ممبران نے بات کی ہے یہ موجودہ حکومت اور موجودہ سسٹم کے خلاف بہت بڑی چارج شیٹ ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور باقی ممبران سے بھی کہتا ہوں کہ اگر ان کے ضمیر زندہ ہیں اور ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ بھی میدان میں آئیں اور یہاں پر یہ بات سامنے رکھیں۔ رشید بھٹی صاحب ہمارے بڑے بھائی اور قابل احترام ہیں۔ ہم اپوزیشن اور حکومتی چکروں میں نہیں پڑتے بلکہ ہم تو ایک دوسرے کی عزت اور احترام کی بات کرتے ہیں۔ جیسا کہ رانا ثناء اللہ خان

صاحب نے آپ کو رولز آف بزنس کا حوالہ دیا ہے اگر آج آپ نے ہمارے معزز ممبران کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو ignore کر دیا اور ایوان نے اس پر کوئی action نہ لیا تو پھر یہ روایت بن جائے گی کہ پولیس جس ممبر کو چاہے ہراساں کرے۔ چاہے اشتہاری اس کے سر کی قیمت لے لے لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہو گا۔ بھٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور ضلع ناظم کی گود میں بیٹھے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ چونکہ اب آپ نے ہاؤس کا concerned دیکھ لیا ہے اس لئے آپ اس معاملے پر ہاؤس کی ایک سپیشل انوسٹی گیشن کمیٹی بنائیں اور اسے ایک specific period دیا جائے جس میں وہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے تاکہ دونوں ممبران کے ساتھ جو پولیس گردی ہو رہی ہے اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ بہت شکریہ

چودھری تسنیم ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: پلیز! تشریف رکھیں۔ اب اس کو wind up کریں۔ پارٹی ہیڈ وزیر اعلیٰ ہیں وہ کسی کو پارلیمانی سیکرٹری / وزیر بنائیں یا نکالیں وہ ان کی صوابدید ہے۔ اگر ان سے زیادتی ہوئی تھی تو انھوں نے point out کیوں نہیں کیا تھا۔ جہاں تک رشید بھٹی صاحب کی بات کا تعلق ہے اس کا جواب راجہ بشارت صاحب دیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب چیئر مین! پولیس گھر پر بھیجنا کہاں کا انصاف ہے؟

جناب چیئر مین: اگر پولیس نے زیادتی کی تھی تو آپ تحریک استحقاق لاتے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ پلیز! بگو صاحب بات سنیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اپنے فیصلے سے پہلے حکومت کا جواب آنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! پہلے میری بات سنیں۔ میں ہاؤس کا کسٹوڈین ہوں۔ جب سے یہ مجھے پینل آف چیئر مین بناتے ہیں تو میں کبھی پارلیمانی میٹنگ میں بھی نہیں گیا۔ میں اپنا توازن قائم رکھتا ہوں اور الحمد للہ میں نے کبھی بھی تجاوز نہیں کیا۔ جب کسی کی تحریک استحقاق آتی ہے تو میں بغیر کسی کی بات سنے اسے منظور کرتا ہوں۔ اگر ان کی تحریک استحقاق آئی ہے اور اس Chair

نے منظور نہیں کی تو پھر آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ جہاں تک بھٹی صاحب کے معاملات کا تعلق ہے میری بھی دشمنی چلتی تھی۔ میں نے شروع میں راجہ صاحب سے کہا تھا کہ اب راجہ صاحب اس معاملے کا حل نکالیں گے کیونکہ ہم نے تو وزیر قانون کو کہنا ہے اور راجہ صاحب ہی وزیر قانون اور پارلیمانی امور ہیں۔ میں نے شروع میں ان کو directionدی تھی۔ راجہ صاحب!آپ اس کا جواب ابھی دیں گے یا کل؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!میں ابھی اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئر مین: جی، جواب دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین!آپ تو ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ایک فاضل رکن نے، ایک گھر کے بھیدی نے بات کی ہے تو میری درخواست ہے کہ اگر لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو ان کو دینے دیں اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں۔

جناب چیئر مین: انھوں نے پارلیمانی سیکرٹری بدلنے کی بات کی ہے اور یہ وزیر اعلیٰ کا اختیار ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ان کو اختیار ہے لیکن جو بات معزز رکن کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: پلیز!تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ جناب چیئر مین!میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رشید بھٹی صاحب نے جو کچھ فرمایا سارا معاملہ وہاں سے شروع ہوا تھا اس وقت میں نے ان کی بات کو کاٹتے ہوئے مداخلت بھی کی اور جناب کی خدمت میں بھی استدعا کی یہ ہمارے نوٹس میں ہے اور ہم اس پر پہلے سے کارروائی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محترم بھائی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔آپ نے بڑا rightly observe کیا کہ ہمارے ایک اور محترم ممبر نے ایک سال پرانی بات کو آج یہاں ایوان میں کہہ دیا تو اس ایک سال کے دوران بے شمار ایسی developments ہوئی ہیں۔ پارلیمانی پارٹی اور اس معزز ایوان کے اجلاس بھی ہوتے رہے ہیں لیکن انہوں نے بات نہیں کی میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات کا جواب دینے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ میں جناب اور اس معزز ایوان کو رشید بھٹی صاحب کے مسئلے پر مطمئن کروں۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے ابتداء میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے دن سے ہمارے نوٹس میں ہے اور ہم اس پر کارروائی کر رہے ہیں۔یہاں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ دیکھیں کہ اب تین ساڑھے تین مہینے ہو گئے ہیں۔ ہمارے محترم بھائی کو اس مقدمے میں غلط طور پر ملوث کرنے کی کوشش کی گئی۔ان کے حکم پر جیسا کہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے۔یہاں پر میں نے ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کو بھی بلوایا اور دیگر متعلقہ جو تفتیشی آفیسر تھے ان کو بھی بلوایا۔انہوں نے ہمارے محترم بھائی کے سامنے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ ان کو اس مقدمے میں غلط طور پر ملوث کیا جا رہا ہے۔اسی کی بنیاد پر آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ دوسری بات جس کا انہوں نے یہاں پر ذکر کیا ہے کہ اگر وہ اس مقدمے میں ملوث نہیں ہیں، پولیس کو اس بات کا علم ہے کہ وہ بے گناہ ہیں تو پولیس ان کی بے گناہی سے متعلق final ضمنی کیوں نہیں لکھ رہی؟ یہ ان کا کہنا درست ہے اور یہ دو دن پہلے بھی انہوں نے مجھے کہا تھا۔ We will ensure کہ پولیس کی اس وقت تک جو بھی investigation ہوئی ہے اس کا جو بھی نتیجہ نکلا ہے اس کے مطابق پولیس اس کیس کو finalized کرے۔اگر میرے بھائی کے متعلق final version پولیس کی یہ ہے کہ یہ بے گناہ ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ It will accordingly be decided۔

دوسری میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ اصغر گجر صاحب اور رانا ثناء اللہ خان نے بھی فرمایا کہ ایک معاملہ ہاؤس میں آیا۔ہاؤس کے نوٹس میں آنے کے بعد یہ ہم سب کی اور خاص طور پر حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جن خدشات کا اظہار میرے محترم بھائی نے کیا ہے ہم ان خدشات کو دور کریں۔اس بات کی گارنٹی کوئی بھی نہیں دے سکتا۔زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن انسانی طور پر جو ممکنہ کوشش ہو سکتی ہے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومتی سطح پر جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اس کے ازالے کے لئے ہم کارروائی کریں گے۔

تیسری بات جو انہوں نے کسی خاص حوالے سے کی ہے کہ ان کی involvement کی وجہ سے ہو رہا ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور استحقاق کمیٹی کو معاملہ بھیج دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور میں آپ کو اس معاملے کی مکمل رپورٹ تحقیقات کے بعد دوں گا اور اس کے بعد اگر یہ بات ثابت ہو جاتی

ہے کہ involvement ہے کسی کی مداخلت کی وجہ سے ان کو ہراساں کیا جا رہا ہے پھر آپ اس کے بعد اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں مجھے اعتراض نہیں ہو گا لیکن اگر آپ مجھے preliminary تھوڑی سی انکوائری کروانے کے لئے موقع دیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اس معزز ایوان اور معزز رکن کی تسلی کے مطابق معاملات کو آگے چلایا جائے گا لیکن ایک بات یہاں پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے دوستوں نے لاء اینڈ آرڈر کی situation کے حوالے سے بات کی ہے، involvement کے حوالے سے بات کی پولیس کے under pressure ہونے کے حوالے سے بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو ضرور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ پولیس نے جو investigation اس وقت تک کی ہے وہ independently کی ہے۔ چونکہ اس وقت تک میرے معزز بھائی نے ایک بیان دیا ہے اور باوجود اس حقیقت کے بقول ان کے کہ ڈسٹرکٹ ناظم ان کی مخالفت کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود پولیس کا ان کو بے گناہ تسلیم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں ہے۔ یہ بات آپ کو تسلیم کرنی پڑے گی اس لئے میں اب بھی یقین دلاتا ہوں کہ خواہ کوئی ڈسٹرکٹ ناظم ہو، کوئی بھی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کے تقاضوں کو انشاء اللہ ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اس وقت ایوان میں چونکہ ایک معزز رکن کے بارے میں بات ہو رہی ہے لیکن میں اس کے علاوہ بھی آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی کی بے جا مداخلت کسی کے اثر ورسوخ کے باعث کسی بے گناہ کو کسی بھی مقدمے میں ملوث کرنا یا اس کو اس طرح سے پریشان کرنا ہماری پالیسی نہیں ہے ہم نے کیا ہے اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے کریں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ اگر آج میرے سپرد کریں گے تو میں اس ایوان اور معزز رکن کی تسلی کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی رپورٹ دوں گا اور We will ensure کہ میرے بھائی کی تسلی ہونی چاہئے ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ابتدائی طور پر prima facie اس بات کی Inquiry to the satisfaction of Bhatti Sahib جو کہ ہمارے معزز رکن ہیں یہ آپ کر لیں اور اس کے بعد آپ یہ رولنگ فرما دیں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: میری عرض سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری گزارش بھی یہی ہے کہ اس کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں

پیش کریں اور اگر وہ satisfied نہ ہوں تو انہوں نے جیسا کہ تسلیم کیا ہے کہ یہ معاملہ investigation کے لئے استحقاق کمیٹی کو بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ایوان کی جو رائے ہے اور راجہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ اگلے اجلاس تک اس کی رپورٹ پیش کریں گے اور اگر یہ ہاؤس اس سے مطمئن نہ ہوا تو اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا یا پھر اس پر سپیشل کمیٹی بنا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: اس وقت تک تو نئی اسمبلی آجائے گی۔

جناب چیئرمین: نئی اسمبلی آئے گی تو دیکھا جائے گا یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب والا! میں سارے ہاؤس دے معزز دوستاں دا بہت ای مشکور آں جنہاں میری گل نوں وزن دتا۔

رانا آفتاب احمد خان: ہور ادھر جاؤ۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جے ادھر ناں ہونداں تے ہور گل وددھ جانی سی۔اجے تے بچیاں ہو یا واں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جو کچھ بھٹی صاحب نے کہا وہ بھی بہت ضروری تھا جو ہمارے دوسرے معزز رکن نے کہا وہ بھی بہت ضروری تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ بھی تحریک استحقاق لائیں ایک سال بعد بات کرنے کا جواز نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب آپ میری بھی ایک عرض سن لیں۔

جناب چیئرمین: ایک سال کے بعد کوئی جواز نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ٹھیک ہے وہ تحریک استحقاق لے آئیں گے۔اس پر حکومت نے بھی اپنا موقف پیش کر دیا لیکن میں جس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ مسئلہ اور ہے۔یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان کی بات بھی بہت ضروری ہے لیکن آپ دیکھ لیں کہ صبح سے اب تک کتنے پوائنٹ آف آرڈر ہوئے ہیں اور اس میں کتنے related تھے۔ایجنڈے پر کوئی کام اب تک نہیں ہو سکا۔ بڑی محنت سے ہم لوگ اپنی تحاریک التوائے کار یہاں پر لاتے ہیں پتا نہیں کتنا ریسرچ ورک کرنا پڑتا

ہے۔آج اجلاس ختم ہو جائے گا میں تو کم از کم اپنے طور پر بہت شرمندہ ہوں گا کہ میں یہاں پر کیا لینے آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: اجلاس ختم نہیں ہو رہا بلکہ آگے لے کر جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ کارروائی کو تو ایجنڈے کے مطابق چلائیں اور آپ کا بھی فرض ہے کہ ہاؤس کے اندر کوئی سنجیدگی آئے۔ایک تو یہاں پر ہٹلر کے وقت کے کیمرے پھرتے رہتے ہیں اور ہاؤس میں کوئی concentration نہیں ہونے دیتے۔دوسرا یہ کہ ہماری ہاؤس میں اپنی cross talk اتنی ہے کہ یہاں کیا کوئی کام کرے گا۔اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ہاؤس کو ایجنڈے کے مطابق چلائیں تاکہ ہم کوئی کام کر سکیں اور میں اپنے ضمیر کو تو مطمئن کروں کہ میں یہاں پر کچھ کر کے جا رہا ہوں۔شکریہ

جناب چیئرمین: میں ہاؤس کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ آج صبح میں میو ہسپتال اپنے چیک اپ کے لئے گیا تھا وہاں پر بجلی بند تھی اور مریض وہاں پر رو رہے تھے جن کے آپریشنز تھے وہ بھی defer ہو گئے ہیں۔اس کے علاوہ بچہ وارڈ کے لوگ بھی میرے پاس پیش ہوئے وہاں بھی لوگ پریشان تھے میں وزیر صحت صاحب کو یہ direction دیتا ہوں کہ وہ یا تو خود جائیں یا پارلیمانی سیکرٹری فرزانہ نذیر صاحبہ جائیں۔رات میں ایک مریض کو گنگا رام میں بھی دیکھنے گیا تھا ہماری حکومت پنجاب ان ہسپتالوں کو اتنے زیادہ پیسے دیتی ہے اور اس کا جو میں نے رات گنگا رام میں حال دیکھا ہے وہ بہت برا تھا۔وہاں پر لوگ چائے پی رہے تھے کوئی انتظام گنگا رام میں تھا اور نہ ہی میو ہسپتال میں تھا۔وہاں انہوں نے مجھے سرنجیں دکھائیں کہ جناب یہ جعلی سرنجیں ہمیں لگا رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فری علاج ہے۔چیف منسٹر جو پیسوں کا اعلان کرتے ہیں ہماری اسمبلی اس کو پاس کرتی ہے۔وزیر موصوف بتائیں کہ آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے یا میں ہی آج گیا ہوں تو یہ سب کچھ دیکھ آیا ہوں۔آپ وہاں کوئی دورہ نہیں کرتے۔آپ اس کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر صحت: شکریہ۔جناب چیئرمین!آپ نے وہاں پر خود جا کر جو کچھ محسوس کیا ہے۔آپ نے فرمایا ہے کہ آپ تو خود وہاں پر گئے تھے تو ظاہر ہے کہ آپ کی بات سو فیصد درست ہو گی۔ Hundred percent I agree. تو میں جیسے آپ نے کہا ہے میں محترمہ فرزانہ نذیر اور اپنے دوسرے پارلیمانی سیکرٹری نذر محمود شاہ صاحب، دونوں سے request کرتا ہوں کہ ابھی یہ دونوں چیزیں جا کر خود چیک کریں اور کل ہی یہ رپورٹ بنا کر مجھے دے دیں۔

جناب چیئرمین: یہ رپورٹ دو دن میں آنی چاہئے۔ راجہ صاحب! ہاؤس کی معزز خواتین کی طرف سے ایک درخواست آئی ہے جوان کا 40 ہزار والا بل ہے وہ آپ کب لا رہے ہیں۔ وہ بل لے آئیں تاکہ انہیں نئے سال کے لئے Air Voucher دے دیں یہ آپ کے بھی مشکور ہوں گے اور چیف منسٹر صاحب نے اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہوا ہے۔ آپ اس میں مہربانی کریں گے تو یہ بل کل آ جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ابھی آپ ہاؤس کی کارروائی مزید آگے بڑھائیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: اب ہم Privilege Motions لیتے ہیں۔ محترمہ لیلیٰ مقدس کی تحریک move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری بات ہو گئی تھی میں نے ان کی میٹنگ بھی کروا دی ہے وہ اس کو press نہیں فرماتیں لہذا آپ dispose of فرمادیں۔

جناب چیئرمین: وہ موجود ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری request پر یہ pending ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ کی یقین دہانی پر یہ dispose of کی جاتی ہے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS: Right sir.

جناب چیئرمین: چودھری محمد شفیق انور صاحب!

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ

(۔۔۔جاری)

چودھری محمد شفیق انور: جناب چیئرمین! یہ تحریک جمعہ کے روز پیش ہوئی تھی اس وقت Monday کے لئے ملتوی کر دی گئی تھی تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس وقت یہ مسئلہ اٹھا

تھا کہ چونکہ یہ سنٹرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے اس لئے اسے پنجاب اسمبلی سماعت نہیں کر سکتی لیکن اس سلسلے میں ہماری وکلاء صاحبان اور چیئرمین استحقاقات کمیٹی ملک نذر فرید کھوکھر صاحب سے بھی بحث ہوئی ہے۔ ہم چیف الیکشن کمشنر کے خلاف تحریک استحقاق پیش نہیں کر رہے بلکہ ہم ایک سول سرونٹ اسسٹنٹ الیکشن کمشنر کے خلاف یہ تحریک پیش کر رہے ہیں لہذا بقول نذر فرید کھوکھر صاحب اور دیگر وکلاء صاحبان کے کہ ہم انہیں کمیٹی میں بلا سکتے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو accept کر کے Privilege Committee کو بھیج دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ circulate بھی نہیں ہوئی اور concerned department کو بھی نہیں گئی اس لئے اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ last time جب یہ ہاؤس میں take up ہوئی تھی تو اس وقت میں نے سپیکر صاحب کو یہ گزارش کی تھی کہ آپ اپنے چیمبر میں میٹنگ بلا لیں اور کچھ decide کریں۔ ابھی تو میرے پاس جواب ہی نہیں آیا اس لئے oppose کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میٹنگ بلا لیں اس میں اگر آپ طے کریں گے تو ہم اس کو circulate کروا کر concerned department سے اس کا جواب لے لیتے ہیں کیونکہ یہ ابھی concerned department کو جواب کے لئے گئی ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! آج ہی طے کر کے اس کی میٹنگ کے لئے آپ کو اطلاع کر دیں گے۔ یہ تحریک pending ہوتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محمد ابراہیم خان صاحب کی ہے۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق privileges committee کے سپرد کی جاتی ہے۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ فیصلہ تو کر چکے ہیں مجھے اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے مگر حقیقت اس سے بالکل برعکس ہے جس واقعہ کی یہاں نشاندہی کر کے یہ Privilege Motion move کرائی گئی ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ وہاں اتنا بڑا ظلم ہوا ہے کہ ایک بندے کو دن دہاڑے اغواء کر کے۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، جناب!

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! ایک Privilege Motion move ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا، آپ نے وہ Privilege Committee کے سپرد کر دی ہے اس کے بعد اس کے اوپر بولنے کی میرا خیال ہے کوئی گنجائش نہیں ہے آپ اس کو رولز کے مطابق بھی دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاقات ختم ہوتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ لوکل باڈیز سے متعلق ہے اور move ہو چکی ہے۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب چیئرمین: 821/06۔ move ہو چکی ہے۔ راجہ صاحب! آپ نے جواب دینا ہے۔

گئو شالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار فیصل آباد سے متعلق ہے اور اس میں رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایک سڑک کی original planning سے ہٹ کر ایک سی این جی سٹیشن یا پٹرول پمپ والوں نے اس سڑک کو دو رویہ کر دیا ہے تو اس سلسلے میں

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بڑا مبہم سا جواب آیا ہے میں ذاتی طور پر اس جواب سے مطمئن نہیں لیکن چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اور رانا صاحب کے حلقے سے متعلقہ ہے تو میں اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہوں میں نے concerned TMA's کی اتھارٹیز کو یہاں پر بلایا ہوا ہے اگر رانا صاحب بھی کل دس منٹ کے لئے کل ساڑھے نو دس بجے یا جو ٹائم یہ دیں، تشریف لے آئیں ان کی موجودگی میں یہ اپنا point of view بہتر طور پر بتا سکتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ We will resolve this matter.

جناب چیئر مین: یہ تحریک کل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 822 صحت سے متعلقہ ہے جو کہ رانا ثناء اللہ صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

رانا ثناء اللہ خان: یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آج وزیر موصوف نے دینا ہے۔

جناب چیئر مین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب چیئر مین! یہ رانا صاحب نے پرسوں ایک transplantation کے بارے میں میو ہسپتال میں incident کی طرف اشارہ کیا تھا تو اس کے بعد۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب! میو ہسپتال میں یہ بھی شامل کر دیتے ہیں اور اس کی رپورٹ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ لے آئیں۔ ابھی میں نے depute جو کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہی attach کر دیتے کیونکہ وہاں بڑے گھمبیر مسائل ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! بات یہ ہے کہ اس میں آپ کیا کیا شامل کریں گے۔ یہ 20 سال کا نوجوان بچہ ہے جسے داتا صاحب سے اٹھا کر زبردستی ہسپتال لایا گیا اور وہاں پر آکر اس کو بے ہوش کر کے اس کا گردہ نکال لیا گیا۔ یہ کیس وہ ہے جو میو ہسپتال سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئر مین: میں نے بھی میو ہسپتال سے متعلقہ ہی بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! اس کے بعد یہ جو گنگا رام ہسپتال کی بات آپ نے کی ہے تو گنگارام ہسپتال میں جو وہاں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا پرنسپل اکبر چودھری ہے تو وہ وہاں پر

اکبر اعظم بنا ہوا ہے۔36 کروڑ روپے کی کرپشن کے الزامات اس کے خلاف ہیں اور آج تک دو مرتبہ اس کے خلاف انکوائری کے آرڈرز ہوئے ہیں لیکن وہ انکوائری اس کے خلاف نہیں ہو سکی۔آپ اس کی دیدہ دلیری دیکھیں کہ وہ خود مختار ادارہ ہے اور خود مختار ادارہ میں ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے وہ وفاقی اور صوبائی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس نے تمام disbursement پر تمام چیکوں پر دستخط کرنا ہوتے ہیں اور وہ ہر دفعہ یہ کرتا ہے کہ جو وہاں پر ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے اس کو زبردستی وہاں سے بھگا دیتا ہے، اسے وہاں سے شفٹ کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کلرک ٹائپ آدمی کو ڈائریکٹر فنانس کا چارج دے کر تمام پچھلے بلز کلئیر کروا لیتا ہے۔اب اس مرتبہ اس نے ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی وہاں پر 19 ویں گریڈ کی آفیسر تھیں تو اس نے ان کو ٹرانسفر کر دیا تو اس خاتون نے ہمت کر کے کہا کہ آپ میری ٹرانسفر نہیں کر سکتے مجھے repatriate متعلقہ اتھارٹی ایس اینڈ جی ڈی کر سکتی ہے۔اس نے اس کے دفتر کے اوپر تالے لگوا دیئے، اس کا ہسپتال میں داخلہ بند کر دیا۔اس نے ابھی چارج چھوڑا نہیں ہے کہ ایک کنٹریکٹ پر اس نے کوئی کیشئر ٹائپ جو ریٹائرڈ آدمی رکھا ہوا تھا، اس کو چارج دے کر تو پچھلا جتنا back log میں ہے وہ سارے بل کلئیر کروا رہا ہے اور یہ معاملہ وہ ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی نے چیف سیکرٹری، منسٹر اور سیکرٹری صحت کے نوٹس میں لائی ہیں اور باقاعدہ تحریراً انہیں کہا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ وہاں پر دورہ تو یہ کیا کریں گے جو facts ان کے knowledge میں لائے جاتے ہیں کہ وہاں پر 36 کروڑ روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اس کا انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میری گزارش سن لیں۔مجھے آپ کے اس واقعہ کا پہلے نہیں پتا تھا۔ میں نے جو دیکھا ہے اسی وقت ڈائریکشن دی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر دو دن رپورٹ میں آئے گی اور میں اسے ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔اس کے ساتھ ہی آپ نے جو واقعات بیان کئے ہیں تو وزیر صاحب وہ بھی اس میں attach کئے جائیں اور رپورٹ دو دن میں آ لینے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اگر دے زبردستی نکالنے والی رپورٹ تو یہ لے کر آئے ہیں۔وہ یہ بتا دیں کہ ابھی انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اس کے لئے دو دن دے دیں اور دو دن تک pending کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ دو دن تو ہیں۔

جناب چیئرمین: جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ دو دن کس بات کے لئے دے دیں کیونکہ جمعہ تک اجلاس ہے نہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! جمعرات تک دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جمعرات تک اجلاس رہے گا؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! sure جمعرات تک رہے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: چلو ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ نے اس دن کہا تھا۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی تحریک پڑھوں۔

جناب چیئرمین: شیخ علاؤالدین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

میڈیکل کالجوں میں Male ڈاکٹرز کی نشستیں بڑھانا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی تعداد male ڈاکٹرز کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اعداد و شمار بتائے ہیں اور ان کے مطابق پچھلے سیشن میں 1080 لڑکیاں اور صرف 664 لڑکے میڈیکل کالجوں اور ڈینٹل کالج میں Admission Test پاس کر سکے ہیں وائس چانسلر ممتاز حسن کے اپنے الفاظ ہیں انھوں نے کہا ہے کہ In the near future We will find only female doctors to treat us. یہ راز کوئی چھپا ہوا نہ ہے کہ 60 فیصد سے زائد لیڈی ڈاکٹرز میڈیکل پروفیشن کو شادی کے بعد خیرباد کہہ دیتی ہیں۔ جس سے ایک طرف تو قوم کا کروڑہا روپیہ سالانہ ضائع ہو رہا ہے اور دوسری طرف ڈاکٹرز کی دستیابی بھی ملک کے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔جناب چیئر مین! معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میڈیکل کالجز میں داخلہ بغیر کسی امتیاز کے اوپن میرٹ پر ہوتا ہے۔یہ طریق کار سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے 1999 اور اس کے بعد اپیل نمبر 414 وغیرہ بعنوان شیریں منیر وغیرہ بنام حکومت پنجاب PLD9090 سپریم کورٹ 295 کے تحت پچھلے 15 سال سے جاری ہے۔

جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ 88-1987 سے پہلے خواتین کے لئے کوئی 20 فیصد سیٹیں fixed تھیں اور 80 فیصد سیٹیں males کے لئے تھیں۔ اس وقت ایک بہت serious disparity آئی۔ میں اس پر آپ کی توجہ دلاتا ہوں کیونکہ میں نے خود سارے فیصلے کو پڑھا ہے۔ ایک لڑکا جس کے 713 نمبر تھے، اس کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا اور اسی سال ایک بچی تھی جس کے 802 نمبر تھے، اسے کسی میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں ملا۔یعنی اس لڑکی کے اس لڑکے سے تقریباً 90 نمبر زیادہ تھے and she could not get admission in any medical college تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لڑکی کیس سپریم کورٹ میں لے کر گئی۔ گورنمنٹ پیش ہوئی اور سپریم کورٹ کے ججز نے فیصلہ کیا کہ کوٹا سسٹم discriminatory ہے یہ آبادی کے تناسب سے بھی نہیں ہے تو اس پر فیصلہ ہوا کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ اوپن میرٹ پر کیا جائے۔ اب اس رولنگ کے تحت اوپن میرٹ ہوتا ہے۔ کئی سال ایسے آئے ہیں کہ لڑکوں کی زیادہ تعداد میڈیکل کالجوں میں گئی ہے۔اب پچھلے چار پانچ سال سے لڑکیاں اچھے نتائج دے رہی ہیں اور میڈیکل کالجوں میں زیادہ آ رہی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواز نہیں بنتا کیونکہ یہ سپریم کورٹ کی رولنگ ہے اور This is according to the Constitution of Pakistan.

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! بات یہ ہے کہ مجھے وزیر موصوف کی یہ بات سن کر بڑی حیرانگی ہوئی ہے۔یقیناً سپریم کورٹ ہم سب کے لئے ایک انتہائی معزز ادارہ ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا Law ضرورت کے مطابق amend نہیں ہوتے۔ جب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ڈاکٹروں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور لیڈی ڈاکٹرز کے حوالے سے کوئی اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا کہ لیڈی ڈاکٹر شادی کے بعد کام نہیں کرتیں بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ MBBS کی ڈگری بھی شادی کے لئے ایک additional source ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ نے ایک آرڈر پاس کیا ہے تو کیا law میں amendment کرنا ہم لوگوں کا کام نہیں ہے۔

کیا ہم مرکزی حکومت کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں پر یہ مسئلہ درپیش ہے لڑکیاں کام نہیں کر رہی ہیں۔ ان پر قوم کا اتنا پیسا لگ رہا ہے اور لڑکوں کو چانس ملنا چاہئے۔ اب ہو کیا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، محترمہ لبنیٰ طارق صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ طارق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارے بڑے معزز رکن ہیں۔ یہ ہمیشہ بڑے اچھے public issues سامنے لے کر آتے ہیں مگر آج میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کروں گی کہ کوٹا سسٹم بچوں اور بچیوں کا کیا جائے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ بہت ساری لڑکیاں 60 فیصد یا 80 فیصد میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پریکٹس نہیں کرتیں تو ایسا نہیں ہے۔ ان میں بہت سی بچیاں ایسی ہیں جن کے روزگار کا معاملہ ہوتا ہے۔ آپ کوٹا سسٹم کیسے کر سکتے ہیں کہ جب ایف ایس سی اور اس کے بعد بھی محنت کرنے کے بعد بچیاں آگے آتی ہیں۔ یہ ایک نیچرل بات ہے کہ بعد میں ان کی شادی ہو جاتی ہے مگر ultimately وہ پریکٹس کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں facts پر بات کرتا ہوں کہ کوئی لڑکی، کوئی لیڈی ڈاکٹر یہاں سے 30 میل جا کر بھی کام کرنے کو تیار نہیں ہے۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر rural areas میں جا کر کام کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کو ضرور دے دیں۔ یہ ساری اسمبلی بھی انھیں ہی دے دیں۔ خدا کے لئے ہم باہر چلے جاتے ہیں لیکن ان کو یہ کہیں کہ یہ پانچ دس سال پھر کام بھی کریں۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر ایک سال کام کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔ میں چونیاں میں منتیں کر کر کے لیڈی ڈاکٹر کو لاتا ہوں وہ چار دن بعد بھاگ جاتی ہے۔ اس کو کوئی نہ کوئی سفارش ملتی ہے وہ چلی جاتی ہے۔ مجھے عورتوں کی تعلیم پر اعتراض نہیں ہے۔ مجھے لیڈی ڈاکٹرز بننے پر بھی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے اعتراض اس بات پر ہے کہ ایک تو شادی کے بعد اللہ جانے کیا ہوتا ہے کہ لیڈی ڈاکٹرز کام ہی نہیں کرتیں اور دوسرا پتا نہیں کیا ہوتا ہے کہ ان کو کوئی نہ کوئی سفارش ملتی ہے تو وہ لاہور میں بھی کام کرنے کو یہ سمجھتی ہیں کہ جیسے احسان عظیم کر رہی ہیں۔ لڑکے رل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ان کو کہیں کہ یہ چپ کریں۔ آپ نے ہاؤس کا decorum رکھنا ہے۔ آپ ان کو courtesy بتائیں۔ میرے ساتھ facts پر بات کریں۔ مجھے اپنی بہنوں سے اس معاملے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ amendment آ سکتی ہے۔ اگر نہیں آ سکتی تو لڑکیوں سے پانچ دس سال کا bond لیا جا سکتا ہے آپ ہماری جگہ پر بھی آ کر

بیٹھ جاؤ لیکن خدا کے لئے کام کرو۔اللہ کے واسطے ہمیں کچھ کام بھی کر کے دکھاؤ۔مجھے بتائیں کہ کیا کام کر رہی ہیں۔یہ بھی کیا کر رہی ہیں اور وہ بھی کیا کر رہی ہیں۔یہ مجھے بتائیں تو صحیح؟

جناب چیئرمین: جی، فرزانہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور حدیث میں ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔کیا یہ کوئی discrimination دی گئی تھی۔آپ دیکھیں کہ ایک اوپن میرٹ ہے۔لڑکے کیوں اتنے نکمے ہیں، کیوں نہیں وہ پڑھتے، کیوں پھرتے رہتے ہیں۔وہ بیٹھ کر پڑھیں اور مطالعہ کریں؟

شیخ علاؤالدین: لڑکے نکمے بھی ان کی وجہ سے ہیں۔

محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ اسی وقت visit کریں، لڑکے تو پھر ڈیوٹیوں سے بھاگ جاتے ہیں لیکن جو female Registrar, female House Surgeon, female House Physician اپنے وقت سے زیادہ ڈیوٹی دیتی ہیں۔آپ پوسٹ گریجوایشن کا رزلٹ دیکھ لیں کہ لڑکوں کی failure کی list ہے اور لڑکیاں سب پاس ہیں اس لئے پاس ہیں کہ وہ دل لگا کر کام کرتی ہیں۔یہ male dominating society ہے۔آنرایبل ممبر کو یہی تکلیف ہے۔آپ دیکھیں کہ female کہاں کام نہیں کر رہیں۔کیا یہ پسند کریں گے کہ ان کے گھر والے male doctor کو دکھائے۔گائنی کا مریض ہے تو کیا یہ male doctor کے پاس جائیں گے۔اس وقت تو یہ شور مچاتے ہیں کہ female doctor, female surgeon ہو۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جو فرمایا ہے ان کا قطعاً یہ مدعا نہیں ہے۔ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ لڑکیوں کی پڑھائی کے بارے میں یا ان کی پڑھائی کو روکنے کے بارے میں قطعاً کوئی قوم یا گھر کا سربراہ afford ہی نہیں کر سکتا کہ اس کی بچی یا بیٹا ان پڑھ ہو۔ہماری تو یہ خواہش ہے کہ جتنی بھی ہماری بچیاں ہیں وہ جتنی زیادہ تعلیم حاصل کریں گی، ہمارے گھریلو حالات اتنے ہی بہتر ہوں گے اور یہ حقیقت ہے ہمارے جیسے backward علاقے کے لوگوں کو جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ backward علاقوں میں جتنے بھی Basic Health Centres ہیں وہاں ڈاکٹرز کی بھی کمی ہے تو ہمیں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر

میں بڑی problem ہے۔ان کا مقصد یہ ہے کہ جتنی بچیاں میڈیکل میں آتی ہیں ہماری گھریلو اور معاشرتی پابندیاں اس طرح کی ہیں جس کی وجہ سے وہ بچیاں اگر practice کرنا بھی چاہیں تو ان کو گھریلو حالات اتنا مجبور کرتے ہیں کہ وہ practice نہیں کرتیں۔ان کی خواہش ہے کہ جو بھی بچی میڈیکل کا امتحان پاس کرتی ہے اور ہاؤس جاب کرنے کے بعد وہ سروس کرتی ہے تو ان کو اس طریقے سے پابند کیا جائے کہ اتنا عرصہ آپ ضرور گورنمنٹ کی ملازمت کریں گی تاکہ ہماری قوم جو اس وقت مسائل کا سامنا کر رہی ہے، جہاں وہ میڈیکل کی سہولیات چاہتے ہیں اور وہ provide نہیں ہو رہیں تو ان کا مقصد ہے کہ اس طریقے سے باہمی افہام و تفہیم سے کوئی اصول طے ہو جائے کہ جس سے ہمارے غریب طبقہ کے اور backward علاقوں کے لوگوں کو جو مسائل درپیش ہیں یا جو میڈیکل کی سہولیات سے محروم ہیں، وہ ان کو مل سکیں۔حل دونوں اطراف مل کر کریں کیونکہ ہماری جو یہاں پر لیڈی ایم پی ایز ہیں ان کی بھی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ جو backward علاقے ہیں وہاں پر صحت کی سہولیات ہونی چاہئیں۔سہولت اس وقت ہونی ہے جب وہاں ڈاکٹرز available ہوں گے۔وہاں گورنمنٹ تمام سہولیات بھی دے رہی ہے اور یہ اس گورنمنٹ کو کریڈٹ جاتا ہے کہ اس گورنمنٹ نے سپیشل تنخواہ مقرر کی ہے اور الاؤنسز دیئے ہیں کہ اس وقت اگر شہر میں کوئی نوکری کرتا ہے تو اس کو بارہ، پندرہ ہزار تنخواہ ملتی ہے، جو Basic Health Centre میں جاتا ہے اس کو پچیس ہزار تنخواہ ملتی ہے۔گورنمنٹ تو یہی کر سکتی ہے لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اخلاقی طور پر بھی bound ہوں اور کوئی قانونی طریق کار بھی بنایا جائے تاکہ جو گھر والے ان کو practice نہ کرنے دیں تو ان کو پتا ہو کہ یہ قانوناً پانچ یا دس سال practice کرنے کا پابند ہے۔شکریہ

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! یہ پنجاب کے عوام کو بہت بڑا اور نازک مسئلہ درپیش ہے۔ آپ دیکھیں کہ 60/65 فیصد female میڈیکل کالجز میں جاتی ہیں اور 35/40 فیصد پچھلے دس سالوں سے یہ ہو رہا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اور دس سال پہلے جس لڑکی کو 803 نمبرز پر داخلہ ملا تھا تو اس کے ساتھ پچیس اور لڑکیوں کو بھی داخلہ ملا تھا جو لائن میں تھیں اور اس میرٹ سے آگے تھے۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب یہ backlog بہت زیادہ ہو گیا ہے۔practical life میں جہاں زیادہ مریض بچے اور عورتیں ہیں۔بچے اور عورتیں لیڈی ڈاکٹرز

کے ساتھ زیادہ بہتر interact and communicate کر سکتی ہیں، اپنا مسئلہ بیان کر سکتی ہیں اور ان کے پاس جانا زیادہ پسند کرتی ہیں لیکن جب ہم فیلڈ میں on ground دیکھتے ہیں تو وہاں پر male dominant ہیں اور لیڈی ڈاکٹرز ناپید ہیں، حتیٰ کہ یہاں پر شہر میں جو ہسپتال ہیں یہاں پر female Pediatrician، گائناکالوجسٹ اور ڈرماٹالوجسٹ کی کمی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قانون سازی کریں۔ آئین یہ کہتا ہے کہ gender discrimination نہیں ہونی چاہئے، سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ آگیا ہے کہ یہ open merit ہونا چاہئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ گنگارام اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج صرف exclusively for females رکھا ہوا ہے، وہاں پر انہوں نے male کا داخلہ کیوں ممنوع کیا ہوا ہے، یہ بھی سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے لیکن اس طرح کی disparity نہیں ہونی چاہئے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور بڑی اہم بات کی ہے کہ female جو ڈاکٹرز بننا چاہتی ہیں انہیں کم از کم پانچ یا دس سال bound کروایا جائے کہ وہ after completing the Graduation ڈاکٹر بننے کے بعد practical life میں پبلک کو صحت کی سہولیات دیں گی کیونکہ اتنا پیسا گورنمنٹ نے لگایا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب! کیا ہمیں قانون بنانے میں کوئی عار ہے؟ میں کئی دفعہ اس چیئر پر بیٹھ کر بھی کہتا ہوں کہ دیہاتوں کا جب تک آپ کوٹا علیحدہ مقرر نہیں کریں گے تب تک وہاں پر آپ ڈاکٹر مہیا نہیں کر سکتے۔ کیا سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد ہمیں قانون بنانے میں کوئی عار ہے؟ کیونکہ سپریم کورٹ نے پابندی لگائی ہے، کیا ہم نئی قانون سازی نہیں کر سکتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ دیکھنا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔

جناب چیئرمین: آپ قانون کے وزیر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہمارے پاس کوئی ریفرنس آئے گا تو ہم بات کریں گے۔ ہمارے پاس اگر ڈرافٹ آتا ہے تو ہم اس کو دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ چونکہ بنیادی جو بات ہے اس کا متعلقہ منسٹر جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! مجھے بڑی حیرانی ہے کہ آج اگر 2006 میں کوئی بات کی جا رہی ہے اور جہاں ہم emancipation کی بات کرتے ہیں، female and male کی equality

کی پوری دنیابات کر رہی ہے تو وہاں پر ہم اس طرح کی کوئی قانون سازی کی بات کریں اور کوئی گورنمنٹ یا کوئی moral discriminatory law under the constitution authority اجازت نہیں دیتی کہ آپ discriminatory laws بنائیں بلکہ جہاں discrimination ہمیں نظر آتی ہے، ہماری حکومت کی تو کوشش ہے کہ اس discrimination کو ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ open merit کا concept جو ہے وہ based on equality ہے یعنی open کا مطلب ہی یہ ہے کہ جو بہتر ہے وہ آگے آئے گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! دیہاتوں میں جو آپ کے ہسپتال ہیں ان کی فہرست دے دیں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز تعینات ہیں؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ دو الگ ایشوز ہیں کہ کون سے کالجز میں admit ہوتا ہے اور دوسرا ایشو جو شیخ صاحب نے raise کیا ہے وہ بالکل بجا ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ خواتین ہمارے BHU's یا RHC's میں کیوں نہیں جاتیں یہ ایک علیحدہ ایشو ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو Admission Policy ہے، سپریم کورٹ میں جس بچی نے چیلنج کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس بچی کو کریڈٹ دیا جائے کہ اس نے ایک discrimination کو ختم کیا ہے۔ جو دوسرا ایشو ہے کہ ہماری خواتین job کیوں نہیں کرتیں یا ہماری جو female پوسٹیں ہیں وہ کیوں نہیں fill ہوتیں تو اس پر میں آپ کو up date دینا چاہتا ہوں and this can be verified میں ویسے ہی بات نہیں کر رہا۔ جو چیف منسٹر کے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام ہیں جو ہم نے اس سال launch کیا، مارچ 2006 تک رورل ہیلتھ سنٹرز میں ہمارے پاس Women Medical Officers صرف 34 فیصد تھیں اور اس وقت ہم نے ستمبر کے اعداد و شمار کے مطابق verify کیا تو ہمارے پاس Women Medical Officers، 74 فیصد ہیں تو already incentives کے ذریعے ہم ان کو attract کر رہے ہیں اور ایسے اضلاع جہاں پر female نہیں جاتیں وہاں پر ان کو بہتر incentive دیا جائے گا۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ discriminatory law کے بارے میں یا اس کی قانون سازی کے بارے میں اس ایوان کا حق بنتا ہے اور نہ آج کا دور اس چیز کا مجاز ہے کہ ہم اس طرح کی بات کریں۔

(اذان ظہر)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اب صرف دو باتیں ہیں ایک تو بڑی واضح بات ہو گئی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ ان لڑکیوں کو اسی طرح دینا ہے تو ان کے ساتھ کم از کم دس سال کا بانڈ ہو اور اگر لڑکوں نے اسی طرح رلنا ہے، اتنے اتنے high marks لے کر بھی تو وہ بھی قوم کے لئے المیہ ہے۔ دوسری جو بات میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پہلے کوئی لڑکی نہیں آتی تھی۔ جب سے یہ مسئلہ بنا اب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں بھی ان کی تعداد زیادہ ہے انہی کے وائس چانسلر نے یہ فگرز دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ محترم وزیر صحت سے میں عرض کروں گا کہ کتنے ڈاکٹرز اور کتنی لیڈی ڈاکٹرز اس وقت چھٹیوں پر ہیں۔ پریکٹیکلی وہ سیٹیں یا ان کے عہدے fill دکھائے جا رہے ہیں وہ خالی نہیں ہیں لیکن وہاں پر عملی طور پر وہ لوگ موجود نہیں ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ملک سے باہر کام کر رہی ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے کہ ڈاکٹر دستیاب نہیں ہیں۔ انہوں نے چھٹیاں لی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس قوم کے ساتھ یہ ظلم کیا ہوا ہے کہ ناں تو وہ کسی اور کو اپنی سیٹوں پر آنے دیتے ہیں اور وہ کام پر آتے نہیں یا آتی ہیں تو ان کا معاملہ اور کچھ مسئلہ جو بہت زیادہ ہے کہ جہاں پر صرف لڑکے ایڈمشن لے سکتے تھے اب وہاں پر بھی لڑکیاں آ گئی ہیں یہ آج نہیں چار پانچ سال کے بعد آپ دیکھ لیجئے گا کہ کتنا بڑا مسئلہ بنے گا مسئلہ تو already بن چکا ہے۔ جہاں تک وزیر موصوف نے سپریم کورٹ کا پھر ذکر کیا ہے میں سپریم کورٹ کا بہت احترام کرتا ہوں 1935 کے ایکٹ کے بعد اب تک 2000 ترامیم ہو چکی ہیں وہ سب کی سب کیوں ہوئی ہیں۔ ترامیم وقت کی ضرورت کے ساتھ آتی ہیں۔ اس کو یہ amend کر دیں لڑکوں کے کالجوں کو آج بھی علیحدہ کر دیں یا لڑکیوں سے کوئی بانڈ لیں تاکہ وہ کام کریں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! آج ایک بات تو یہ ثابت ہو چکی ہے کہ لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ ذہین ہیں، زیادہ سمجھ دار ہیں، زیادہ محنتی ہیں۔ اب یہ بات بھی ہمارے بھائیوں کو ہضم نہیں ہو رہی کہ یہ کیوں ہم سے زیادہ ذہین ہیں۔ آج بات کر رہے ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر سے دس سال کا بانڈ لینا چاہئے۔ ان لڑکوں کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے جو ایم بی بی ایس کرنے کے بعد سی ایس ایس کر کے چلے جاتے ہیں۔ آج خواتین کے بارے میں یہ بات کر رہے ہیں ان لڑکوں کے بارے میں کیوں نہیں بات کر رہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ہمارے وزیر صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ discrimination نہیں ہونی چاہئے یہ بالکل درست بات ہے، discrimination عورتوں کے ساتھ ہونی چاہئے اور نہ ہی مردوں کے ساتھ ہونی چاہئے۔ صورتحال یہ ہے کہ لاہور میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں کوئی مرد داخل نہیں ہو سکتا اس لئے وہاں پر بھی یہ ختم کریں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے مختلف کوٹے ہیں۔ یہ بلوچستان کا کوٹا ہے، یہ سندھ کا کوٹا ہے اور اسی طرح اندرون سندھ کے اندر بھی کوٹے بنائے گئے ہیں جو آج سے بیس سال پہلے ختم ہو جانے تھے وہ ابھی تک ختم نہیں کئے۔ یہ discrimination بھی ختم کریں۔ جو بات شیخ صاحب نے کہی ہے وہ بالکل صحیح بات ہے مردوں سے بھی بانڈلیں اور خواتین سے بھی بانڈلیں۔ اس میں پچاس فیصد تقریباً مستقل میٹر نٹی لیو پر ہوتی ہیں۔ ایک آ رہی ہے، ایک جا رہی ہے ظاہر ہے کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے۔ میں یہ ساری بات جو شیخ صاحب نے کہی ہے اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ایک بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ انہوں نے جو کہا کہ ڈاکٹر اس لئے بنتی ہیں کہ شادی وغیرہ کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری محترمہ بہن ڈاکٹر فرزانہ نذیر ڈاکٹر نہ ہوتیں تو ان کی شادی نہ ہوتی۔ (قہقہے)

یہ بات غلط ہے میں ان کی بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ ڈاکٹر نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کی شادی ہو جاتی۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت! آپ کو یہ ڈائریکشن دی جاتی ہے کہ آپ دو دن کے بعد بتائیں گے کہ آپ بانڈ لے سکتے ہیں یا نہیں لے سکتے، ترمیم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے۔ اس کو میں دو دن کے لئے pending کرتا ہوں۔

جناب عابد حسین چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، عابد چٹھہ صاحب!

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں ایک تحریک التوائے کار آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

لاہور، فیصل آباد روڈ پر-/15روپے فی گاڑی جگا ٹیکس کی وصولی

جناب عابد حسین چٹھہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور فیصل آباد روڈ BOT-3 کے تحت LEFCO اور FWO تعمیر کر رہی ہے اس روڈ پر لاہور تا فیصل آباد پانچ جگہوں پر زبردستی ٹول ٹیکس 15 روپے فی گاڑی پر جگا وصول کیا جارہا ہے اور یہ ٹول ٹیکس MPA/MNA کی ملکیتی گاڑیوں کے علاوہ زرعی ٹریکٹر سے وصول کیا جارہا ہے اور اس روڈ پر واقع مقامی آبادیوں کے لوگ جن کے پاس گاڑیاں ہیں۔ان سے بھی زبردستی ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ اس روڈ پر Divider ہونے کی وجہ سے ایک میل کے بعد یوٹرن ہے۔ جس کی وجہ سے اور روڈ پر واقع مقامی آبادیوں کے لوگوں کو روڈ کے دوسری طرف جانے کے لئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی مثال فیروز وٹواں گاؤں کی ہے۔ علاوہ ازیں اس روڈ پر واقعہ پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشن کے مالکان سے Right of way فیس کی حد میں دو لاکھ روپے زبردستی وصول کئے جارہے ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے صرف پانچ ہزار روپے فیس مقررہ ہے ان بے ضابطگیوں کی وجہ سے عوام شدید پریشان ہے۔ مزید برآں کہ اس سڑک پر ٹول ٹیکس ڈبل لیا جاتا ہے اس کمپنی کی کوئی ایگریمنٹ نہ ہے۔ جو حکومت کے پاس ہو، تاکہ اس کو منظر عام پر لایا جاسکے اور یہاں غیر معیاری کام ہوا ہے جبکہ قبرستان کی جگہ بھی تقسیم ہو گئی ہے اور مقامی علاقوں کو بڑی پریشانی ہے۔ فیصل آباد شہر سے بطرف لاہور تقریباً چار کلومیٹر کا سڑک کی تعمیر ادھوری رہ گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ شاید میری بات آپ بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے کیونکہ میرے علم میں ہے کہ آپ کے حلقے کا بھی ایک وسیع علاقہ اس روڈ کے ارد گرد واقع ہے۔ اگرچہ اس روڈ کی تعمیر پنجاب حکومت کا ایک سنہری کارنامہ ہے مگر جس طریقے سے BOT پر کنٹریکٹ کیا گیا ہے اور اس سے اس کی execution and implementation سے جو مقامی آبادیاں ہیں، دو دو تین تین یونین کونسلیں، چالیس چالیس، ساٹھ ساٹھ ہزار کی آبادیاں جو ارد گرد واقع ہیں ان کی مشکلات طرح طرح کی نوعیت ہیں، کئی جگہ پر قبرستان ایک طرف ہے اور وہاں پر دو دو کلومیٹر کا divider، پانچ پانچ، چھ چھ فٹ اونچا بنادیا گیا ہے۔ جس سے وہ لوگ سڑک پار نہیں کر

سکتے اس کے علاوہ سی این جی اور پٹرول پمپ کی فیس حکومت پنجاب کی طے شدہ فیس سے کئی گنا زیادہ کس بنیاد پر لی جارہی ہے ؟ان مسائل کو گہری نظر سے دیکھنے کے لئے میری استدعا ہے کہ اگر ہاؤس کی کمیٹی بنادی جائے جس میں فیصل آباد اور شیخوپورہ کے ایم پی ایز کو نمائندگی دی جائے تو لوگوں کے یہ مسائل ہم خوش اسلوبی سے بیٹھ کر حل کر پائیں گے۔

جناب چیئر مین: چٹھہ صاحب نے جو تحریک ایوان میں پڑھی ہے کیا اس کو ایوان میں پیش کر دوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!ایک تو جناب! نے ان کو out of turn پڑھنے کی اجازت دی ہے دوسرا جب concerned Department کا موقف آئے گا تو اس کو سننے کے بعد فیصلہ فرمائیں۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب!یہ ٹھیک ہے کہ سننے کے بعد فیصلہ ہو گا ہاؤس پاس کر تو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!ہاؤس تو پاس کر سکتا ہے اور جو آپ حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو جائے گی لیکن قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا پڑے گا کہ آپ کم از کم اس پر گورنمنٹ کا موقف تو سنیں اور تحریک التوائے کار پر ہوتا یہ ہے کہ اس کو اگر آپ admit بھی فرماتے ہیں تو اس پر دو گھنٹے بحث ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونا ہوتا۔یہ نہیں ہوتا کہ تحریک التوائے کار پر ہم کوئی حکم جاری کر دیں گے کہ اس طرح نہیں اس طرح کر دیا جائے۔۔۔

جناب چیئر مین: میں اس کو بحث کے لئے admit کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس پر دو گھنٹے کی بحث ہوگی تو اس مسئلے کا حل تو نہیں نکلنا، دونوں اطراف سے دو گھنٹے تقریریں ہوں گی اور بات ختم ہو جائے گی اگر آپ اس مسئلے کا حل چاہتے ہیں تو کم از کم آپ حکومت کا موقف آنے دیں متعلقہ وزیر اس کا جواب دے اس کے بعد آپ جو حکم دیں گے اس کی تعمیل ہو جائے گی شاید اس مسئلے کا کوئی بہتر طور پر حل نکل آئے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین!لاء منسٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے آپ ضابطہ کار کے تحت چلا سکتے ہیں آپ نے ایک تحریک التوائے کار لی ہے اس پر گورنمنٹ کا موقف لینا ہے مگر اس

میں آپ (62) under the Rule اس کے لئے ٹائم فکس کر سکتے ہیں اگر فاضل ممبر اس پر نوٹس لے گا۔ ہم یہاں پر ایسے precedents یہاں پر نہ سیٹ کریں جو کل کو ہمارے لئے پریشان کن ہوں۔ آپ نے اس کو admit کر لیا ہے اس پر گورنمنٹ کا موقف سن لیں اس کے بعد any Wednesday اس پر نوٹس رکھ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مناسب یہی ہوگا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے جواب آ جائے۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 853 کل کے لئے رکھتے ہیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

MR. CHAIRMAN: Now we tak up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 12 of 2004)

یہ جناب تنویر اشرف کائرہ کی طرف سے move ہو چکا ہے کیا منسٹر صاحب ہیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آج منسٹر صاحب نہیں ہیں اگر اس کو pending کر لیا جائے تو وہ اس بارے میں بہتر جواب دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! AC کو بند کیا جائے۔

جناب چیئرمین! AC بند کر دیں۔ جی، اگلی ہیں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے اس قرارداد میں ترمیم کا نوٹس جمع کرایا ہے تو میں ترمیم شدہ قرارداد پڑھنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: کیا اس کو pending کر دیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی۔ نہیں، میں ترمیم شدہ قرارداد پڑھنا چاہوں گی میری راجہ صاحب سے بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! محترمہ نے جو قرارداد دی تھی میں نے ان سے request کی تھی کہ یہ چونکہ عدالتوں سے متعلقہ ہے اور ہم عدالتوں کو پابند نہیں کر سکتے کہ وہ چھ مہینے کے اندر مقدمات کا فیصلہ کریں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ اس سلسلے میں باقاعدہ ایک قانون موجود ہے جہاں عدالتوں کو پابند کیا گیا ہے کہ چھ مہینے کے اندر فیملی لاز کے تحت family disputes کا فیصلہ کریں۔ اگر کوئی عدالت چھ مہینے کے اندر فیصلہ نہیں کرتی تو پھر appellant forum موجود ہیں وہاں پر جایا جا سکتا ہے مگر محترمہ کا استدلال یہ تھا کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ عدالتوں کو facilitate کیا جائے تاکہ وہ چھ مہینے میں مقدمات کا فیصلہ کر سکیں اور اس کے لئے حکومت اقدامات کرے تو پھر میں نے ان سے request کی تھی کہ پھر آپ amendment لے آئیں میں اس کو oppose نہیں کروں گا اس لئے میرے خیال میں وہ شاید amendment لے کر آئی ہیں اگر آپ اجازت دیں گے تو وہ amended Resolution پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے amended Resolution پڑھ لیں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مغربی پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کئے جانے کے لئے اقدامات

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ایوان پنجاب حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ The West Pakistan Family Courts Act 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے پنجاب حکومت ایسے عملی اقدامات کرے جس سے یہ ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ یہ دینا چاہتی ہوں جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا اور میرا اس قرارداد کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں کورٹس کو bound کرنے کا مطلب نہیں ہے بلکہ میں پنجاب حکومت سے ایسے عملی اقدامات چاہتی ہوں جس میں فیملی کورٹس کو ہر ڈسٹرکٹ لیول میں قائم کرنا، ان کی تعداد میں اضافہ کرنا اور ان کورٹس کے اندر فیملی ججز کا تقرر وہ اگر ممکن

ہو تو میں سمجھتی ہوں کہ چھ ماہ کے اندر فیملی کیسز کے فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔آج کل طلاق اور خلع کے کیسز کا فیصلہ تو چھ ماہ میں ہو جاتا ہے لیکن باقی فیملی کیسز ان میں maintenance, dowry اور بچوں کی custody صرف burden کی وجہ سے اور فیملی کورٹس کی تعداد میں کمی کی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکتا اس لئے میں پنجاب حکومت سے یہ سفارش کروں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! قرارداد کے بعد میں نے راجہ صاحب سے پوچھنا تھا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ محترمہ نے اب قرارداد پڑھ دی ہے میں نے ان سے request کی تھی کہ وہ amended لے آئیں وہ amended لے کر آئی ہیں۔ میں صرف ان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ access to the justice programme کے تحت پراونشل گورنمنٹ پہلے سے بھی اقدامات کر رہی ہے لیکن ہم اس قرارداد کے بعد ان اقدامات میں مزید بہتری لائیں گے تو اس لئے میں اس کو oppose نہیں کرتا آپ اس کو منظور فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان پنجاب حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ West Pakistan Family Act 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: آج کے ایجنڈے کی پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے۔

حکومت پنجاب، سٹاک ایکسچینج ہولڈر کی آمدن پر ایک فیصد اور بنکوں کے منافع پر پانچ فیصد سٹیمپ ڈیوٹی عائد کرے

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

> "پنجاب میں اسٹاک ایکسچینج کے shares turn over پر ایک فیصد اور بنکوں کے گراس منافع پر پانچ فیصد Provincial Stamp Duty فوری طور پر

لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور
خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایہ حاصل ہو سکے۔"
جو تقریباً سالانہ ساڑھے سات ارب روپے گا۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب میں اسٹاک ایکسچینج کے shares turn over پر ایک فیصد اور بنکوں
کے گراس منافع پر پانچ فیصد Provincial Stamp Duty فوری طور پر
لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور
خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایہ حاصل ہو سکے۔"

MINISTER FOR FINANCE:- I oppose it.

جناب چیئرمین: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ مجھے اپنے محترم وزیر خزانہ کی اس پر oppose کرنے کی سمجھ نہیں آئی۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سٹیٹ بنک کی latest report کے مطابق بنکوں کا منافع تقریباً ایک کھرب روپے کو touch کر گیا ہے جو صرف تین سال پہلے سات ارب روپے تھا۔ اب اگر provincial stamp duty پنجاب گورنمنٹ لگاتی ہے تو ان کو additional source of income ملتا ہے۔ اس میں ان کو کیا حرج ہے کہ اگر ان کو additional source ملتا ہے اور ان کے پاس ایک وسیع سرمایا حاصل کرنے کا راستہ ملتا ہے۔ اسی طرح shares turn over پر محترم وزیر خزانہ کو پتا ہو گا کہ پچھلے دنوں سندھ گورنمنٹ نے بھی سٹاک ایکسچینج پر stamp duty لگائی ہے اور یہ دونوں مدیں ایسی ہیں کہ جن کے اندر کسی قسم کا کوئی غلط کام نہیں ہو سکتا۔ یہ چھپ نہیں سکتے، نہ تو بنکوں کا منافع چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی شیئرز کی turn over چھپائی جا سکتی ہے۔ یہ direct taxes ایسے ہیں جو کہ صرف haves کو لگائے جائیں، وہ لوگ جو کہ ٹیکس دے سکتے ہیں، یہ وہ taxes نہیں ہیں جو کہ have not کو لگا کر حکومت کی بدنامی کا باعث بنیں تو اس کے اندر اگر یہ taxes ان لوگوں سے وصول کئے جائیں، naturally اگر ایک کروڑ یا دو کروڑ شیئرز کا روزانہ turn over ہوتا ہے تو ایک فیصد اس کا کچھ بھی نہیں ہے، یہ peanut ہے۔ اسی طرح بنکوں سے اگر provincial stamp duty میں پانچ فیصد لے لیا جائے تو بنکوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں وزیر خزانہ موصوف کی خدمت میں یہ

عرض کروں گا کہ بنکوں نے اپنے منافع کو کم کرنے کے لئے non productive expenses کی بے انتہا تعداد بڑھادی ہے۔انھوں نے اپنے بنگلوں اور گاڑیوں کے اوپر اور بے شمار اضافی سٹاف پر جو خرچے لگائے ہیں اگر اس میں سے کچھ پنجاب کے بیروزگار نوجوانوں کو مل جائے تو اس میں کیا حرج ہے اور اگر اس پر discuss کر لیا جائے، آپ اس کی اسمبلی میں اجازت دے دیں اور اس کو سمجھ لیا جائے کہ یہ کیا ہے، اس میں کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے۔یہ ان لوگوں اور ان اداروں سے ٹیکس لیا جائے گا جو لوگ یا ادارے یہ ٹیکس دے سکتے ہیں۔شیئر مارکیٹ میں بھی جو لوگ ٹیکس دے سکتے ہیں ان سے لیا جائے گا اور بنکوں سے لیا جائے گا۔میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی کسی قسم کی مخالفت کرنا بالکل ناجائز ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ صاحب !

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین!سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جہاں تک سٹاک ایکسچینج اور بنکوں کا تعلق ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ پر بنکس آئٹم نمبر 28 ہے اور سٹاک ایکسچینج آئٹم نمبر 30 ہے۔شیخ صاحب کی یہ بات بالکل بجا ہے کہ بنکس یا مختلف ادارے بہت زیادہ منافع کما رہے ہیں لیکن سٹیمپ ڈیوٹی لگانے کے لئے ہمیں سٹیمپ ایکٹ کو دیکھنا پڑتا ہے اور بدقسمتی سے یہ بالکل اسی طرح بات کر رہے ہیں کہ اگر ہم ایک باٹا فیکٹری یا مل کے پاس چلے جائیں کہ تم ایگریکلچر انکم ٹیکس کیوں نہیں دے رہے جس کا ایگریکلچر سے کوئی تعلق یا واسطہ ہی نہ ہو۔ایگریکلچر انکم ٹیکس تو زمیندار کو دینا ہے نہ کہ کسی دکاندار کو اور نہ کہ کسی فیکٹری یا مل کے مالک کو دینا ہے۔سٹیمپ ڈیوٹی صرف اس صورت میں لاگو ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی instrument استعمال ہو جس میں دو پارٹیاں اکٹھی بیٹھیں اور ایگریمنٹ کریں۔اس instrument کی definition بھی میں شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں:

> The word instrument is defined as a document by which any right or liability is or purports to be created, transferred, limited, extended, extinguished or recorded as laid down under sub section 14 of section 2 of the Stamp Act 1899.

تو یہ جن مدات پر سٹیمپ ڈیوٹی لگوانا چاہ رہے ہیں وہ سٹیمپ ایکٹ کے تحت اس زمرے میں نہیں آتے۔دوسرا یہ ایک وفاقی سبجیکٹ ہے۔اس وجہ سے میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ question put کریں تاکہ اس کا معزز ایوان فیصلہ کرے۔بہت بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں گزارش کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! وہ قانونی بات کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب! میں قانونی جواب دوں گا۔ میں ان کو غیر قانونی جواب نہیں دوں گا۔ بات یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب بھی بنک کوئی loan issue کرتا ہے تو collateral کے papers sign ہوتے ہیں اور وہ contract between the loanee and the bank ہوتا ہے۔اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ اس پر بھی stamps لگی ہوئی ہوتی ہیں۔اس کے ہر صفحے پر stamp ہوتی ہے اور اسی طرح جب سٹاک ایکسچینج میں شیئرز کی transaction ہوتی ہے تو وہ بھی ایک contract کے تحت ہوتی ہے۔ میں نے بھی اسی لئے پراونشل سٹیمپ ڈیوٹی کا ذکر کیا ہے کہ یہ فیڈرل ٹیکس نہیں لگا سکتے۔یہ پراونشل ڈیوٹی کے تحت، سٹیمپ کے تحت اپنے چارجز لے سکتے ہیں، یہ نہیں لینا چاہتے ان کی مرضی لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ سندھ نے اسی طرح شیئرز پر اپنی ڈیوٹی لگائی ہے اور وہ آج کل وصول کر رہے ہیں۔یہ بات، جو یہ کہتے ہیں کہ 1899 کا تو وہ مجھے رٹا ہوا ہے۔ اس کے بغیر collateral لے ہی نہیں سکتا۔ ہر بنک loan issue کرنے سے پہلے باقاعدہ sign کرواتا ہے اور ایک contract ہوتا ہے۔اس کے بغیر آپ کو بھی پتا ہے کہ بنک کچھ نہیں دیتا۔ بنک اس کے تحت ہی account holder کے account کو credit کرتا ہے اور وہ اپنے چیک کے ذریعے وہاں سے رقم کو draw کرتا ہے۔ یہ اس میں amendment کی ضرورت ہی نہیں ہے۔یہ اپنے طور پر ان سے charge کر سکتے ہیں۔یہ نہ کرنا چاہیں تو اور بات ہے لیکن قانون کا حوالہ نہ دیں۔

جناب چیئر مین: جی، تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب! اگر سندھ والے لے رہے ہیں تو ہمیں بھی لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔آپ سندھ سے ریکارڈ منگوالیں اور چیک کر لیں۔اگر سندھ میں ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

وزیر خزانہ: جناب چیئر مین!اس وقت اس معزز ایوان میں دو باتیں ہو رہی ہیں۔ جہاں تک شیخ صاحب نے فرمایا کہ جب بنک کوئیloan دیتا ہے تو سٹیمپ ڈیوٹی چارج کرتے ہیں، میں اس سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور جب میں نے سٹیمپ ڈیوٹی میں لفظinstrument کی definitionاس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کی تو اس میں، میں نے یہ مانا کہ جب دو پارٹیاں آپس میںagreement کرتی ہیں تو سٹیمپ ڈیوٹی یقیناً لاگو ہوتی ہے،اس پر ان کا نقطہ نظر مختلف ہو سکتا ہے کہ اس کی شرح کیا ہو۔ اب میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو پورے اعتماد اور پورے یقین کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کم از کمgross profit میں کوئیagreement دو پارٹیوں کا دستخط نہیں ہو رہا ہوتا،gross loss کے اندر کسی قسم کا دو پارٹیاں آپس میں agreement نہیں کر رہی ہوتیں۔ جس چیز پر یہ چاہ رہے ہیں کہ لگایا جائے وہ مد کم از کم سٹیمپ ڈیوٹی کے زمرے میں نہیں آتی۔ شیئرز کی ٹرانسفر کا جہاں تک تعلق ہے تو1999 میں یہ تقریباً اڑھائی فیصد ہم شیئرز کی ٹرانسفر پر،of the value of the shares یہ نہیں کہ شیئر دس روپے کا خریدا اور آج سو روپے کا ہو گیا ہے،اس کا جو مروجہ ریٹ ہوتا تھا اس کا ہم اڑھائی فیصد in the shape of stamp duty لیتے تھے جس کو موجودہ گورنمنٹ نے 2004 میں گھٹا کر intentionally .05 percent کیا کہ اس صوبہ میںbusiness activity بڑھے۔ ان کی یہ جوgross profit والی بات ہے وہ کسی صورت میں اس مد میں نہیں آتی کہ اس پر سٹیمپ ڈیوٹی لگائی جا سکے۔ گورنمنٹ کا اپناconscious decision ہے کہ ہمstamp duty اگر گھٹائیں گے تو صوبہ کی سٹاک مارکیٹ کیactivity زیادہ بڑھے گی۔

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب میں سٹاک ایکسچینج کے shares turn over پر ایک فیصد اور بنکوں کے گراس منافع پر پانچ فیصد provincial stamp duty فوری طور پر لگائی جائے تاکہ پنجاب حکومت کو اپنے انقلابی ترقیاتی پروگرام کے لئے اور خاص طور پر بے روزگار نوجوانوں کے لئے وسیع سرمایا حاصل ہو سکے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب چیئر مین: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب!آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

حکومت پنجاب وفاق سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے لئے سفارش کرے

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کی جائے۔"

وزیر خزانہ: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس حوالے سے تنویر اشرف کائرہ صاحب سے بات کی تھی۔ انھوں نے اس میں ایک amendment پر اتفاق کیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور کائرہ صاحب اپنی ترمیم شدہ قرارداد پڑھ دیں تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب! کیا آپ کی وزیر خزانہ صاحب سے قرارداد میں ترمیم کے حوالے سے بات ہوئی ہے؟

جناب تنویر اشرف کائرہ: جی ہاں! بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ اپنی ترمیم شدہ قرارداد پڑھ دیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کرنے پر غور کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں فوری طور پر کمی کرنے پر غور کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ ظل ہما عثمان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بی بی فرمائیں!

MRS ZILLA HUMA USMAN: Mr. Chairman! My point of order is about Panel of Chairmen. Sir this is the fourth time in the Punjab Assembly that a female name is added in the Panel of Chairmen and this time the name is from opposition benches. This is a very good and healthy sign. Sir, I want to ask why this name is always added at the end of the list. Why not at the top of the list?

اگر آپ female name add کرتے ہیں تو اس کو Panel of Chairmen میں top of the list لائیں تاکہ ان کو بھی کام کرنے کا موقع مل سکے۔ تو میری درخواست ہے کہ next time female کو at the top of the list رکھا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس پر غور کریں گے۔ اگلی قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

کسانوں کو کھاد، بیج اور کرم کش ادویات میں 50 فیصد سبسڈی دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب چیئرمین! ہم اس قرارداد کو oppose نہیں کرتے۔

اگر ہمارے کسانوں کو اس قرارداد کے ذریعے کوئی ریلیف ملتا ہے تو انھیں ملنا چاہئے تاکہ ہماری پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔ آپ وزیر خزانہ سے پوچھ لیں کیونکہ یہ محکمہ خزانہ کا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد کسی طرف سے oppose نہیں کی گئی۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

وزیر خزانہ: جی، میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> ''اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم رقبہ کے کسانوں کو کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور زرعی آلات کی خرید پر 50 فیصد رعایت دے۔''

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ارشد محمو بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اگلی قرارداد ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔ جی بگو صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! قرارداد پڑھنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے متعلق میری رائے تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ میری بہن ہیں۔ آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔ No point of order.

ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو قاعدہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جی، بہتر۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> ''اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔''

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! پہلے مجھے اس قرارداد کو نمٹا لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں نے محترم ارشد بگو صاحب سے یہ گزارش کی ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے انہی کی طرف سے ایک قرار داد آئی تھی اور اس پر ہم نے گورنمنٹ کو initiate کیا تھا کہ ہم یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔so decision وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس pending ہے۔ میں معزز رکن سے یہ درخواست کرنا چاہتا تھا کہ اس کو pending فرمالیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب مثبت فیصلہ کرنے والے ہیں۔ میری یہی استدعا ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! میرے خیال میں راجہ بشارت صاحب کی یقین دہانی کے بعد اس کو pending کر دینا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: راجہ صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں۔ یقین تو نہیں کرنا چاہئے لیکن انھوں نے یقین دہانی کروائی ہے لہذا اس کو pending فرمادیں لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ اسی اسمبلی میں اس کا فیصلہ کروالیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب کی یقینی دہانی پر اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

گنگارام ہسپتال میں کرپشن اور بوگس بھرتیاں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کی توجہ چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت صاحب! آپ محترمہ کی بات غور سے سنیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب والا! گنگا رام ہسپتال میں مشینری کے حوالے سے کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے اور 150 لوگوں کی بوگس بھرتیاں کی گئیں ہیں۔ اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے انکوائری کا آرڈر دیا تھا لیکن پروفیسر اکبر چودھری جو کہ اس کے پرنسپل ہیں انھوں نے سیکرٹری صحت کو خط لکھا کہ اس کی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے؟ اس کرپشن اور ان بوگس بھرتیوں کے سلسلے میں اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صحت صاحب! محترمہ نے گنگا رام کے جس مسئلہ کے بارے میں point out کیا ہے اس کی معلومات حاصل کر کے رپورٹ پیش کریں۔

وزیر صحت: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! پہلے طاہرہ منیر صاحبہ کے point کا وزیر صحت کو جواب تو دے لینے دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے وزیر صحت کو کہہ دیا ہے، direction دے دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی رپورٹ آئے گی۔ میں نے direction دے دی ہے، چیئر کی direction اہم ہوتی ہے۔ وزیر صاحب اس کی رپورٹ لائیں گے۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! کل یا پرسوں راجہ بشارت صاحب راولپنڈی گئے ہیں اور وہاں پر صحافیوں کی ایک ہاؤسنگ کالونی کا انھوں نے افتتاح کیا ہے یا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے لاہور میں صحافیوں کی کالونی کے حوالے سے اعلان ہوا، یہاں سے باقاعدہ اس بارے میں بل بھی پاس ہوا لیکن جن صحافیوں کو اس کالونی میں پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں انھیں ابھی تک کوئی لیٹر نہیں ملا۔ میری آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہے کہ اس وقت لاہور میں صحافی کالونی کا جو status ہے، جس حد تک کام ہوا ہے اس بارے میں ایوان کو آگاہ فرمادیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بگو صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی بات کر لیں پھر ایک ہی مرتبہ راجہ

صاحب سے سارے جوابات لے لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں پہلے بھی بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ پہلے قرارداد پڑھ لیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے متعلق میرا گمان، رائے یہ ہے وہ ماشاء اللہ اپنے قول کی بڑی سچی، پکی ہیں اور جو بات floor پر کہتی ہیں اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے انھوں نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب چیئر مین: نہیں میری بہن نے واک آؤٹ نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو: انھوں نے واک آؤٹ کیا لیکن ان کی دوستوں نے انھیں کھینچ کر بٹھالیا اور وہ بیٹھ گئی ہیں۔ اس بات کی وجہ سے میرے دل میں تھوڑا سا ملال پیدا ہوا ہے۔ لہذا میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اس قول کو سچا ثابت کریں اور ہاؤس سے واک آؤٹ کر جائیں۔ ہم ان کو بعد میں عزت کے ساتھ واپس لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب! میں تو یہ خیال کر رہی تھی کہ ارشد محمود بگو صاحب بھی میرا ساتھ دیتے ہوئے واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب چیئر مین: ہاں! یہ ٹھیک ہے۔

پرنسپل آف مارکیٹنگ کی کتاب سے تصویر ختم کرنے کا مطالبہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بڑے اہم نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے اندر اسلامی کلچر پر یورپ کی یلغار ہو رہی ہے۔ یورپین کی سب سے بڑی طاقت پاکستان پر صرف ہو رہی ہے اور وہ پاکستان کے اندر اسلامک کلچر کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے دل سے اللہ اور نبی پاک ﷺ کی محبت دور کرنا چاہتے ہیں۔ میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں ابھی کچھ دیر سے یونیورسٹی میں Principles of Marketing کے نام سے ایک سبجیکٹ پڑھایا جا رہا ہے۔ Nike Shoes امریکن کمپنی ہے انھوں نے جوتا بنا کر اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ دیا۔

جناب چیئرمین!میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا چونکہ یہ معاملہ حکومت سے متعلق ہے۔Nike Companyامریکن ہے اور اس کے جوتے بنتے ہیں اور انھوں نے جوتے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ کر پاکستان میں بھیج دیا۔ میں سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کس طرح ہمارے جذبات سے کھیلنا چاہتا ہے۔ بعد میں وہ جوتا واپس کر دیا گیا لیکن یونیورسٹی کے اندر جو Principles of Marketing کی کتاب پڑھائی جا رہی ہے۔ ابھی فیکس میں یہ تصویر آئی ہے کہ جوتے کے نیچے اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور ابھی تک وہ تصویر اس سلیبس میں موجود ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ یونیورسٹی کے اندر یہ احکامات جاری کریں کہ اس کتاب سے یہ تصویر ختم کر دی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ دیکھ کر کارروائی کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن چودھری اصغر علی گجر نے اس تصویر کی فیکس وزیر قانون کو پہنچا دی)

جناب چیئرمین: راجہ صاحب!اس کے ذمہ دار ہماری یونیورسٹی کے لوگ ہیں لہذا ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے، جناب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین!آج تحاریک التوائے کار کے وقفہ میں میو ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال کے متعلق انتہائی اہمیت کے معاملات اٹھائے گئے تھے۔ جن پر آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر صحت دو دن کے بعد اس کا جواب دیں۔ اس وقت میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اجلاس تو مزید دو دن نہیں چلے گا لیکن آپ نے فرمایا کہ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اجلاس جمعرات کو ہو گا۔ اب صورتحال کچھ بدلی بدلی سے لگ رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، صورتحال بدل گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر اب صورتحال بدلی بدلی سی محسوس ہوتی ہے تو پھر ان تحاریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک pending کیا جائے۔ چونکہ اس معاملے کی urgency ہے اور یہ urgent نوعیت کا ہے لہذا آپ ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ فرما دیں کہ وہ کل یا پرسوں ان دونوں معاملات پر specific meeting رکھ لیں۔ میں بھی وہاں پر حاضر ہو جاؤں گا کوئی اور صاحب ہیں اس کی

urgency کو resolve کیا جائے۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔

بہاولپور کے ہسپتال میں مریضوں کو antibiotic ادویات کی عدم دستیابی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! آج جو تحاریک التوائے کار پیش ہو رہی تھیں ان میں سے ایک دو پر کافی discussion ہوئی تو اس کے فوراً بعد ہسپتالوں کے اندر ادویات کے بارے میں میری ایک تحریک التوائے کار تھی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ جب مریض ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں تو حکومت کی طرف سے تمام ادویات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے اور میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اس طرف توجہ کریں کہ اگر مریض کو کوئی infection ہو جاتا ہے تو اس کے لئے مارکیٹ میں بہت ساری antibiotic موجود ہیں۔ زخم یا پیپ سے مواد لے کر لیبارٹریز سے اس کا culture sensitive کرواتے ہیں۔ چونکہ مارکیٹ میں جو پوری کی پوری antibiotics ادویات موجود ہوتی ہیں وہ ساری ہسپتالوں میں مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ اب اگر culture sensitive کی رپورٹ آتی ہے کہ ہسپتال میں جو دوائی موجود ہے وہ جراثیم پر کارآمد نہیں ہے تو میں اپنا تجربہ آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے بہاولپور ہسپتال کے دو تین وارڈز کے اندر ایسے کیس دیکھے ہیں کہ culture sensitive report کے بعد جب دوائی اس پر اثر نہیں کر رہی تھی تو پروفیسر نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں بازار سے دوائی نہیں لکھ سکتا اور ہسپتال میں جو دوائی موجود ہے وہ اس پر کام نہیں کر رہی۔ اگر میں بازار سے دوائی لکھوں گا تو میرے خلاف کارروائی ہو گی لہذا آپ مہربانی کر کے اپنے مریض کو یہاں سے ڈسچارج کروالیں اور گھر میں اس کا علاج کروائیں۔ اب اگر مریض غریب ہے اور وہ afford نہیں کرتا اور ہسپتال میں یہ سسٹم موجود ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے اسے دوائی خرید کر دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ اگر ایسی رپورٹ کے بعد جو دوائی ہسپتال میں موجود ہے وہ مریض پر کارآمد نہیں ہے تو پھر کوئی وارڈ کے پروفیسر، ایم ایس اور ایڈیشنل ایم ایس کی ایک کمیٹی بن جائے جو اس رپورٹ کے

مطابق طے کر لے کہ اگر یہ دوائی کام نہیں کر رہی تو پھر بازار سے دوائی خریدنے کی اجازت ہو جائے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے جسے پورے پنجاب کے اندر مریض face کر رہے ہیں۔ مجھے بطور ٹیکنیکل ڈاکٹر اس چیز کا احساس ہے کہ بعض مریضوں کو اس کا کافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ وزیر صحت اس سلسلے میں کوئی rectification کریں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر وسیم صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صحت نے آپ کی بات سن لی ہے۔ وہ آپ کو اور وہاں کے ایم ایس کو بلا کر بہاولپور کا مسئلہ حل کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

جناب چیئرمین: باقی معاملات میں سے یہاں پر ایک ہی مسئلہ دیکھا تھا۔ لہذا گنگارام اور میو ہسپتال کے مسائل کے لئے وزیر صحت جمعہ کو اسمبلی چیمبر میں میٹنگ بلائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ان سے بھی تو پوچھ لیں کہ وہ کس دن available ہوں گے۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں۔ یہ Chair کا حکم ہے۔ وہ اس پر عمل کریں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ نہ کریں۔ وہ ایوان میں موجود ہیں اور directions سن رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ان سے پوچھ تو لیں۔

جناب چیئرمین: میں ان سے کیوں پوچھوں؟ جب Chair یہ direction دے رہی ہے تو وہ اس پر عملدرآمد کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس پر عملدرآمد نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: اس پر عملدرآمد ہو گا۔ ہیلتھ منسٹر صاحب! میں نے جس انکوائری کا کہا ہے دو دن میں فرزانہ نذیر صاحبہ اس کی رپورٹ لائیں گی اور اس رپورٹ میں گنگارام کے باقی مسائل بھی لائیں گی۔ اب جمعہ کو سیکرٹریٹ میں مجلس قائمہ برائے ہیلتھ کی میٹنگ ہو گی جس میں راجہ بشارت صاحب کو بھی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ بھی اس میٹنگ میں تشریف لائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ commitment پوری نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! چھوڑیں آپ کیا بات کرتے ہیں۔ اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان، چودھری پرویز الٰہی صاحب اور (ق) لیگ نے ہماری اسمبلی کے چار سال پورے کروائے ہیں اس پر میں اپنی طرف سے پورے ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کچھ دوست کہہ رہے ہیں کہ آئندہ اجلاس نہیں ہو گا۔انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اجلاس ہو گا۔اب میں آج کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2006/885. Dated 24th November, 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the 27th Session of the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the	**LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL**
24th November, 2006	**GOVERNOR OF THE PUNJAB"**